الشعراء تلامیذ الرحمٰن

الحمد للہ کہ فروغ بخش بزم نظم و رشک افزای حسن یعنی دیوان

چراغ بزم

یعنی

مثنوی تصویر حسن

من تصنیف شاعر جادو تقریر مرزا عاشق حسین بزم تلمیذ منشی منیر

در مطبع نور الانوار طبع شد

دیوان قیصر احقر الکونین حیدر حسین صانہ اللہ عن کل شین متوطن اکبرآباد کٹرہ حاجی حسن خدمت
مین ناظرین اولی الابصار و شائقین ذوی الاقتدار کی عرض کرتا ہے کہ مصنف دیوان ہذا سے والد ماجد سنہ ۹۵
ہجری مین عازم گلزار جنت ہوئے کلام اپنا متفرق چھوڑا اون مرحوم مغفور اعلی اللہ مقامہ کی حیات مین نوبت
اجتماع و ترتیب کلام فصاحت نظام کی نہ آئی اکثر شائقین کی تمنی تھے کہ یہ کلام طبع ہو جائے علی الخصوص
سید کاظم حسین صاحب وکیل عدالت ججی ضلع آگرہ و منشی شیو نراین صاحب سکرٹری محکمہ چنگی آگرہ و منشی عبد اللہ
صاحب اور سیر انسپکٹر پنشن یافتہ و میرزا حامد حسین صاحب رئیس آگرہ و سید محمد حسن صاحب قمر متوطن داعی پور نے
زیادہ اصرار فرمایا لہذا الکمترین نے حسب فرمایش صاحبان والا شان یہ دیوان بکوشش تمام جمع کرکے
چھپوایا عمدگی کلام صفائی بندش الفاظ زبان قابل دید ہے حضرت آتش مرحوم کی زبان کا مزا آتا ہے
اور مصنف مرحوم شاگرد بھی جناب ... کے تھے بخیال آسانی خریداران قیمت دیوان مذکور اہل شہر سے
۱۰ ار اور بیرونجات سے ۱۳ مع محصول ڈاک مقرر کی ہے جو صاحب طالب ہون قیمت مقررہ بذریعہ
منی آرڈر عنایت فرماکر طلب فرمائین شائقین زیادہ ہین اگر توقف فرمائینگے تو پھر یہ کلام ابدار نہ پائینگے
اور واضح ہو کہ قبل اسکے دیوان عم مرحوم موسوم بہ **دیوان آغا** ۵۰۰ جلد طبع ہوا تھا ہاتھون ہاتھ
فروخت ہو گیا اب پھر اکثر شائق طالب ہین لہذا وہ دیوان بھی مکرر چھپا ہے جو صاحب خریدار ہون
اطلاع بخشین قیمت اسکی بھی بشرح بالا ہے **اطلاع** کوئی صاحب بلا حصول اجازت کمترین
قصد طبع دیوان قیصر نفرمائین نفع کے بدلے نقصان نہ اوٹھائین المشتہر مرزا حیدر حسین عفی عنہ ساکن
کٹرہ حاجی حسن آگرہ - **اشتہار کتاب لاجواب** قصہ موسوم **طلسم گوہر بار** متعلق اواخر
دفتر بالا باختر جسکو فقید النظیر منشی اسمعیل حسین منیر غفر اللہ القدیر نے دفترہائے طلسم سے
جداگانہ طور پر بحالت ملازمت والی رامپور دام اقبالہ کے تصنیف فرمایا اور سرکار موصوف سے انعام و
خلعت پایا سچ تو یہ ہے کہ اس طرز کا طلسم آجتک نہ دیکھا نہ سنا اور اصل جسکے دیکھنے سے کارخانہ طلسم
نظر آتا ہے وہ شاہزادہ نور الدہر کالبقوت صاحبقرانی و بخواہش طلسم کشائی و اسلحہ و بارگاہ سلیمانی بہ اعانت
ہمائے مرصع بال طلسم گوہر بار مین داخل ہونا اور قلعہ طلسمی چارون طرف حسب قواعد طلسم گشت لگانا اور

خود بخود سامان برا

یا تا بعدہ بیا بالسہ بنکر قلعہ مین داخل ہونا پہر شاہزادہ کا مصیبت طلسم مین پھنس

قلعہ نازنین گو ... رہ مین قید ہونا پہر بانی طلسم کی مدد سے رہائی اور بیشہ ہمیشہ بہار مین

یک روانگی مع ... شاہ نواح طلسم سے آشنائی پہر دیو دل اور غولون سے لڑائی بعدہ دریائے

ناران آتش ... وحشت ناک مقاسون اور طلسمون کو توڑ کر مرحلہ پیچ در پیچ کو طے کرکے

پہر سے قید ... ین ہونا اور سیماب رو تین بدن دیو پر فتحیاب ہونا اور طوطی زمردین بال کے

سامان بر ... کنان طلسم کی شکل بنکر آتش طلسم سے سلامت نکلنا پہر دشت راگ رنگ مین

پہو ہار ... ن اودی گھٹائین چہائی ہین شفق کی گوشہ بجلی کے چپکے کا توڑا دیا ہوا

شتا لیش کو سم سے داخل ہونا اور وہان کے طلسم مین پھنسنا تا کمر سنگ چقماق

ر لوح کا حاصل کرنا اور مرحلہ کوہ معلق ہزار تارہ کی راہ لینا اور

ت ۔ ہم مع ... یردن آفتون اور بلاؤن سے نجات پاکر مرحلہ بزم سلاطین مین داخل ہونا اور فریدون

سیاض جیل و منوچہر کیقباد کیکاوس کیخسرو افراسیاب کے معرکہ دیکھنا اور نوشابہ ہر چشم جادو

سلہ بزم سلاطین کو ہلاک کرنا الغرض اسی طرح ہزارہا طلسم کا فتح کرنا اور صدہا مصیبتین

اٹھا کر اپنے مطلب پر کامیاب ہونا بیان کیا گیا ہے جسکی صرف سرخیان اگر بیان کیجاوین تو ایک

حجم ہو جاوے پس یہ کتاب نہایت خوشخط طبع ہوکر تیار ہوئی ہے اور بنظر آسانی خریداران قیمت

اسکی اہل شہر سے عما اور بیرونجات سے عہ قرار پائی ہے جو صاحب طالب ہون بذریعہ منی آرڈر

قیمت بنام مرزا حیدر حسین ساکن کٹرہ حاجی حسن شہر آگرہ روانہ فرماکر طلب فرمائین صدہا

شائق اسکے طالب ہین اگر فروخت ہو جائیگی تو پہر ایسی کتاب ہاتھ نہ آئیگی ۔ واضح ہو کہ یہ کتاب

رجسٹری شدہ ہے حق تصنیف کسی کو نہین دیا گیا کوئی صاحب اسکے چھاپنے کا ارادہ نفرمائین

المشتہر مرزا حیدر حسین ساکن کٹرہ حاجی حسن شہر آگرہ ۔

غلطنامہ دیوان چراغ بزم و مثنوی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۸	واصلهم الله	اوصلهم الله	۱۵۶	۸	[illegible]	[illegible]
۳	۳	ملانیت	ملا نیت	۱۶۲	۱۰	[illegible]	[illegible]
۱۹	۳	پونچهه	پوچهه	۱۶۵	۷	[illegible]	[illegible]
۳۱	۹	سایہ کو تمنا لپیے	سایہ گیا اپنے تمنے	۱۶۹	۷	[illegible]	[illegible]
۳۵	۶	خودبینی	خودبینی سے	۱۷۲	۱۴	[illegible]	[illegible]
۳۹	۱۳	تیری قسمت	سیری قسمت	۱۸۶	۸	[illegible]	[illegible]
۴۷	۱۲	کیا	کب	۱۹۸	۳	[illegible]	[illegible]
۷۹	۸	بجرا	بهر	۱۹۹	۳	[illegible]	[illegible]
۸۱	۴	ہر	پهر	۲۰۲	۴	[illegible]	[illegible]
۸۲	۱۴	چور	حور	۲۰۲	۱۱	چهین	[illegible]
۹۴	۸	اسفدر	اسقدر	۲۰۴	۶	صبح شام	[illegible]
۹۶	۲	تیین	نہین	//	۱۲	قد بالا	قد و بالا
۹۷	۹	رکتی تهی	رکهتی تهی	۲۰۵	۸	حیاتی	حیا بهی
۱۰۰	۱	یکه	اکه	۲۰۹	۲	ذگر	ذکر
۱۰۱	۱۲	قال سے	غالبے	۲۱۴	۱۰	گاه گاه	گاه گاه
۱۱۴	۱۴	ستے	رستے	۲۱۶	۲	سوافق	سوافق
۱۱۸	۷	مرده	مردم	۲۱۸	۳	رنج	رنج
۱۲۵	۸	شاغل	سائل	۲۲۶	۲	اوسکا	اس کا
۱۳۲	۵	خریدار	طلبگار	۲۲۸	۷	اکے	آپ
۱۳۴	۱۵	اچها سے	حاضر سے	۲۳۲	۱۳	والفقیر الصعلوک	والفقیر الصعلوک
۱۳۲	۱۵	پادشاه	بادشاه				

حاجی حسن خدمت
ہیے والد عبد ۲۹۵
جگر کی حیات مین نوبت
پیارے بیاعلی الخصوص
پارہ ونشی عبد الله
شوطن داعی پورے
تمام جمع کرکے
لی زبان کا مزا
گردش کی شہرت سے
بذریعہ

صاحب تصنیف مصائب الشہداو
سال پرورش وتربیت
چہرہ دل دور ساختم در سنہ ۱۲۹۵
سین در سنہ ۱۳۰۳ ہجری مرزا نجف علی
میدان و سرمایہ درہم داغ الم بدلم سپرند
ین باوجود بی علمی و کم عمری بہ عشق شاہد سخن و نظم
حرف نظم گریبانم گرفت سر بہ سودائے شعر دادم و آبادی
قدم در صحرائے قافیہ پیمائی نہادم انچہ مہملات از طبع ناموزون
و بہ حضور محقق اکمل و استاد اجل منشی سید اسمعیل حسین منیر کہ از
وہ رشتہ جد امجد ہم بودند پیش کردم و اقتباس نور ازان مہر انور سپہر
نوری و ماہ منیر اوج کمال و ہنر پروری نمودم ہنوز این ذرہ بیمقدار
وغ کامل نیافتہ کہ آن نیر تابان آسمان سخن در برج لحد قرار گرفت و جہان
تاریک گذاشت انا للہ وانا الیہ راجعون سہ تا دیوان مع نثر فارسی و اردو
جز بلیغ المضامین کہ مثلش چشم فلک باوجود عینک شمس و قمر
ت مجد و اعتلا۔ لراقمہ نیفات شان او در غدر بغارت رفت صدمہ بستان آن

وجود سامان برات کا پیدا ہونا اور دو
نا بعدہ بیابان قمر سیر چاہ آسیا کہ
ملکہ نازنین گوہر پوش دختر بادشاہ
یک ردائی کی مصیبتیں اور ٹھاکر اور
ماران آتشین سے لڑائی در پیش
سحر سے قید ہو جانا اور پھر سا
جہان برسات کا موسم ہے اور
پھوہار پڑتی ہے عجب بہار کا
بنکر یہ دو غیبی حالت اصلی پر آ
لوح کی مدد سے ہزار ہا

مرحوم چون کوه گران بر من و من صورت اشک حسرت بر زمین افتادم و شوق نظم گستری از دل دادم آخر الامر از ابتدائے عمر گاہے گاہے دستم بدامن عیش و طمانیت نرسیده که شخص علم و هنر هم آغوش کمال بود ے ناگزیر این همه متاع کس مپرسی یعنی دیوان موسوم به چراغ بزم و مثنوی تصویر سخن که دارم سپرده یادگاری پیش دوستان مے آرم رجا که عیبم بپوشند و باصلاح کوشند ؛

ز ما حرفے بدوران یادگار ست ؛ که هستی را نمے بینم بقائے

آغاز دیوان نعت

(ردیف الف)

کیونکر نہو مقام مجھے فخر و ناز کا
عاشق وہ بے نیاز ہے میرے نیاز کا

اے دل وہی خلیل ہے اوس بے نیاز کا
رکن حرم قیام ہے جسکی نماز کا

جلتا ہون تیرے عشق مین لو تجھسے ہے لگی
سر عرش پر ہے شعلہ سوز و گداز کا

رکھا نہ کام بند میرا بیکسی مین بھی
ہو کس زبان سے شکر [illegible] اغا

خالق نے خاکسار کا رتبہ کیا بلند
عالم ز [illegible] ذوالفقار و حاجی جامع علوم

بے دیکھے ہین ہون شاہد توحید ذات پاک | قایل ہے عقل کل بھی میرے امتیاز کا
غافل نہو عبادت معبود سے بشر | طالب رہے اعانت بندہ نواز کا
وہ جسکو چاہے ذلت و عزت عطا کرے | محمود کو غلام بنا دے ایاز کا
فیض نبی سے باغ مدینہ ہوا نہال | رشک بہار خلد ہے تختہ حجاز کا

اے بزم اوسکو بحر حوادث کا ڈر نہین
ہان ناخدا ہو فضل خدا جس جہاز کا

دم بھر رہا ہون عشق جناب امیر کا | نشہ ازل سے ہے مئی خم غدیر کا
کیون عرش پر دماغ نہو اس حقیر کا | مداح ہون وصی رسول قدیر کا
سایل ہون آستان جناب امیر کا | شاہون سے بھی سوا ہے حشم اس فقیر کا
کہتے ہین مجھکو رہرو راہ سلوک سب | کیونکر نہون مرید ہون حیدر سے پیر کا
حامی عدم مین ہوگا مرا خضر راہ دین | دھڑکا نہین ہے کچھ سفر ناگزیر کا
دو اس قدر کہ بھر نہ سکے حاجت طلب | کشکول بھر دو بادشہ دین اس فقیر کا
اللہ کے الف کا مٹے گا نہ دل سے نقش | حقا کہ ہون ازل سے فقیر اس لکیر کا

مثنوی معراج | جائیگا بزم حشر مین جسدم یہ ہوگا شور
درجہان ندید واکثر از تصنیفات شاہ جناب اسیر کا

(ردیف بے)

سب ستارون مین نہو ممتاز کیونکر آفتاب
تاج محبوب الٰہی کا ہے گوہر آفتاب

دیکھے زلفون مین جو شہ کا روے انور آفتاب
برج جوزا مین چھپے جا کر مقرر آفتاب

آسمان شان حق کے ہین پیمبر آفتاب
کسطرح ہو نور احمد کے برابر آفتاب

روے روشن دیکھکر حضرت کا یہ کہتے تھے سب
کیا قد آدم اوتر آیا زمین پر آفتاب

ابرو و نور جمال و خال روئے مصطفے
ماہ یک شب برق کوہ طور اختر آفتاب

صورت شق القمر ہو جاے ہیبت سے دو نیم
دیکھ لے شمشیر احمد کے جو جوہر آفتاب

لگ گیے تھے چاند گویا عرش کو معراج مین
بن گیے تھے نقش نعلین پیمبر آفتاب

خلوت معراج مین تھا یون فروغ جانشین
ماہ تھا پردے کے باہر اور اندر آفتاب

چہرۂ شہ کا تصور دل کے آئینہ مین ہے
یا اوتر آیا ہے یہ شیشہ کی اندر آفتاب

جس جگہہ گذرے پیمبر وہ زمین گردون بنی
کہکشان جادہ تھا نقش پاے انور آفتاب

ایک ہین دونون مگر ای بزم اتنا فرق ہے
ماہ تابان حیدر صفدر پیمبر آفتاب

(ردیف تے)

وصف صد رخ شہ کا جو لکھا آج کی رات
صبح صادق سے بھی روشن ہو گئی آج کی رات

عازم عرش ہین محبوب خدا آجکی رات — کہکشان ہے رہ پر نور و ضیا آجکی رات

پہنی ہے نور کی کس گل نے قبا آجکی رات — کوئی بہی جامہ مین اپنے نہ رہا آجکی رات

شمع اوس بینی انور کو کہا آجکی رات — نور کا خوب یہ مضمون ڈہلا آجکی رات

ای فلک عرش سے کرسی کو تو لا آجکی رات — جلوہ افروز ہین محبوب خدا آجکی رات

بارش نور جو ہے میرے سیہ خانے مین — جلوہ افروز ہین محبوب خدا آجکی رات

غیرت عرش معلے میرا کاشانہ ہے — جلوہ افروز ہین محبوب خدا آجکی رات

ہے بجا جان اگر جائے پی استقبال — دہوم ہے آتے ہین محبوب خدا آجکی رات

لمعہ نور ہر اک نجم نظر آتا ہے — شادی وصل کا دیتی ہے پتا آجکی رات

شب معراج یہ جبریل ندا دیتے تہے — منتظر ہے کسی بندہ کا خدا آجکی رات

ق

عرش پر مہر نبوت کی ولادتکی ہے دہوم — چرخ پہنے ہے ستارونکی قبا آجکی رات

شب معراج یہ کہتے تہے ملائک باہم — ایک جا احمد و محمود ہوا آجکی رات

ایک سے ہے پردہ باہر پس پردہ ایک — راز ہے عاشق و معشوق مین کہا آجکی رات

قطعہ

حضرت آمنہ کے گہر مین ولادتکی ہے دہوم — خلق مین آئے ہین محبوب خدا آجکی رات

پردہ قدس مین جو نور رہا برسون تک — شکر صد شکر وہ ہے جلوہ نما آجکی رات

شام سے یاد ز محمد ان بنی ہین نہین حسن

شب معراج ہی یکجا ہین حبیب و محبوب — راز ایجاد جہان مجہپہ کہلا آجکی رات

شام سی بزم ہی محو صفت زلف بنی
گیسوئے حور کجا اور کجا آجکی رات

(ردیف ثے)

اے چارہ ساز بیکس و بے یار الغیاث — مختار کارخانہ مختار الغیاث
اک امتی ہماری ہے مولا کہین گے وہ ان — جب سب نبی پکارینگے غفار الغیاث
جبتک دعا مین دیجے نہ احمد کا واسطہ — بے سود شور گریہ ہے بیکار الغیاث
چکر سے دور چرخ کے مجہکو نکالیئے — گردش دکہا رہی ہے یہ پرکار الغیاث
سو مشکلین ہوئین تو او سیوقت ٹل گئین — جب یہ کہا کہ حیدر کرار الغیاث
رحمت خدا کی جوش مین آیگی دیکہنا — جب حشر مین کہینگے گنہ گار الغیاث
اب خار زار ہند سے مولا نکالیئے — دامن سی میرے اولجھے ہین سو خار الغیاث
تجھ مسیح طالب دیدار رہتے ہین — کیا مضطرب ہین مردم بیمار الغیاث
یہ ناتوان ہون روضۂ احمد کے عشق مین — بار گران ہے سایۂ دیوار الغیاث
کٹتا ہے تیغ ہجر سے رشتہ حیات کا — دشمن ہوئی ہے میری یہ تلوار الغیاث

گہیرا ہے ظلمت شب ہجران نے بزم کو

اے نور صبح رحمت غفار الغیاث

ہمنے احمد کو تو جانا ہے علی کے باعث
اور اللہ کو پہچانا نبی کے باعث

زیست کا لطف نہین اور کسی کے باعث
زندگانی ہے میری عشق نبی کے باعث

آئتین آئی ہین شاہ مدنی کے باعث
باتین خالق کی سنین ہمنے نبی کے باعث

بار پا سکتا تھا کب کوئی در احمد پہ
آئے جبریل بھی پیغامبری کے باعث

مان ہوئین گیارہ امامونکی جناب زہرا
پھول کیا کیا نہ کھلے ایک کلی کے باعث

دیکھکر شہ کو نکیرین ہٹے بالین سے
قبر مین بھی جو بچے ہم تو نبی کے باعث

اون سے بدتر نہین دنیا مین کوئی فرد بشر
دین کھوتے ہین جو دنیا طلبی کے باعث

آگے جبریل نے رستہ مین لیا ہاتھون ہاتھ
جان یوسف کی بچی تیز پری کے باعث

عیب ہوتا نہین کچھ مانع تکمیل کمال
نقص کیا مہ مین ہے داغ جگری کے باعث

قوت بازوئی فطرس ہوا لطف احمد
اوڑ نہین سکتا تھا بے بال و پری کے باعث

اقتباس اسنے کیا روز ازل تابش سے
روشنی مہر مین ہے نور نبی کے باعث

صاف کھلجاتا تھا گذرے ہین ادہر سے احمد
گلیان بس جاتی تہین خوشبو ہی کے باعث

مرتبہ عرش کو نعلین نبی نے بخشا
بن گیا افسر افلاک اسی کے باعث

عشق ابرو سے پیمبر کے ہوا دل روشن
بنگیا ماہ مہ یکدو شبی کے باعث

واہ کیا ہاتھہ سے کیا زور تہا اللہ اللہ
چولین ڈہیلی ہوئین خیبر کی علی کے باعث

ساغر دل ہے مِی حبِّ علی سے لبریز
حورین ملجائینگی اس لال پری کے باعث

بزم کیا اسکو بہی ہے ہجر نبی کا صدمہ
محو مضطر ہی جو سوز جگری کے باعث

(ردیف ج)

لکہتا ہون جو ہمشکل پیمبر کا بیان آج
اشعار بہی خامہ سے نکلتے ہین جوان آج

ہے فکر رسا زلف کے کوچہ مین روان آج
اس شب کی سحر دیکہیے ہوتی ہے کہان آج

کل زیر فلک جن کا بڑا نام تہا مشہور
ملتا نہین اون لوگونکی قبرونکا نشان آج

اسدرجہ ہوا زار مین ہجر بتونمین مین
بستر کی شکن کا ہے میرے تن پہ گمان آج

مین محو ہون محبوب الٰہی کی ثنا مین
دکہلا رہی ہے جوش میری طبع روان آج

دیتا ہے صریر قلم آواز تحیت
کرتا ہے ہر اک کلک رواں کار زبان آج

ہے متصل سیلاد خود آئے ہین محمدؐ
ہمرتبہ عرش ہوا میرا سکان آج

تو نے جو کیا وصف محمدؐ کا بصد شوق
رتبہ ہوا کیا پیش خدا تیرا زبان آج

آلینے دی بالین پہ محمدؐ کو دم نزع
جلدی ہے یہ کیا اور ٹہہر عمر روان آج

ہے غلغلہ معراج کی شب کا جو فلک پر
آراستہ رضوان نے کیا باغ جنان آج

بدلا ہے ہر اک حور نے پیراہن جنت ۔ استادہ ادب سے ہی ہر اک سرو رواں آج

فردوس کی دیواروں میں ہے آئینہ بندی ۔ ہر برگ پہ ہوتا ہی زمرد کا گماں آج

ہر شاخ شجر جھومتی ہے وجد میں اگر ۔ ہی بلبل فردوس جدا زمزمہ خواں آج

مدت سے جو مشتاق زیارت تھا نبی کا ۔ کوثر ہی بڑھی جوش سی اک سمت رواں آج

فرحت سی اناروں نے کیا خندہ شادی ۔ چیخی جو بہت تھک گئی سوسنکی زباں آج

کلیاں جو درختوں پہ ہیں سب پھول گئی ہیں ۔ ہر خوشہ پہ ہے اختر تاباں کا گماں آج

ہے شور کہ آتے ہیں نبی عرش بریں پر ۔ مشتاق ملاقات ہی خلاق جہاں آج

سدرہ سی یہ جبریل امیں دیتے ہیں آواز ۔ اللہ سی ملتے ہیں شہ کون و مکاں آج

کچھ راز کی باتیں ہیں جو اسدر ہے قربت ۔ ہے عاشق و معشوق میں فرق دو کماں آج

ہوں صبح شب ہجر نبی کی لیے بے چین ۔ معلوم نہیں گل سیر دلکی ہے کہاں آج

ہیں جمع گل باغ رسالت کے ثنا خواں ۔ مہکا ہوا ہے خلد کے پھولوں سے مکاں آج

اللہ کا گھر حیدر کرار کا میلاد ۔ دنیا میں تو بہتر نہیں کعبہ سے مکاں آج

وصف لب شیریں پیمبر میں ہے مصروف
ای بزم مزے لوٹتی ہی میری زباں آج

(ردیف ح)

آجائے دل مین جلوہ مولا کسیطرح — بنجائے رشک طور یہ سینا کسیطرح

دکھلاؤ اپنی صورت زیبا کسیطرح — دل مانتا نہین میرے آقا کسیطرح

جی جائے یہ مریض تمہارا کسیطرح — آو مدد کو رشک مسیحا کسیطرح

کرتا نہ خلق تجھکو اگر واجب الوجود — ممکن نہین تھی خلقت دنیا کسیطرح

ہوتا اگر نہ فرش در پاک کا تیرے — رفعت نپاتا عرش معلا کسیطرح

دیکھے جو سرو قامت موزون حضور کا — اکڑے نہ پہر بہشت مین طوبا کسیطرح

رکھتے جو تیرے در پہ نہ پیشانی نیاز — پاتے نہ اوج حضرت عیسا کسیطرح

دہوتا اگر نہ آب کرم ذات پاک کا — ہوتی نہ پاک رجس سے دنیا کسیطرح

جاتین ہزار بار اگر طور پہ کلیم — پاتین نہ تیرا رتبہ اعلا کسیطرح

ملتا اگر نہ تیرے قدم سے شرف اوسے — بنتا مکان خدا کا نہ کعبا کسیطرح

معراج مین یہ احمد و محمود تھے قریب — جز دو کمان نہ فرق تھا اصلا کسیطرح

تو ختم انبیا ہے تیرے بعد پیمبری — پیدا ہوا نہ اب ہی نہوگا کسیطرح

مدت سے برزہم کو ہے زیارت کی آرزو
بلوائیے مزار پہ مولا کسیطرح

تاتمام ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشق ہو عطر عفو دماغ گناہ کا
سونگھون جو مشک گیسوئے لام الہ کا

ممدوح ہے وہ گل چمن ماسواہ کا
کلمہ ہے اوسکا ورد زبان گیاہ کا

سجدہ نہو نصیب جو اوس بارگاہ کا
ماتھا نہ جھکے خسرو زرّین کلاہ کا

رتبہ اگر گدا کو وہ دے عزّ و جاہ کا
کشکول فقر تاج بنے بادشاہ کا

دیدار و نکو ہے شوق مدینہ کی راہ کا
ہر نقش پا کو مرتبہ ہے سجدہ گاہ کا

کلمہ کی اونگلی کوئی اوٹھائے تو اسطرح
سمجھین الف ملایکہ لفظ الہ کا

اندھیر دیر و کعبہ مین ظلمت دلون مین ہے
جلوہ ترا چراغ ہے کس خانقاہ کا

لے بتکدہ سے کعبہ وحدت کا راستا
اندھا نہ بن بتون کو سمجھ میل راہ کا

دونون جہان سائل اسی آستانکے ہین
جائے کہان فقیر تیری بارگاہ کا

میٹھا ہو منہ جو چاشنی شہد عفو سے | نعم البدل ہو تلخی زہر گناہ کا

تو ایک ہے شریک نہیں ہے کوئی ترا | محتاج یہ سخن نہیں ہرگز گواہ کا

لو لگا دیتے ہیں حشر کے دن نقد مغفرت | توبہ کے سر سے خون ہے ہر گناہ کا

لیتے ہیں نام صل علی کہہ کے سب ترا | ہوں امتی جناب رسالت پناہ کا

ای چرخ زائران مدینہ سے بل نکر | سولی پہ کھینچدی نہ کوئی خار راہ کا

نام محمد عربی سے فروغ ہے | سکہ بھی ہے سیم و زر مہر و ماہ کا

کلمہ سے جسکے زہرۂ نار آب آب ہے | ضامن وہ نور ہے ہمیں عفو گناہ کا

شاہ رسل شہنشہ کل ہادی سبل | رتبہ ہے جسکے پیرو ونکو خضر راہ کا

نور خدائے پاک سے علی و رسول ہیں | مطلع ہے یہ قصیدۂ نور اله کا

زوج جناب فاطمہ داماد مصطفی | ممدوح انبیاء فلک بارگاہ کا

دولہ بنادے دشت نجف کا اگر غبار | سہرا ہمارے سر ہے خاشاک راہ کا

پرنور سجدۂ در حیدر کا ہے نشان | خورشید ایک ہے یہ داغ جباہ کا

بارہ امام نور خدا حجت خدا | ہر ایک جانشین ہے رسالت پناہ کا

دل سے یہی دعا ہے کہ جلدی ظہور ہو | صاحب زمان و مہدی دین اله کا

سنکر غزل یہ منقبت و نعت و حمد کی

اے بزم شور بزم میں ہے واہ واہ کا

مداح ہوں وصی رسالت مآب کا
میں ہم سبق ہوں حامل ام الکتاب کا

ذرہ ہوں میں غبار در بوتراب کا
آگے نیر سے ہے خاک فروغ آفتاب کا

پیرو ہے جو کہ بعد نبی بوتراب کا
سالک وہی ہے جادہ حسن و صواب کا

لکھ وصف شہر علم الٰہی کے باب کا
حقا کہ وہ وصی ہے رسالت مآب کا

معراج پائی کعبہ میں دوش رسول پر
بالا نبی سے اوج ہوا بوتراب کا

پہلو میں کیوں نہ دل کو رکھوں جان سے عزیز
شیشہ بھی ہے حب علی کی شراب کا

مولا علی بھی اوسکا ہے مولا ہوں جسکا میں
مطلب یہ ہے حدیث رسالتمآب کا

کہتی تھی ذرہ ذرہ کا حال آپ سے میں
پایا اسی سبب سے لقب بوتراب کا

آئے بہشت کوئی نجف سے اگر صبا
عالم ہو باغ شیب میں فصل شباب کا

لکھوں اگر صفت عرق روئے پاک کی
جاری میری قلم سے ہو چشمہ گلاب کا

گردوں سے اوج رتبہ دلدل کو پوچھیے
رشک ہلال چرخ تھا حلقہ رکاب کا

فرماتے تھے علی کہ زیادہ نہ ہو یقین
اوٹھ جائے درمیان سے جو پردہ حجاب کا

پہنچے قریب پردہ جو معراج میں رسول
نکلا حجاب نور سے ہاتھ اوس جناب کا

دریا بنیں مداد شجر سب قلم ہوں گر
ق
ہر برگ سبز و خشک ورق ہو کتاب کا

کاتب ہون انس و جن و پری و ملک تمام
اک شمہ بھی رقم نہو وصف اون جناب کا

بہر مدد علی ولی آئینگے ضرور
کچھ ڈر نہین لحد کے سوال و جواب کا

اے بزم بیقرار یہ شوق نجف مین ہون
عالم ہی جدا عقد مین سیر اضطراب کا

جگنو گلو ئی روشن جانا نمین رہگیا
خورشید حشر صبح گریبان مین رہگیا

وان تیغ کج کے رہگئی قاتلکے ہاتھ مین
یان خون جوش کہاکے رگ جان مین رہگیا

واہین دہان زخم سلونے کی چاٹ مین
شاید نمک تمہارے نمکدان مین رہگیا

دیوانہ اونکی چال کا تہا جسم ناتوان
کانٹے کیطرح گوشہ دامان مین رہگیا

جوش جنون سی شرم گلوگیر ہوگئی
پہانسی بنا جو تار گریبان مین رہگیا

دیکھا گلوے صاف ترا جس حسین نے
تیر نگاہ وہ بس گریبان مین رہگیا

باغ جہان مین رخ نکیا اوس نے ننگ سے
دم بہر جو پھول زلف پریشان مین رہگیا

دنیا سے بسکہ جلد گیا مین سوے عدم
اسباب زیست خانہ ویران مین رہگیا

افسردہ ہوکے ذبح کیا مجھکو آپ نے
سردی سے خون جمکے رگ جان مین رہگیا

قسمت وطن مین اوسکے لیے بیٹھی ہے سر
جو پیچ زلف شام غریبان مین رہگیا

بخت سیہ کی آنکھونکا تارا بنا وہی
جو اشک دامن شب ہجران مین رہگیا

صحرا مین طوق تنگ نہ زنجیر کا ہے غل — سب زور شور خانۂ زندان مین رہگیا
اے بخت تیرہ دیکھہ خوش اقبالی ہما — سایہ سے ملکے کوچۂ جانان مین رہگیا
جسنے نہ راز عشق کہا بعد مرگ بہی — چرچا اوسی کا شہر خموشان مین رہگیا
سکہ رہا نہ مہر خطاب شہان دہر — رہنے کو نام دفتر امکان مین رہگیا
وصل عروس مرگ جسے ہو گیا نصیب — سہرا اوسی کے سر شب ہجران مین رہگیا
نکلا نہ بعد قتل بہی دل سے خیال زلف — یہ سانپ بنکے گنج شہیدان مین رہگیا

اے بزم اب شباب ہے باقی نہ جام مے
ناحق کا داغ دامن ایمان مین رہگیا

مشتاق وطن یا متمنی عدم تھا — دیکھا تو ہمیشہ سفری قاصد دم تھا
حسرت زدۂ دید ترا کشتۂ غم تھا — تا زیست یہان جای نگہ آنکھون مین دم تھا
نزدیک بہت کشور ہستی سے عدم تھا — دونو مین فقط فاصلہ چند قدم تھا
حقا کہ ہے سودا بتان دشمن عزت — پامال ہے وہ سر جو سزاوار قسم تھا
کیون تونے نگاہ اوسکی طرف کی نہ دم حج — مشتاق اسی تیر کا آہوے حرم تھا
ہر فقرہ پہ کیون ہوش اوڑ جاتے ہین قاصد — خط اوسنے لکھا جس سے وہ کیا پر کا قلم تھا
اللہ حجاب آپکو یہ صبح شب وصل — گردن مین ہے وہ آج جو کل زلف مین خم تھا

ہے ہیزہ قند آج ترو زعم مین ای دل
کل شکر گذار اثر تلخی سم تہا

خون دل پامال سے کل تیری گلی مین
ہر ایک خذف ریزہ جواہر کی رقم تہا

سر تہا تو ہوا کرتے تہے منت کش صندل
بیفائدہ کا درد سر اس سر کی قسم تہا

خورشید قیامت کی بہت دہوم تہی لیکن
جب غور سے دیکہا تو ترا نقش قدم تہا

رک رک کے کیا ذبح شب ہجر مین تا صبح
کند ای بت خونریز ترا خنجر غم تہا

ہم سوختہ خرمن ہوئے اب پہلے تہے سرسبز
تو برق غضب آج ہے کل ابر کرم تہا

کلمہ مرے اقبال کا پڑہتے تہے برہمن
جبتک کہ بغل مین وہ پریزاد صنم تہا

ہم مرچلے آیا جو انہین یاد کوئی غیر
ٹہنڈی تہی وہان سانس یہان ہونٹ پہ دم تہا

گو عشق نے نعمت غم کونین کی بخشی
کہانا تو بہت خوب تہا پر بہوک سے کم تہا

کچہ قدر محبت کی بتون کو نہ تہی ای بزم
دیکہا ہے جسے وہ بندۂ دینار و درم تہا

مدح خوان ہون شفیع محشر کا
دل سے عاشق ہون نام حیدر کا

دل ہے ممنون زخم خنجر کا
سر پہ احسان ہے ایک ٹہوکر کا

یا علی حشر مین کرم کرنا
مین بہی پیاسا ہون آب کوثر کا

دیکہکر اشک زہرہ آب ہوا
شور سنتے تہے ہم سمندر کا

آئینہ لیچلا ہے اون کے حضور
منہ تو دیکھے کوئی سکندر کا

کام آئی بتون کی گرمی حسن
دل پسیجے کبھی تو پتھر کا

بیخودی اب کے بار اگر آئی
پونچھ لینگے پتا تیرے گھر کا

رخ گلگون کی بوسے ہارتے ہین
رنگ بگڑا ہے اونکی چوسر کا

اوڑ گئے ہوش نامہ بر بنکر
نہ ملا جب پتا کبوتر کا

ہے مزاج اون کا اختصار پسند
مجھسے وعدہ کیا ہے دم بھر کا

ہوش آئے ہوئے اوڑاتا ہے
لخلخہ گیسوئے معنبر کا

دل ہی سے حال کچھ کھلے تو کھلے
وہی بھیدی ہے آپکے گھر کا

روز میخانۂ محبت مین
دور چلتا ہے کاسہ سر کا

دل کے آئینہ مین دکھادونگا
اک حسین آپ کی برابر کا

خلش دل کی کھینچ دون تصویر
دو قلم اپنے تیر کے پر کا

عرش اعلی پہ ہے دماغ ای بزم
اونکے زانو سے بالش سر کا

عمر بھر بسمل رہا بسمل گیا
جس کسی کا دل کسی سے ہل گیا

دم دیا تو نے جوا ے گل وصل کا
اس ہوا سے غنچۂ دل کھل گیا

وصل کی شب گذری آئی صبح ہجر
آفتاب آیا مہ کامل گیا

بجھ گئی میرے لہو سے اوسکی پیاس
خوب چمک کر خنجر قاتل گیا

دی دغا دل نے بتونکے عشق مین
دوست ہو کر دشمنون سے مل گیا

رہگئے کیون ہاتھ سے دل تھام کر
کس کے نالے سے کلیجہ ہل گیا

رقص بسمل سے مکدر ہو گئے
خاک مین سارا تماشا مل گیا

وائے قسمت ہم تڑپتے رہگئے
نیم بسمل چھوڑ کر قاتل گیا

اب ملو دست تاسف عمر بھر
ہاتھ سے ای بزم اسپا دل گیا

صبح تک فرقت محبوب مین رونا اچھا
اے شب غم تیری کملی کا بھگونا اچھا

زلفین برہم ہون تو عشاق کا رونا اچھا
نئے موتی تیرے بالون مین پرونا اچھا

تخت شاہی سے یہ پھولون کا بچھونا اچھا
گنج قارون بھی ساتھ آپکے سونا اچھا

زخمونکے کھانے مین جب غیر بھی ہون جانسپر
ہاتھ آب دم شمشیر سے دھوتا اچھا

نہوا وصل کا وعدہ جو وفا وسدن بھی
ایسے ہونے سے قیامت کا نہونا اچھا

فرش گل باغ مین کس کام کا جب تم نہوے
اس سے تو خاک کا تکیہ مین بچھونا اچھا

زخمونپر چھڑکو نمک بوسے خفا ہو ندو
ایسے میٹھے سے میری جان سلونا اچھا

وصل قطرہ کا ہے دریا سے اسی پر موقوف
اے حباب لب جو پھوٹ کے رونا اچھا

چین آتا ہے تڑپنے ہی سے ہر بسمل کو
کون کہتا ہے کہ بیتاب نہونا اچھا

دامن گل ہے جگہ پاتے ہین اشک شبنم
سیر نزدیک تو ہنسنے سے یہہ رونا اچھا

قصر شاہی مین نجا زاویۂ فقر نہ چھوڑ
گوشۂ دامن دولت سے یہہ کونا اچھا

داغ عصیان کے لیے اشک ندامت ہین مفید
سیکشو دامن آلودہ کا دہونا اچھا

ذبح کرتے ہین پسینہ اونہین آیا تو کہا
گرم ہے آب دم تیغ سے سمونا اچھا

ہجر ساقی مین نہ کیون اشک بہائین میخوار
کشتی بادۂ گلگون کا ڈبونا اچھا

آبرو جانیکا اندیشہ جہان ہو اے دل
اوس جگہ گوہر جان ہاتھ سے کہونا اچھا

شاید آجائے عیادت کے لیے وہ خوش چشم
کون کہتا ہے کہ بیمار نہونا اچھا

منع عشق مژہ یار نہین ہے اے دل
ایسے کانٹے ہون تو حق مین میرے بونا اچھا

روز و شب چشم تصور مین ہو سب کے آگے
ایسے پردہ سے تو پردہ کا نہ ہونا اچھا

بزم ہم جاگتے ہین ایک پریزاد کے ساتھ
اندنون غیر کی تقدیر کا سونا اچھا

جلوۂ زلف و رخ اے شعبدہ گر ہے کہ جو تہا
اس شب و روز کا دور آٹھ پہر ہے کہ جو تہا

قدر اندازیون کا شوق اودہر ہے کہ جو تہا
دل جانباز ادہر سینہ سپر ہے کہ جو تہا

روز عیش ایک گھڑی روز مصیبت برسون
دن زمانے مین وہی چار پہر ہے کہ جو تہا

باغ عالم مین مزا دلکو ہے رسوائی کا
طالب سنگ ملامت یہ شمر ہے کہ جو تہا

تہک گئی عمر روان باد صبا بہی ٹہہری
نفس سرد ابہی گرم سفر ہے کہ جو تہا

کونسا طائر دل ہے کہ جو بسمل نہوا
ابہی جویائے ہدف تیر نظر ہے کہ جو تہا

آتش حسن مین گرمی نہ نزاکت مین سکت
آجتک پیچ و خم موے کمر ہے کہ جو تہا

پہٹ چکے سیکڑون داماں و گریبان لیکن
دل صد پارہ سے پیوند جگر ہے کہ جو تہا

اپنی ہی کل سی ملے حشر مین جزو اے قاتل
آج تک فاصلہ گردن و سر ہے کہ جو تہا

عاشق خاک نشین سے بہت خوش ہے قد کجدا
دور تر سایہ سے اپنے یہ شجر ہے کہ جو تہا

دست ساقی مین ہے ابتک وہی پیمانہ مے
شاخ نازک سے وصال گل تر ہے کہ جو تہا

نہ وہ آندہی ہے نہ وہ صحرا نہ وہ جوش وحشت
وحشی عشق مگر خاک بسر ہے کہ جو تہا

شور محشر بہی ہوا چونک پڑے مردے بہی
ابہی خوابیدہ مرا پائے سفر ہے کہ جو تہا

آبرو کہو کے بہی ہون غرق یم بادہ کشی
خشک سالی مین بہی دامن وہی تر ہے کہ جو تہا

میرے نالون سے اوڑی جاتی ہے ہمدرد نکی بہی نیند
خواب غفلت کا ان آنکہون مین گذر ہے کہ جو تہا

رقص محبوب سی فتنہ کی ترقی ہے وہی
روز اول سے وہی دور قمر ہے کہ جو تہا

شام کے بال کہلے ہین ابہی میرے غم مین
چاک ویسی طرح گریبان سحر ہے کہ جو تہا

آبرو دل کی ہے محفوظ ابہی سینہ مین
قید زندان صدف مین یہ گہر ہے کہ جو تہا

شل ہوے پاؤن نہ کچہ شوق مین سستی آئی
کوے قاتل مین اوسی طرح گذر ہے کہ جو تہا

عہد پیری مین بہی ہے یاد لب شیرین کی
عشق ابہی دل سے بہم شیر وشکر ہے کہ جو تہا

بے ثباتی مین بہی نادان نہین سرگرم نشاط
بزم ہستی مین وہی رقص شرر ہے کہ جو تہا

دار منصور مین سر اور ندیکہا ابتک
دوسرے پہل کی طلب مین یہ شجر ہے کہ جو تہا

گر گئے شاخون سے گل قطرۂ خون مژگان سے
ناوک جور مین پیوستہ جگر ہے کہ جو تہا

کو سنا ہے لب جانبخش بتان سے مانوس
آہ عشاق سے بیگانہ اثر ہے کہ جو تہا

تلخیٔ نزع کا عالم ہے شب غم مین وہی
زہر سے شیرہ جان شیر وشکر ہے کہ جو تہا

جلوۂ رخ کی تری سینہ شگافی ہے وہی
دشمن جان کتان نور قمر ہے کہ جو تہا

لاکہ واعظ نے گریبان سے تو بہ کہینچا
دست عاصی مین وہی دامن تر ہے کہ جو تہا

بے ثباتی پہ ہے گریان ابہی تک چشم حباب
خندہ زن عمر پر اپنی گل تر ہے کہ جو تہا

اوسی صورت سے ہے یاقوت غلام لب لعل
بندۂ حلقہ بگوش اونکا گہر ہے کہ جو تہا

بت نکالے گئے کعبہ سے کبہی کے ای بزم
دل جانان مین وہی غیر کا گہر ہے کہ جو تہا

مہربان جب سے وہ ترک ستم آرا نہوا
بخت بہی ہم سے پہرے دل بہی ہمارا نہوا

جانب بخت جگر کوئی اشارا نہوا
کبھی شاخ گل تربت پہ تمہارا نہوا

پھر گیا غیر کا دل جلوۂ رخسار سے کیون
ہضم کیا شربت دیدار تمہارا نہوا

دل بیتاب نے جلنے سے نہ پھیرا کبھی منہ
آتش غم سے گریزان کبھی پارا نہوا

چشم گریان مین ہا گیسوے مشکین کا خیال
کبھی اس ابر کو دریا سے کنارا نہوا

نذر دل پھیر دی اوس رشک مسیحا نے جب
جان دینے کے سوا پھر مجھے چارا نہوا

لاکھ خورشید چمک کر ترے آگے نکلا
آتش حسن کا ادنی بھی شرارا نہوا

تیرے غصہ ہی سے رغبت دل وحشی کو رہی
سیر اس شیر کی صحبت سے چکارا نہوا

اوسکی کرتی کی بنت دیکھ کے دل کہتا ہے
میری قسمت کا کوئی اسمین ستارا نہوا

بحر غم مین تن لاغر نے نہ دی دلکو مدد
ڈوبتے کو کسی تنکے کا سہارا نہوا

شادی وصل سے یارون نے ملاقات نکی
اے غم ہجر ہزار رنج گوارا نہوا

مر کے بھی زلف معنبر کی محبت نہ گئی
کب غبار اوڑ کے مرا عنبر سارا نہوا

سب کی جب آنکھ جھپک جائے تو پھر کیا ہمین
کوئی بجلی ہوی شوخی کا اشارا نہوا

تا سحر کعبہ و بتخانہ مین اندھیر رہا
اے قمر شب کو جو تو انجمن آرا نہوا

دیدۂ دل کو تجلی نظر آئی جیسی
چشم موسی کو میسر وہ نظارا نہوا

سیر تاہی دلپہ رہا شانہ گیسو کا دانت
سر دشمن کے مقدر مین یہ آرا نہوا

چاندنی دیکھی سنا راگ سفر مین آئے بزم
ویس مرغوب ہوا دل کو گوارا نہوا

کون ہے میکدہ مین روکنے والا اونکا
شیشہ اونکا مئی ناب اونکی پیالا اونکا

کہا گیا زہر اجیل چاہنے والا اونکا
کیون نہ تابوت پہ ہو سبز دوشالا اونکا

رہے آغوش مین جنکی قد بالا اونکا
مرتبہ کیون نہو طوبا سے دوبالا اونکا

چین لیتا نہین کیون کانکا بالا اونکا
کون سے چاند کا مشتاق ہے ہالا اونکا

پیار کے بہوکے ہین ہم غیر تری گالیکے
اونہین کے منہ کو مبارک ہو نوالا اونکا

بانکپن کرتے تہے وہ دو دل و سنبل دونون
بل ترے گیسوون نے خوب نکالا اونکا

بجلیان لوٹ گئین خاکپہ قدمونپہ گرین
پر کبہی خوف سے دامن نہ سنبہالا اونکا

حرم دل کے سوا اور نہین کوئی مکان
جہوٹہہ ہے مسجدین اونکی نہ شوالا اونکا

کونسا پہول ہے جسنے نہین گل کہائے ابر
ایک داغی نہین گلزار مین لالا اونکا

عرش اعظم ہین سجدے مین پڑا رہتا ہے
آستان دیکہہ رکہا ہی ہمت والا اونکا

پہونکتی ہے میری فریاد رقیبونمین صور
آج کیون دونکی لیتا نہین نالا اونکا

کہکشان نے جو بہری موتیون سے مانگ اپنی
کیا کوئی ٹوٹ پڑا کان کا جہالا اونکا

سنتے ہین روحکو در پیش ہے اکدن وہی راہ
کوچہ اے عمر روان چلکے وکہالا اونکا

سر چڑہے ہین پیر فلک کے جو ترے دیوانے
کلہ مصر نے پاؤن کا چھالا اونکا

کب حسینون سے ہین جاڑون مین لپٹکر سویا
گرم کیون ہونے لگا مجھپہ دوشالا اونکا

ہوش مین آنہ جتا عشق بتونکو یہ دل
اک بڑا تو ہی تو ہے چاہنے والا اونکا

بادشاہونپہ جو فرمائشین وہ شوخ کری
دم مین انسے بزم نکلجای دوالا اونکا

دم مین طے ہوتا ہے رستہ دشت وحشتناک کا
پاؤن بڑہنے دو ذرا دامن سے آگے چاک کا

میرے آب اشک سے دامن بچانیکے لیے
کشتیون مین ہے گذارا آپکی پوشاک کا

غیر مینا کے مئی گلگون جو لایا تیرے پاس
پہوٹ کر رویا لہو چھالا دل غمناک کا

جب سے میری اشکباری انکو آئی ہے پسند
لہرین لیتا ہے سمندر دیدۂ نمناک کا

وصل کی شب آگئی کیون صبح فرقت نے طلب
کام کیا شادی کے گہر مین اس گریبان چاک کا

آبرو جانے نہین دیتا ہے لڑ بہڑ کر بشر
کشتیان لڑتا ہی پانی سے یہ پتلا خاک کا

انتظام اےچرخ بہر باغ جہانکا چاہیے
بندوبست اول ہے لازم دار و بست تاک کا

سہمناک ایسا ہے بحر غم کا قطرہ بھی جسے
دیکھکر دل ڈوب جاتا ہے ہر اک تیراک کا

کیون سمجھکر انکا مطلب ہو نہ سرگرم سخن
ہمزبان مین بھی ہوا انکے شعلہ ادراک کا

صورت پیک قضا خط اونکا لائیگا اگر
نقد جان محصول مین ہرکارہ لیگا ڈاک کا

نکہت جنت بھی پا سکتی نہین اوسکا دماغ
جسکو سودا ہے تمہاری ملگجی پوشاک کا

سیر سے خون پا وحشت مین ہوا ہے سرخ پوش
کیون خوشی سے ہون نہ لالون جنگل ڈھاک کا

ہم ہوئے مجنون سرپستان کو لیلی جانکر
جب سے برپا ہو گیا خیمہ تری شاماک کا

کھینچ لونگا دامن عفو خدا محشر کے دن
چاہنیوالا ہون ای ناصح بت بیباک کا

کیون نہ رکھے اپنے سر پر آسمان ای شہسوار
ماہ نو نقشہ ہی نعل توسن چالاک کا

خشک مغزون سے کہین کیا وحشی عالی دماغ
آبلہ دیگا جواب اس گنبد افلاک کا

یاد خال یار رہتی ہے نشۂ غم مین شریک
بادۂ خون جگر مین میل ہے تریاک کا

پا سکے کیونکر ہوا ہے دامن محشر مجھے
گرد رہ ہون مین کسی کے اشہب چالاک کا

اس غزل مین ہے زمین حضرت ناسخ کا فیض
آسمان پر ہے دماغ آج اپنی مشت خاک کا

اپنی صحبت مین نہین آلودہ اس کج کی بزم
شکر کرتا ہون مین احسان خدا پاک کا

نہ ہوا پر نہ ہوا ایک پریزاد اپنا
سرد سینے غم سے نہ کیون شعلۂ فریاد اپنا

زلفون والے جو دکھا دین قد آزاد اپنا
بل فراموش کرے طرۂ شمشاد اپنا

تیری تصویر بھی کھینچینگے سبحان اللہ
منہ تو بنوائین فرامانی و بہزاد اپنا

جلوۂ طور پہ ہے حضرت موسی کو ناز
جا کے دکھلا دو ذرا حسن خدا داد اپنا

بیستون اور یہ کوہ غم شیرین ہی اور — سر پٹکتا ہے عبث تیشۂ فرہاد اپنا

ملک الموت و مسیحا ہین یہان دونون ایک — وہی جان بخش ہے اپنا وہی جلاد اپنا

مرغ دل خاک نشینونکے بچینگے کیونکر — خاک پر جال بچھاتا ہے وہ صیاد اپنا

بیڑیان توڑکے اب جوش جنون دکھلادین — یون تو لوہا کبھی مانینگے نہ حداد اپنا

سرخروئی یہ ملی خون شہیدونکے طفیل — دیکھے نہ آئینہ مین خنجر فولاد اپنا

جانب دل نہ پھرا نالہ ترے گھر جاکر — آشیان بھول گیا طائر فریاد اپنا

ایجنون سنگ ملامت کی جو امداد نہو — تیز نشتر کرے کس چیز پہ فصاد اپنا

رک گئین آہ عنادل سے عدم کی راہین — کوچ موقوف کرائے نکہت برباد اپنا

اب ہنسی آئی گی کیونکر لب سوفار تجے پاس — چھد گیا تیر ستم مین دل ناشاد اپنا

مجھسے نقد دل و جان نذر مین لیکر بولے — تمکو اک بوسہ کا احسان رہا یاد اپنا

شرم کو وصل کی درخواست مین دین یاد کیونکر — آپکی چشم عنایت تو کرے صاد اپنا

چرخ کی اصل ہے کیا بام تبانکے آگے — فلک اوس کو سمجھا ہی عالم ایجاد اپنا

دیکھ لین تیرے قد راست کی تصویر اگر — پونچھین ہاتہے کا الف شرم سی آزاد اپنا

نامور کیون نہ بنین ہم اہل سخن مین ای بزم — جب منیر سخن آرا ہو استاد اپنا

ہجر جانانکا رہا رنج سفر مین اے بزم

ہو گیا وصل سے دل آگرہ مین شاد اپنا

رات کو نالون سے روشن چرخ اول ہو گیا
دیدۂ انجم کو دود آہ کاجل ہو گیا

تو جو دریا پر گیا اے غم ہوا اے خوش لباس
سوکھ کر آب روان ڈھاکہ کی ململ ہو گیا

پیچ دم بھر کو مقدر سے نہ نکلا آج تک
یہ بھی کیا اے شوخ تیوریکا تری بل ہو گیا

سر جو پھوڑا آپکی ڈیوڑھی سے درد سر گیا
تختہ دروازہ گویا لوح صندل ہو گیا

رونے والے خاک مین لاکھون ملے ہین اسجگھہ
جو غبار اوٹھا ترے کوچہ سے بادل ہو گیا

چاندنی بے نور ہے مثل بیاض چشم کور
کونسا یوسف میری آنکھون سے اوجھل ہو گیا

سونیکی زنجیرین سستی ہیڑیان مہنگی ہوئین
ہر کوئی دیوانۂ زلف مسلسل ہو گیا

ملگجی کرتی کی خوشبو سے تفریح دماغ
گورا گورا پیٹ تیرا لوح صندل ہو گیا

بچھ گیا سون اونکے کوچہ مین مگر پامال ہون
کیا میری قسمت کا سونا خواب مخمل ہو گیا

وحشیونکے قتل کو آیا وہ جلاد فلک
شکر ہے دو چار دن جنگل مین منگل ہو گیا

اوج تازہ تیرے نخل قد سے پایا اے پری
کانکا پتا ہر اک طوبا کی کوپل ہو گیا

دل سے وہ راہی ہوا اپنا تصو چھوڑ کر
صدر کا جو شہر تھا اب وہ مفصل ہو گیا

ناچ مین کیا لگ گئی اوس زلف پیچان کی ہوا
مار رہزن رفتہ رفتہ دود مشعل ہو گیا

اسے پر پروے اوڑا تجکو دوپٹہ ناچ مین
شہپر پرواز ہر شانہ پر آنچل ہو گیا

سلطنت ملک فقیروں سے ہوئی آخر ذلیل — اندنون ظل ہما بے قدر کمل ہو گیا
زخم خندان ہین گل لالہ شہید سر ہین سرد — بے ترے ایکگل چمن نظرون مین مقتل ہو گیا
ہول کہاتا ہے خیال اونکا یہان آتے ہوئے — دل مرا فرقت مین وحشت ناک جنگل ہو گیا

دل ہوا روشن فروغ خدمت استاد سے
بزم اب آئینہ ادراک صیقل ہو گیا

غیرون مین نوک کی لیکر نہ پشیمان ہونا — پہلے اے دل ہدف ناوک مژگان ہونا
حور ہونا نہین لازم ہے نہ غلمان ہونا — خاک کے پتلونکو زیبندہ ہے انسان ہونا
چاہ مین اوس گہر گوش کی ڈوبے لاکھون — ہمنے دیکھا ہے اسی قطرے سے طوفان ہونا
زخم دل بھی کوئی دکھلائے عاشق ہین رقیب — فایدہ کیا ہے یوہین چاک گریبان ہونا
پہانسنا دام بلا مین جو ہے مجکو منظور — ای مرے روز سیہ زلف پریشان ہونا
شبکو غسل آنسوونمین کرکے ہو پاک ای شبنم — صبح ہا مصحبت خورشید درخشان ہونا
لوگ سے ہوتے ہین بڑھتا مین عبث گلگون پوش — خار و خس کو نہین ممکن گل و ریحان ہونا
دیکھکر پھیر تصور مین بھی آنا چھوڑا — خوش نہ آیا دل عاشق کا پرارمان ہونا
تاکتے ہین اوسی کیسو نیر ستم ای قاتل — کیا میرے دل کے مقدر مین ہے پیکان ہونا
گھر لٹا کر ترے سودے مین ہوا اور حقیر — راس آیا نہ مجھے بے سر و سامان ہونا

پھانسی سیر اگلا پھر نہ رہائی دینا
اے کمند نگہہ یار رگ جان ہونا

دیکھکر آب دم تیغ کو دل کھتا ہے
کبھی ای سیل سیہ گھر مین بھی مہمان ہونا

حشر مین عاشقونکے سامنے شرماونگا
قتل کرکے مجھے دل مین نہ پشیمان ہونا

گھر سے دوڑینگے نئی چاندنی کی سیر کو سب
تم شب تار مین للہ نہ عریان ہونا

سیری آہونکے شرر اوڑکے نہ بنتے تارے
انکو آتا جو ترے ماتھے کی افشان ہونا

نکرون ضبط تو بڑہ جاے ابھی دلکا غبار
اس کف خاک کو آتا ہے بیابان ہونا

ذائقہ نکتہ شناسی کا ہے مشکل ای بزم
کیا کوئی منہ کا نوالا ہے سخندان ہونا

پرتو سے وحشی عالم ایجاد کردیا
سایہ کو تم نے اپنے پریزاد کردیا

دنیا سے ہمکو عشق نے آزاد کردیا
پابند دام گیسوے صیاد کردیا

اوس نے نئی اداؤن سے گندھوائی سر کبال
چوٹی کو اپنی طرۂ شمشاد کردیا

شیرین لبونکے عشق مین کاٹا ہی کوہ غم
عمر روان کو تیشۂ فرہاد کردیا

اللہ کو علی کی یہ خاطر عزیز تھی
اپنے حبیب خاص کا داماد کردیا

اوس شمر وکے عشق نے بھڑکا کی دلمین آگ
نار جحیم شعلۂ فریاد کردیا

تیغ فراق یارنے دل کا بہاکے خون
غلطان لہو مین طائر فریاد کردیا

خوش ہو کے عندلیب نے فصل بہار مین
بازو شکستہ طائر فریاد کر دیا

زندون مین گیا شب فرقت مین اے اجل
قید حیات سے مجھے آزاد کر دیا

کیا جانے مرنے والونکو آیا پسند کیا
ہستی تباہ کی عدم آباد کر دیا

کانٹے چبھے تو بہ گیا خون رگ جنون
خارون نے کار نشتر فصاد کر دیا

اے قبر یہ فشار کی سختی نہ چاہیے
ہم مر مٹے تجھے مگر آباد کر دیا

خالق نے خلق کر کے جوانان خوبرو
گویا بہشت گلشن ایجاد کر دیا

آسان کی خدا نے جو مشکل پڑی کبھی
فضل اوس نے بار ہا دم افتاد کر دیا

ق

لکھا درود مصحف روے رسول مین
کاتب نے یہ طریق خط ایجاد کر دیا

دیکھو وصال گیسوے خمدار و چشم پاک
لام اس کو کر دیا تو اوسے صاد کر دیا

اوس سے گلہ عبث دل نادان خیال کا
جس بے وفا نے بند در یاد کر دیا

ہم خاک ہو گئے ہین تمہارے خیال مین
مشت غبار صرف رہ یاد کر دیا

کیا لطف ہمکو اوٹھتے ہین فکر و خیال کے
دل اپنا جب سے محو غم یاد کر دیا

قربان جان ہو گئی اونکے خیال پر
اس نقد کو فدائے سر یاد کر دیا

اے بزم یہ نسیر کی اصلاح کا تھا فیض
شاگرد جو ہوا اوسے استاد کر دیا

کیا کیا تری چالون سے ستمگر نہین ہوتا — فتنے نہین اوٹھتے ہین کہ محشر نہین ہوتا

رہتا ہے غم و درد ہمیشہ مرے دل مین — مہمانون سے خالی کبھی یہ گھر نہین ہوتا

یاد آتی ہے پیری مین جوانی ہمین کیا کیا — جو وقت گیا پھر وہ میسر نہین ہوتا

سب پیش نظر رکھتے ہین آئینہ کی صورت — بیقدر کبھی صاحب جوہر نہین ہوتا

مے پینے سے کیون منع ہمین کرتا ہے واعظ — لبریز تری عمر کا ساغر نہین ہوتا

طوفان زدہ کب کشتی گردون نہین ہوتی — کب دیدہ پر آب سمندر نہین ہوتا

امسال خزان بنکے بہار آئی ہے شاید — مین جامہ سے وحشت مین جو باہر نہین ہوتا

سیماب ٹھہر جاتا ہے تھم جاتی ہے بجلی — پر تجکو قرار اے دل مضطر نہین ہوتا

جو ہجر کی راتون کا ہے جاگا ہوا اے دل — خواب اوسکو بجز قبر میسر نہین ہوتا

پھنسکر مرا دل حلقہ گیسو سے نہ نکلا — ظلمات سے باہر یہ سکندر نہین ہوتا

غافل نہین دل یاد سے اوس رشک پری کی — دیوانہ ہے پر آپ سے باہر نہین ہوتا

مرجاتے ہین جب ہوتی ہی تب قبر میسر — بے جان دیے حاصل یہ نیا گھر نہین ہوتا

ہر چند کہ کہنہ ہے مرا نامہ اعمال — کاغذ یہ مگر داخل دفتر نہین ہوتا

خون مرے تن زار مین مطلق نہین شاید — سیراب جو قاتل ترا خنجر نہین ہوتا

کیون تیری نظر لخت جگر پر نہین پڑتی — یہ تیر کبھی شاخ گل تر نہین ہوتا

وہ غمکدۂ عاشق بیکس سے ہے بدتر
جس بزم مین دور مئی و ساغر نہین ہوتا

کیا دیدۂ تر کو ہے مرے ابر سے نسبت
قطرہ کوئی دریا کے برابر نہین ہوتا

طی دیکھیے کیونکر ہو سفر ملک عدم کا
سنتے ہین کہ اس راہ مین رہبر نہین ہوتا

سیل آنسوؤنکی پہونچی ہے اوس آئینہ رو تک
اب غیر لعین سد سکندر نہین ہوتا

دیتا ہی نہین اونکو خبر حال سے میرے
کیون نالۂ دل اپنا پیمبر نہین ہوتا

دن وصل کا بہی ہمکو قیامت سے نہین کم
جب وہ نہین آتے ہین تو محشر نہین ہوتا

عشق آنکہونکا تیری دل وحشی سے نہی کیا
دیوانہ و ہشیار برابر نہین ہوتا

باقی نہین کچھ آبروے عاشق بیکس
اشک شب غم دانۂ گوہر نہین ہوتا

رہتی ہے روان آٹھ پہر عمر کی کشتی
اس ناؤ کو اک روز بہی لنگر نہین ہوتا

طوبا کو قد یار سے تضمین کیا ہے
مطلع کوئی اس مطلع سے بہتر نہین ہوتا

نافہم ندین داد تو شکوہ نہین ای بزم
مداح سخن غیر سخنور نہین ہوتا

خانۂ تن مرا کعبہ کی برابر ہوتا
سنگ اسود جو بجای دل مضطر ہوتا

گر عدو پر کرم مالک بوذر ہوتا
رنگ کالا بہی اگر ہوتا تو قنبر ہوتا

زیست مین لطف عدم مجکو میسر ہوتا
مین جو اے شوخ کمر کا تیری خنجر ہوتا

اوس کا سر اور نہ در کا ترے پتھر ہوتا
غیر کا بھی جو ہمارا سا مقدر ہوتا

سخت جانی ہی لکھی تھی جو مری قسمت مین
کاش دروازۂ دلدار کا پتھر ہوتا

جام جم کا ہے مرے شیشۂ دل مین عالم
آئینہ اس کا بناتا جو سکندر ہوتا

کیا سنبھالا ہے مری آہ رسا نے اس کو
گر نہ ملتا یہ عصا چرخ زمین پر ہوتا

باغ دنیا ہی مین گلگشت ارم ہوتی نصیب
گھر مرا یار کے گھر کی جو برابر ہوتا

اوسکو سکھلائی خود آرائی اسی خود بین نے
آئینہ یہ نہ پٹکتا جو سکندر ہوتا

قد موزون نے تیرے طوبا کو کرتا تضمین
وزن و تقطیع مین مصرعہ جو برابر ہوتا

تھامتا اسکو جو طوفان مین نہ حیدر سا جوان
تا ابد نوح کی کشتی کو نہ لنگر ہوتا

حشر تک پاک نہ ہوتا تن و سر کا قصہ
فیصلہ کو جو نہ قاتل ترا خنجر ہوتا

تیری رفتار کے آگے نہ ٹھہرتا اے شوخ
حشر آتا تو قدم کی تیری ٹھوکر ہوتا

لطف سر پھوڑنے کا جب بھی ہوتا حاصل
سنگ در ہوتا ترا اور مرا سر ہوتا

مین وہ عاشق ہون جو اڑتی مرے مرنے کی خبر
غول پریونکا جنازہ پہ کھلے سر ہوتا

تم کسی روز سر بزم جو عریان آتے
کون تھا وہ جو نہ پھر جامہ سے باہر ہوتا

ہاتھ سے اپنے وہ مہوش جو پلاتا اے بزم
جام مے نور سے خورشید کا ساغر ہوتا

بغل مین مری یار اگر تو نہو گا ۔۔۔ کوئی راحت دل کا پہلو نہو گا
خوش اخلاق اے بت اگر تو نہو گا ۔۔۔ ترے چنپلے کا گل بھی خوشبو نہو گا
کوئی اور ہرجائی اے بت نہین ہے ۔۔۔ ترا جلوہ ہوگا اگر تو نہو گا
اشارے کیے جائینگے ہر طرف وہ ۔۔۔ یہ قصہ کسی طرح یکسو نہو گا
بھرے گا مئی وصل سے کس طرح دل ۔۔۔ اگر ساغر عمر مملو نہو گا
بٹھائی گی سوت اپنی آنکھونپہ کیونکر ۔۔۔ جو دل کشتۂ تیغ ابرو نہو گا
جو بوی وفا سے اوسے ہو گی نفرت ۔۔۔ تو پہلو مین میرے وہ گلرو نہو گا
نہ آئے گی تربت مین بھی نیند مجکو ۔۔۔ اگر بالش سر وہ زانو نہو گا
مضر چاندنی زخم دلکو نہو گی ۔۔۔ جو کوٹھے پر اپنے وہ مہرو نہو گا
چلینگے نہ آنکھون کی الفت کا رستا ۔۔۔ جو ہر نقش پا چشم آہو نہو گا
نہ بیٹھا جو نقش اپنی افتادگی کا ۔۔۔ تو دلق فقیری پہ اتو نہو گا
نہ موقوف ہو گی جھڑی آنسوؤنکی ۔۔۔ اگر پیش چشم ابر گیسو نہو گا
چلیگا اجل پر تو بس اے ستمگر ۔۔۔ بلا سے اگر دل پہ قابو نہو گا
تجھے جھانکرہ ورہا ہون مین اے بت ۔۔۔ جدا چشم روزن سے آنسو نہو گا
ہی تاب اٹکے گی اپنے گلے مین ۔۔۔ پر آنسو بہین گے تو اچھو نہو گا

نہ باز آئے گا نیش زنیون سے دشمن | جو بے ڈنک ہو گا وہ بچھو نہو گا

وہ کہتے ہین محفل مین گھبرائینگے ہم
خدا کی قسم بزم اگر تو نہو گا

خود گلے ملنے یہان خنجر خونخوار آیا | آج کیا تھا جو شہادت کو بہت پیار آیا
کونسا یوسف ثانی سر بازار آیا | نقد جان لیکے جو ہر ایک خریدار آیا
قصر پر نور کی دیوانی ہوئین پریان بھی | سر پہ جن بنکے ترا سایۂ دیوار آیا
خون لالے کا ہوا کٹ گیے خوبان چمن | تو جو گلگشت کو کھینچے ہوئے تلوار آیا
وہ پریزاد تو دعوت مین گیا غیر کے گھر | پہاڑ کھانے کو مجھے دیو شب تار آیا
سرکش اسدرجہ ہین افتادۂ دشت وحشت | سر سے نکلا جو کبھی پاؤن تلے خار آیا
سرخ پوشاک تمام اہل جہانکی ہوگی | جوش پر ابکے اگر دیدۂ خونبار آیا
اوسکے گھر مین جو گیا کھیلنے کو بازی عشق | پہلے ہی ہاتھ مین نقد دل و جان ہار آیا
خواب مین آپکے کوچہ کی جو لی بیٹھے راہ | پیشوائی کے لیے طالع بیدار آیا
نئے ماتم کی اسیران کہن مین ہوئی دہوم | تیرے پھندے مین جہان تازہ گرفتار آیا
دیدۂ غیر سمجھکر میری آنکھین ہوئین لال | تیرے گھر مین جو نظر روزن دیوار آیا
نالہ و آہ کو سنکر جسے نیند آتی ہے | ایسے بیدرد پہ اپنا دل بیمار آیا

اوڑ گیا لال پری بنکے میرے منہ کا رنگ
یاد میخانہ مین جب وہ بت خونخوار آیا

زور وحشت کا دکھا دینگے تجھے ای فرہاد
اپنے ہاتھون مین اگر دامن کہسار آیا

زلفین کھولے جو وہ خوش چشم گیا بہر شکار
جال مین پھنسنے کو ہر آہوی تاتار آیا

رو دیے اشک مسلسل جو میرے یاد آئی
سامنے اونکے جہان موتیونکا ہار آیا

باغ دیکھا جو کوئی مین نے سفر مین آبزم
ساتھہ ہی یاد مجھے کوچہ دلدار آیا

گم گشتہ جو میرا دل بیتاب نہوتا
ہر قطرۂ اشک آج کو سیماب نہوتا

تن خاک نہوتا جو مین بیتاب نہوتا
اکسیر نہ بنتی جو یہ سیماب نہوتا

وہ آتے تو کسواسطے روتا مین شب ہجر
جہان میرے گہر مین کبھی سیلاب نہوتا

ای آتش غم کون ہے پانی سے تو بجھتی
دل صدمۂ فرقت سے اگر آب نہوتا

تا دامن دلدار پونہچ جاتے میرے ہاتھہ
سد رہ مقصد اگر آداب نہوتا

یوسف کی زیارت کبھی رویا مین نہوتی
اوس مہ کا اگر دہیان دم خواب نہوتا

دیتے جو نہ سب آبرو اپنی عوض لال
کوڑی کا کبھی یہ دُر نایاب نہوتا

تا صبح رہا دور میری آنکھون سے وہ ماہ
کیون کبک نگہ راتکو سرخاب نہوتا

پیتا جو میرے آنسوؤنکو ابر بہاری
پژمردہ کوئی گلشن شاداب نہوتا

لکھا ہے مجھے راندۂ درگاہ محبت — ایکاش میرے نامہ مین القاب نہوتا

زلفونکی سیاہی ندباقی جو پس مرگ — آرامگہ قبر مین بدخواب نہوتا

تم پونچھتے آنسو جو ڈوپٹے سی کسیدن — یہ آب روان پھر کبھی پایاب نہوتا

بالفرض حکومت جو شب ہجر مین ملتی — آرام بجز مسند کمخواب نہوتا

خون دل سوزان کا جو شعلہ نہ بھڑکتا — خنجر کبھی اوس شوخ کا بے آب نہوتا

آنسو نہ بھرے رہتے اگر ضعف مین ہر دم — پھر کوئی گڑھا آنکھونکا تالاب نہوتا

پیری مین نہ رہتا جو اوس ابرو کا تصور — یہ قد دوتا کعبہ کی محراب نہوتا

کرتا طلب ساغر کوثروہی ای بزم — آب دم خنجر سے جو سیراب نہوتا

تلخ گوئی کا جو اک بوسہ بدل ہو جائیگا — شہد ہستی سے سوا زہر اجل ہو جائیگا

شاعرون سے حسن تعریف اپنی چاہیگا اگر — مطلع خورشید محتاج غزل ہو جائیگا

شگو ہوگی روشنی تیرے قدم سے ایجنون — جھاڑ مین کانٹونکے پھر چھالا کنول ہو جائیگا

ای پری بیقدر ہو جائیگی تیری زلف بھی — جب شریک اسمین تمہی قسمت کا بل ہو جائیگا

خود خرابی صاف کردیگی تونگر کا محل — ایکدن جھاڑو سی کمتر مورچھل ہو جائیگا

روز محشر تک پونہچ جائینگے وعدے آپکے — عمر دنیا سے سوا یہ آج کل ہو جائیگا

پائیگا ساقی کے هاتهون آفتاب می شرف
شیشهٔ سبزای فلک برج حمل هوجایگا

چرخ هفتم پر رهین ان استاروالونکے دماغ
هر ستاره هندکا بڑهکر زحل هوجایگا

قفل هم هونگے تو وا هوجائیگی دلکی گره
عقده اپنا ناخن خنجر سے حل هوجایگا

چهاتیان کهو بیٹهینگی جو بنکی لت دو ایکدن
خالی اس اکسیر سے هر ناریل هوجایگا

صبح پیری هوگی گذرے گی شب عهد شباب
نور اس ظلمات کا نعم البدل هوجایگا

خوابمین ملنے نه دینگے غیر کیونکر آپکو
عالم رویامین کیا ان کا عمل هوجایگا

ابتدا هی مین کرینگے انتها کے عیش هم
وصل اوس بت کا اگر پہلے پهل هوجایگا

نالونکو روکا هے کیون سودا زلف یارمین
کیا دماغ آسمان مین کچهه خلل هوجایگا

تو جو بولیگا یونهین هر روز اقرار وصال
وعده باطل ترا ضرب المثل هوجایگا

زهر کها کها کر مرینگے آپ کے عاشق اگر
تلخ تیغ مرگ کا آخر کو پهل هوجایگا

غیر اگر لیگا بلائین ای سهی بالا تیری
هاتهه شاخ خشک کی مانند شل هوجایگا

جان دیگا خوش لباسی پر جو هر صاحب کلاه
ٹوپی دارای بت بنت کا هر فل هوجایگا

دلمین شوق شاعری ای نزهم اگر یونهین رها
پهر خدای پاک کا بیت الغزل هوجایگا

آتش فشان جو تسکو مرا ناله هوگیا
دور سپهر شعلهٔ جواله هوگیا

داغ جنون شگفتہ ہوئے زخم دل ہرے
آئی بہار جوش گل و لالہ ہوگیا

کہنے دیا کسی سے نہ سوز دروں کا حال
مہر سکوت ہونٹوں پہ تبخالہ ہوگیا

کیونکر بجھے یہ آگ محیط سرشک سے
دل آتش جحیم کا پرکالہ ہوگیا

اس باغ مین چلی جو ہوا زہد خشک کی
ہر طفل غنچہ زاہد صدسالہ ہوگیا

روئے جو سرد مہری اہل جہان پر
ہر قطرہ اشک کا صفت ژالہ ہوگیا

بالای بام چاندنی مین شب کو دور سے
ماہ شب چہاردہ کا ہالہ ہوگیا

خون دل و جگر بھی رہا دور می سا تھے
ہم صحبت ثلاثہ غسالہ ہوگیا

زینت جو کی تو یار کی آنکھین ہرن ہین
شاخ غزال سرمہ کا دنبالہ ہوگیا

بجلی رقیب پر جو گری میری آہ کی
عالم کو خوف صاعقہ نالہ ہوگیا

آئی بلائین لیکے جو اوس خلق میرے پاس
خورشید حشر پنجہ و لالہ ہوگیا

راہ بتان مین ہمین دل جان لٹا دیے
نقصان اجر طاعت صدسالہ ہوگیا

زیر زمین جو داغ جنون مشتعل ہوئے
شعلہ ہر ایک برگ گل لالہ ہوگیا

گھیرا اونکی پیشواز کا تہا مثل آفتاب
ہنگام رقص شعلہ جوالہ ہوگیا

اوس چشم سحر فن کیے بزم نے جو وصف
بالکل کلام جادوئے بنگالہ ہوگیا

قدرت حق نے دکھایا یہ تماشا کیسا
عرش تک اوڑ کے گیا خاک کا پتلا کیسا

سرخ موباف کا بل دیکھیے نکلا کیسا
سر چڑھا آپکے خون دل شیدا کیسا

سب سے چھپکر جو رہا دلمین وہ بیتابی کیا
جو نہ آئے کبھی منہ تک وہ کلیجا کیسا

سانس بھی لے نہین سکتا لب جاناں کے حضور
دم چراتا ہے اب اعجاز مسیحا کیسا

ہمسے ہی نوک کی لیتے ہین وہ سبحان اللہ
دل مین رہ رہ کے کھٹکتا ہی یہ کانٹا کیسا

شکوہ منہ کھولے ہوئے طور پر آئے ہین حضور
جھلملاتا ہے چراغ کف موسا کیسا

نہ وہ آنکھین نہ وہ تیور نہ وہ یکرنگی ہے
دیکھتے دیکھتے رنگ آپ نے بدلا کیسا

جلوہ حسن نے مانی کو یہ حیران کیا
آہ بھی کھیچ نہ سکی آپ کا نقشا کیسا

کیا بہار آئی ہے پردہ مین خزانکے مسلک
ابکے بے فصل ہوا ہے مجھے سودا کیسا

خاک پر کیا کسی تکیہ مین نہین سوتا ہے
مسند و منبر امرا کرتے ہین تکیا کیسا

آپکا نقش قدم سجدہ گہ عالم ہے
کعبہ کہتے ہین کسے اور کلیسا کیسا

کیون دباتا ہی تن زار کو ای جوش سر اشک
قطرہ چاہے ہے تو ڈبو دے مجھے دریا کیسا

لیگیا طاقت و صبر و خرد و ہوش و قرار
ہجر نے دیکھ کے تنہا مجھے لوٹا کیسا

نہین چھپنے کا چھپانے سے نوکیلا جوبن
آجکل جامہ سے باہر ہے وہ پردا کیسا

حال کھلتا نہین ای بزم خط قسمت کا

جو کسی سے نہ پڑھا جاے وہ لکھا کیسا

جب صفائی کا مزا جاتا رہا	آشنائی کا مزا جاتا رہا
چھیڑنے سے میرے جب وہ رو دیے	ہاتا پائی کا مزا جاتا رہا
سجدہ کرنا سمجھے وہ سر پھوڑنا	جبہ سائی کا مزا جاتا رہا
اونکو آئینہ نے خود بین کر دیا	خود نمائی کا مزا جاتا رہا
ہر گھڑی اونسے تصور مین ہے وصل	اب جدائی کا مزا جاتا رہا
وقت خواب آیا جو مرقد کا خیال	چارپائی کا مزا جاتا رہا
جب خم مے پر پڑی زاہد کی آنکھ	پارسائی کا مزا جاتا رہا
سیدہی نظرون سے نہ دیکھو غیر کو	کج ادائی کا مزا جاتا رہا
غیر سے کرنے لگے وعدہ وفا	بیوفائی کا مزا جاتا رہا
جان شیرین تلخ فرقت مین ہوئی	اس مٹھائی کا مزا جاتا رہا

عجز کی خواون مین ای بزم آگہی
کبریائی کا مزا جاتا رہا

حال کھلتا کیون نہین تقدیر کی تحریر کا	کیا خفی ہے خط نہایت کاتب تقدیر کا
کچھ تو ٹھہرے کوچۂ زخم دل عشاق مین	چلتے چلتے دم نہ چڑھ جائے تیری شمشیر کا

ہی مرقع ایک ہی صورتکا گلزار جہان
ہر گل تازہ ورق ہی یار کی تصویر کا

بسملونکی آنکھ مین جب خواب مرگ آئیگا
یار نے چھینٹا دیا آب دم شمشیر کا

مرغ دلکو نیمجان کرکے اگر جا بیٹھیگے آپ
لائیگا دامن پکڑکے خون اُس نخچیر کا

بزم عاشق ہی فصاحتکا ہر اک اہل سخن
کونسا استاد ہے قائل نہین جو میر کا

طلبگار نقد لقا ہو گیا
ترا اسیر دست گدا ہو گیا

سوے باغ آیا جو تو دہوپ مین
ترا سایہ کالی گھٹا ہو گیا

گیا اون کی دیوار تک دود آہ
دہوان بڑہ کے ظل ہما ہو گیا

ہوی بستہ زلف سلطان وقت
سیہ کار ظل ہما ہو گیا

کدورت تیرے دل مین جب آگئی
وہین پیرہن ملگجا ہو گیا

شب وصل مین پیکے وہ سو رہے
مجھے نشہ خواب قضا ہو گیا

بدن مین سمائے جو وہ شکل جان
مرا جامہ اون کی قبا ہو گیا

تجھی پر کچھ اے بت نہین منحصر
جسے ہم نے پوجا خدا ہو گیا

محبت کی بھی ہے عجب صلح و جنگ
جب آنکھین لڑین فیصلہ ہو گیا

دل بزم پہلو سے وہ لیگئے

آہی ابہی کیا تہا کیا ہو گیا

کر رہا ہے زلف کو دل یاد کیا / لمبیان لیگی میری فریاد کیا

زلف کی ہو محو قد کو یاد کیا / دام آفت مین پہنسے آزاد کیا

آسمان ہم پر گرا ہم خاک پر / دیکہیے آگے پڑے افتاد کیا

عکس رخ کو دیکہکر حیران ہین وہ / آئینہ اپنی کہے روداد کیا

جسکی یہ ہین شوخیان وہ اور ہے / اے فلک تو کیا ترا ایجاد کیا

خون ناحق کرکے اللہ ری خوشی / آج لالون لال ہے جلاد کیا

بل نکالے اوسکے قد راست نے / خود بخود سیدہا ہوا شمشاد کیا

ہے ہماری سخت جانی سے خجل / منہ دکہائے خنجر جلاد کیا

بیڑیان ٹوٹین نہ فرط ضعف سے / میرا لوہا مانتا حداد کیا

کس قدر جلدی اونہین ترپا دیا / تار برقی پر گئی فریاد کیا

کہنچتے ہین سولی پہ اوس قد کے فقیر / کہینچے ہاتہہ پر الف آزاد کیا

نزع مین کیون آرہی ہین ہچکیان / کرتے ہین یاران رفتہ یاد کیا

عیش ماضی کا عبث ہے تذکرہ / عہد رفتہ کی مبارکباد کیا

داغ دلکے آگے اے شیرین سخن / لالہ زخم سر فرہاد کیا

باندہ لیتے نالۂ دل جب ہوا
ہم سے اوڑتی نکہت برباد کیا

خون رونے کا زمانہ آگیا
اب ہنسے زخم سر فرہاد کیا

کھینچی ہین یار کی نیرنگیان
رنگ لائے دیکیئے بہزاد کیا

ڈہونڈتا ہے عاشقونکے خون کو
سر چڑہا ہے تیشۂ فرہاد کیا

جنبش تیغ نگہ کچھ کم نہین
تیز کرتا ہے چہری جلاد کیا

دوستو ہے وصل مین ہیر اوصال
پرسے کے بدلے مبارکباد کیا

کوہکن تہا فن جانبازی مین تیز
باڑ دیتا تیشۂ فرہاد کیا

ہے تصور سا مصور تیرے پاس
نوک کی لے خامۂ بہزاد کیا

چٹکیون مین خوب اوڑایا آپنے
اب کرے گا مجنت بد برباد کیا

غیر ممکن ہے سفر مین فکر شعر
بزم مانگون اس غزل کی داد کیا

کچھ فیض تیرے خال سی حاصل نہین ہوتا
روغن نہو ایسا تو کوی تل نہین ہوتا

گو دونگا اشرفی داغ کو تاکے
چوری سے کبہی لٰہ حاصل نہین ہوتا

جو کل تہا ہلال آج وہی بدر ہوا ہے
ناقص جو نہ پہلے ہو وہ کامل نہین ہوتا

کسطرح وہ ٹھیرین تیرے ٹوٹے ہوے دل مین
ویران مکان رہنے کی قابل نہین ہوتا

جب جانین کوئی عشق کا جن سر سے اوتارے
تعویذ کے لکھنے سے عامل نہین ہوتا

نکلا ہی اگر ایک تو اور آگیے دو چار
ارمانون سے خالی کبھی یہ دل نہین ہوتا

تیری جو سفارش ہو تو ملجای شہادت
ساعی مرا اے خنجر قاتل نہین ہوتا

ہر کام کی آسانی کو کھو دیتی ہے پیری
دشوار وہ ہوتا ہے جو مشکل نہین ہوتا

تلوار کے گھاٹ اوس نے اوتارے ہین ہزارون
اپنا ہی گذر تا لب ساحل نہین ہوتا

سفاک جو ملتا ہے تو خنجر نہین ملتا
ہوتا ہے جو خنجر تو وہ قاتل نہین ہوتا

کیا داغ ہر سینہ کی ہولون سے بھی کم ہین
اس باغ مین کیون شور عنادل نہین ہوتا

لا تقنطو آیا ہے تو کر قطع نہ امید
لکھا ہوا قرآن کا باطل نہین ہوتا

ہے مہر قناعت کی لگی جس کے دہن پر
کچھ زیر نگین ہونے کا سائل نہین ہوتا

گم ہے نبوی مسجد ابرو کا موذن
کیون اس پہ بلال حبشی تل نہین ہوتا

کسطرح کوئی ہو تیری اسرار سے آگاہ
یہ علم تو تحصیل سے حاصل نہین ہوتا

آتی ہے جو اوس غیرت لیلے کی سواری
کیا دود جگر پردہ محمل نہین ہوتا

عشاق کی مذہب مین رخ و زلف ہین یکسان
انکے یہان فرق حق و باطل نہین ہوتا

مٹھی نہین کیمیا تی بخیلونکی طرح بند
مجھسے عمل عقد انامل نہین ہوتا

یہ نقش اگر ہے تو ہے قبضہ مین اجلکے
تعویذ لحد کا کوئی عامل نہین ہوتا

اپنے تو حساب اوس سے نہین چاند کو نسبت — خورشید جہان مد مقابل نہین ہوتا

ای بزم کسی اور سے امید رہے کیا
جب عشق مین اپنا جگر و دل نہین ہوتا

ہمنشینی نے اثر پیدا کیا — دل نے بہی درد جگر پیدا کیا
عشق مژگان نے اثر پیدا کیا — نیشتر پر نیشتر پیدا کیا
در ہم و اغ جنون ہین بیشمار — تیرے سودے مین یہ زر پیدا کیا
خانۂ مرقد مین سوے بعد مرگ — آپکو کہو کر یہ گہر پیدا کیا
حال دل نالے نے اون سے کہدیا — کونسا پیغام بر پیدا کیا
ہجر کی شب کو یہ چمکا داغ دل — رات مین رنگ سحر پیدا کیا
خاکساری سے ملا سر کو اوج — دیدۂ مردم مین گہر پیدا کیا

بزم عاشق کیون حسینون سے ہوئے
کہو کے دل درد جگر پیدا کیا

ردیف بے

سنتا ہے شکوۂ تپ غم وہ نگار کب — پہر اپنے دل کا کوئی نکالے بخار کب
آتا نہین ہے قبر پہ وہ شہسوار کب — تعظیم کے لیے نہین اوٹہتا غبار کب

ہوگا شگفتہ دیکھیں دل داغدار کب — آئی گی اس چمن میں الٰہی بہار کب
کس روز تم نے چھینٹے دیے آب تیغ کے — ٹھنڈا ہوا تڑپ کے دل بیقرار کب
شادی ہمارے قتل کی ہے جشن کا ہے دن — حیران ہوں کہ آپ کرینگے سنگار کب
کس وقت آئے فاتحہ پڑھنے کو وہ قمر — دیکھیں چڑھائے پھول چراغ مزار کب
اب تیر غم کا آہوی دل صید ہو گیا — آئے تو آپ کھیلنے آئے شکار کب
جلوہ سے اونکے پھیلے گی کس وقت چاندنی — ہو گی سفید پوشش شب انتظار کب
کھاتا ہے عاشقوں کو غم زلف ہر گھڑی — پھر اژدہائے مرگ کرے گا زہر مار کب
برسوں سے عشق چشم میں گردش ہے رندان — تھکتا ہے دیکھو ان ابلق لیل و نہار کب
ہیں مدتوں سے مشک بدوش اپنے آبلے — سوکھی زبانیں اپنی دکھائینگے خار کب
سولی کسے نصیب ہوئے قامت کے عشق میں — ہاتھ آئے دیکھیے ثمر نخل دار کب
گل کھا کے بھی نہ ہاتھ گلے تک کبھی گئے — پہنے حضور نے نہ پھولوں کے ہار کب
گن گن کے بوسے آپکے کس دن نصیب ہوں — دنیا میں آئے دیکھیے روز شمار کب

مدت سے کربلا کی تمنا ہے بزم کو
ہوگا سفر یہ اے میرے پروردگار کب

(ردیف ے)

زندہ کر دیجئے پامالونکو رفتار سے آپ
کاٹیے تیغ اجل کو اسی تلوار سے آپ

ہونگے جب گرم سخن اپنے خریدار سے آپ
لاکھون دل مفت مین لے آئینگے بازار سے آپ

چشم بد دور پری بنکے حضور اڑنے لگے
بڑہ چلے نام خدا شوخی رفتار سے آپ

بڑہ گئی آبروے حسن خریدارونمین
ترپنے مین ہوئی گرمی بازار سے آپ

حسن کیطرح نگہ اپنی بھی ہرجائی ہے
منہ چھپائینگے کہان طالب دیدار سے آپ

دل خریدارونکے باتونمین لبھا لیتے ہین
دل لگی کرتے ہین اب ہر دم بازار سے آپ

خوش مزاجی کی ادا تیر کی مانند ہے کیون
کیا ہنسی سیکھہ گئے ہین لب سوفار سے آپ

عید قربان ہے گلے مجکو لگالے پہلے
سعی اتنی تو کرین خنجر خونخوار سے آپ

دم رفتار نہ چبھہ جائے کلیجے کی پھانس
اپنے دامن کو بچائے رہین اس خار سے آپ

کس و ناکس سے حضور آنکھین لڑایا نکرین
محنت اسدرجہ نہ لین مردم بیمار سے آپ

دور سے دیکھیے گلزار مین گل کی سیر
بیٹھیے ہٹکے ذرا سایۂ بیمار سے آپ

سرخی پا حنائی کا اگر ہے دعوے
شرط بدیئے تو پھر دیدۂ خونبار سے آپ

بوسہ لب کا مزا اسنہ سے نہین جا سکتا
یہ مٹھائی نہین لے سکتے نمکخوار سے آپ

گوہر اشک مسلسل جو نہین ہین نایاب
کیون بدلتے ہین انہین موتیونکے ہار سے آپ

شیخ جی توڑے تسبیح سلیمانی بہی
بلکہی لیتے ہین اگر رشتۂ زنار سے آپ

پاے بوسی کی اجازت جو طلب کرتا ہون
ہنسکے فرماتے ہین چہین میری بیزار آپ

قتل کرنا نہین منظور جو سرکش ہوکر
سیکھہ لین جاکے تو اضع کسی تلوار سے آپ

اپنے سر دلبر بلبل کو چڑہایا آپہی
آج تو دبگئیے اپنی گل دستار سے آپ

یارسول عربی بزم بہت ہے مضطر
رحمت حق کو ملادیجے گنہ گار سے آپ

(ردیف تے)

مستی ملتا ہے بت ماہ لقا آجکی رات
چلی آتی ہے وہ ہواد ہار گہٹا آجکی رات

شام سے دہیان جو زلفونکا بندہا آجکی رات
اور دو رابین لگا لائی ہے کیا آجکی رات

شام سے بیخبر رنگین کا تصور ہے مجھے
چوریکی گہات مین ہے وز دحنا آجکی رات

بیخودی نیند کی مانند ہے کیون عالمگیر
کون پیتا ہے مئی ہوشربا آجکی رات

ساغر مے سے ترا حال دل ایماہ کھلا
بلگیا آئینہ غیب نما آجکی رات

کس لیے چاند نی بچھتی ہے سیہ سایہ سے
کیا ہے غیرون مین بت ماہ لقا آجکی رات

چرخ سے مانگ لیا ہے مہ نو کا ناخن
کہولنے ہین جو ترے بند قبا آجکی رات

اوس پریرو کی جدائی مین بچے کیونکر جان
شام سے ہے دیو سیہ کالی بلا آجکی رات

بخت مجنون سے یہان بڑہکے ہے تیرہ شب غم
ہے وہان خیمہ لیلی سے سوا آجکی رات

کونسا مست سر شام سے ہے محو خرام
لڑکھڑاتی ہوئی چلتی ہے ہوا آجکی رات

رہگئیں صبح تلک مشتاق شب غم آنکھیں
راہ کیا بھول گیا خواب فنا ہے آجکی رات

نہو کیونکر متبرک کہ ہے وصل اوس بت کا
پوشش کعبہ ہوئی نام خدا ہے آجکی رات

نالوں نے پھونکدیا صور قیامت شب غم
خوف سے کانپتے ہیں ارض و سما ہے آجکی رات

وصل میں شام سے وہ بگڑے ہوے بیٹھے ہیں
زندگانی سے مرا دم ہے خفا ہے آجکی رات

وہ شہ حسن ہم آغوش سر شام سے ہے
تنگئی میرے لئے ظل ہما ہے آجکی رات

ذبح کرتی ہے دلا کر خم ابرو کی یاد
کیوں سیہ تاب نہو تیغ قضا ہے آجکی رات

وصل میں کل تھی تری خال سے کمتر امید
ہجر میں بڑھکے ہوئی لف سا ہے آجکی رات

کسکی افشاںکا تصور رہا ہے شب غم مجکو
تارے گنتا ہوں سر خاک پڑا ہے آجکی رات

ہم بغل مجسے ہے اک نور کا بکا ای بزم
ہے شب قدر سے بہی مجکو سوا ہے آجکی رات

(ردیف ٹے)

کھائی ہے جب سے یار کی تیغ نظر کی چوٹ
سینہ سے ہم لگاتے ہیں اپنے جگر کی چوٹ

دل گھ گیا جو کھائی ترے سنگ در کی چوٹ
ملنے کو سر کی چوٹ سے آئی جگر کی چوٹ

اک ضرب تازہ اور لگاؤ کہ جی لگے
گھبرا رہی ہے دل میں مرے نشتر کی چوٹ

تسکین دل شکستہ کی ہے نزع مین عبث
دم بہر مین کیون نکالتے ہو عمر بہر کی چوٹ

صدمہ تری چہری کا دل نرم کیا سہے
کسطرح تحمل موم اوٹھائے تبر کی چوٹ

ہر زخم تازہ کو گل دستار سمجھے ہم
سر پہوڑ کر جو کہائی ترے سنگدر کی چوٹ

جھٹکے جو بال اشہب روح روان اوڑا
کوڑے سے ہے زیادہ ترے موے سر کی چوٹ

غیرونکے چہوٹنے سے جو در گوش ہلگیا
پتھر سے بڑہکے دل پہ لگی اس گہر کی چوٹ

اس سونیکے تو ایلکے بہوکے ہین سیر ہی
سب دوڑین کہانیکو جو چلے مشت زر کی چوٹ

سر سے گرا جو پہول پڑا نیل ران مین
سوسن کا غنچہ بنگئی گلبرگ تر کی چوٹ

توڑا جو دل مرا تو دکھا غیر کا بہی دل
اچھی لگائی آپنے دوہرے اثر کی چوٹ

باد صبا سے ہلتی ہے ڈالی جو باغ مین
بلبل کے دل پہ پڑتی ہے شاخ شجر کی چوٹ

راہ عدم بتاتی ہین تیری پہکیتیان
کیا منہ کوئی حسین بچے رو کمر کی چوٹ

گلچین کے ہاتھ سے دل بلبل مین درد ہے
سنکوائے کیون نہ آتش گل سے جگر کی چوٹ

گھڑیال بجتے ہی وہ چلے اوٹھکے صبحدم
گویا ہمارے دل پہ پڑی اس گجر کی چوٹ

اغیار کہتے ہین مری آہونکو بے اثر
کہائین تو تازیانۂ دود جگر کی چوٹ

گریہ نے آنکھین پہوڑ دین پروا نہین اونہین
دیا کرے نصیبونکو اب چشم تر کی چوٹ

ٹھکراکے میرے دلکو وہ بیدرد جب گیا
ایسی جمی کہ اپنی جگہہ سے نہ سرکی چوٹ

مفلس کا بار سر پہ پڑے تو اوٹھائے کون
کس کو خوش آتی ہے شجر بے ثمر کی چوٹ

تا چند صدمے عشق رخ و زلف کی سہون
اک دن کی ہو تو ہو نہ کہ شام و سحر کی چوٹ

ممکن نہیں ہے حربہ تقدیر سے بچاؤ
رستم سے کب رکی ہے قضا و قدر کی چوٹ

سینہ کی سیر دیتی ہے داد اونکی ضرب دست
آ آ کے پیٹھ ٹہونکتی ہے اس سپر کی چوٹ

پتھر لگاؤ تم کہ کرے چرخ سنگسار
ہم لینگے اپنے سینہ پہ آئی جدہر کی چوٹ

اوس نو عروس حسن کی جتنی ہین کہا ئینگے
تاریخ آفتاب و تریخ قمر کی چوٹ

ای بزم پہینکتے ہین وہ لکڑی رقیب سے
ایسا نہو کہین ادہر آئے ادہر کی چوٹ

(ردیف ثے)

دکھلا گیے خیال مین صورت عبث عبث
چمکا دہی تمنے خوا مین قسمت عبث عبث

جیتے جی بوسہ لب شیرین نہ مل سکا
بٹتا ہی میرے نام کا شربت عبث عبث

جب وہ پکارینگے تو اوٹہونگا مین قبر سے
کیون صور پہونکتی ہے قیامت عبث عبث

عاشق ہین اپنی آگ مین آپ ہی جلے ہوئے
کرتی ہے گرمیان تپ فرقت عبث عبث

برساتے ہین وہ آٹھ پہر گالیون کا منہہ
آتی ہی کیطرح آئی طبیعت عبث عبث

کیا وجہ ہے جو مجکو ملاتے ہین خاک مین
ہے اونکے دل مین گرد کدورت عبث عبث

اونکی گلی مین ٹہوکرین کہاتا ہون چین سے
ناصح مین ترک کردون یہ نعمت عبث عبث

للہ آنکہ اوٹہا کے ادہر دیکہہ لو ذرا
کرتی ہی منع تم کو نزاکت عبث عبث

گردش سے فایدہ نہین مانند گردباد
دوڑا رہی ہے دشت مین وحشت عبث عبث

محروم اک نگاہ کرم سے ہین آج تک
آنکہون سے ہمنے کی ترے خدمت عبث عبث

سرزد نہو گی بے ادبی میری خاک سے
دامن بچاتے ہو سر تربت عبث عبث

منہدی مرے لہو کی ملینگے نہ یہ حسین
سینہ مین خون ہوتی ہی حسرت عبث عبث

دیکہا نہ ایکبار بہی منہ پہیر کر ادہر
آئینہ بنگئی مری حیرت عبث عبث

کوتاہ خود ہین ہاتہ فقیرون کے منعمو
کہینچا ہے تمنے دامن دولت عبث عبث

بخت سیہ سے انکو بہی عالم ہے رات کا
آئی ہے میرے گہر شب فرقت عبث عبث

فرماتے ہین کہ تو نہین تنہا جو آہین ہم
کی بیکسی نے میری رفاقت عبث عبث

ہوتا نہین گذر کبہی اونکی گلی مین بزم
کرتی ہے سعی گردش قسمت عبث عبث

جگنو نہین کہ ہم سے چہپاتا ہے تو عبث
طالع ہوا ستارۂ صبح گلو عبث

ذرات تیرے جلوہ کی ہی جستجو عبث
پانے نگاہ دوڑتے ہین کو بکو عبث

لاکہا نہ ہو نہہ کا ہو تو منہدی ہو پاؤنکی
آنکہین بہائی جائین نہ دل کا لہو عبث

خوشبو ہے میرے سنبل سودا مین قدری
کرتا ہے رشک وہ صنم مشکمو عبث

بندیکے واسطے اونہین موتی کی ہے تلاش
ہم نذر دیتے ہین گہر آبرو عبث

رخنہ ہماری اونکی صفائی مین پڑ گیا
ای تار اشک تجکو ہے فکر رفو عبث

داغ دل رقیب سے ہے ننگ بہار عشق
کرتا ہے ناز یہ گل بے رنگ و بو عبث

کیا کام ہے بتونکے سفید و سیاہ سے
سودائے شام گیسو و صبح گلو عبث

دل مین غبار رکھکے صفائی سے فایدہ
باتین بگڑ بگڑ کے بناتا ہے تو عبث

برہم ہو شانہ دل صد چاک غیر سے
اوجھی ہے مجھسے زلف بت تند خو عبث

بجلی گری رقیب پہ کب میری آہ کی
جلتا ہے مجھسے دلمین وہ خورشید رو عبث

پاکیزگی ہے شرط عبادت کے واسطے
ہے تارک الصلوۃ کو شوق وضو عبث

خوش رنگ پھول کو ہے بری بو سے کیا غرض
ہوتا ہے بدمزاج تو ای خوبرو عبث

بے لوث ہوکے ملنے مین کیون آگیا عرق
پاکیزہ ہے لباس تو پھر شست و شو عبث

بادل نہین گہن نہین آندہی نہین ہوئین
پھر ہے کدورت ای بت خورشید رو عبث

عالم قتیل یاس ہوا اونکی بلا کرے ہے
ڈوبی ہے خون دل مین مری آرزو عبث

عاشق کی موت سنکے جو کرتے ہین جشن عید
ای برزم اونکے عشق مین مرتا ہے تو عبث

(ردیف جیم)

دلکو محبوب کیون ہے اتنا رنج | نہ تو مجنون ہین ہم نہ لیلا رنج
جام می پہول تیری محفل باغ | دل مرا آبلہ ہے کانٹا رنج
چہید کر نیش غمکو رگ رگ مین | دیکہتا ہے مرا تماشا رنج
کسطرح ہو کسیکا بیڑا پار | آدمی ہے حباب دریا رنج
کیون مراخون دل ہے نارنجی | کسکی تلوار کا ہے پہل نارنج
اس بلانوش کا نہ پیٹ بہرا | کہا گیا لاکہون کا کلیجا رنج
ہے جگہہ اسکی ہر جگہہ دلمین | اس برائی پہ بہی ہے اچہا رنج
جی اوٹہے قبر مین برائے عذاب | بیمحل ہو گیا مسیحا رنج
غم مرا یار کو خوش آتا ہے | اندنون ہے خوشی کا پتلا رنج
وہین پہوڑین ہم آبلے دلکے | جس بیابان کا ہو کانٹا رنج
فلک پیر کیون نہ مجہسے ہلے | ہمہ تن درد ہون سراپا رنج
ید بیضا کی ہے اگر حسرت | آگ کا جہیلے دست موسا رنج
ساتہہ اسی نے دیا ہر آفت مین | وقت بدکار رفیق نکلا رنج
پیاس مین خون دل پیا مینے | بہوک مین پیٹ بہر کے کہایا رنج

غیر لایا دو لائی اونکے لیے
آج ہے میرے دل کو دوہرا رنج

بات بھی جن سے اوٹھہ نہین سکتی
کسطرح وہ اوٹھائین صد ہا رنج

غیر کو کوسکر مجھے کوسا
آج کھانا پڑا ہے جھوٹا رنج

غم بھی اک وضع پر نہین قایم
کبھی کم ہے کبھی زیادا رنج

غیرون سے وہ کھچین کہ ہم سے ملین
بزم اوسکی خوشی نہ اس کا رنج

پوچھو نہ میرے سامنے اغیار کا مزاج
ہے آگ میری آہ شرربار کا مزاج

کیا خوش ہوا ہے سیخ دل زار کا مزاج
بگڑا ہے اپنی نسبت سے بیمار کا مزاج

پاکر موافق آہ شرربار کا مزاج
ہر دم ہوا پہ ہے کرۂ نار کا مزاج

دے یا نہ دے اشارۂ ابرو ہی سے جواب
پوچھے جو ماہ نو تری تلوار کا مزاج

جیسے ہی رطب و یابس دشت جنون مین میل
کیا معتدل ہے آبلہ و خار کا مزاج

تسلیم سر سے سنگ در یار کو کرون
آنکھون سے پوچھون روزن دیوار کا مزاج

کوڑی کے مول بھی کوئی لیتا نہ ان دنون
آتا جو بکنے یوسف بازار کا مزاج

عالی دماغ عرش سے اوس آستانکا ہے
پریون سے بڑھ کے سایۂ دیوار کا مزاج

پوچھے نہ پوچھے وہ قدر انداز غم نہین
طالب ہے پرسش لب سوفار کا مزاج

جو ہاتھ باندھکر یہ کہین سبب قبول ہے
مٹھی مین نو کرونگے ہی سردار کا مزاج

برسات میرے گریہ کی اوسکو جو ہے مضر
کیا بلغمی ہے ابر گہربار کا مزاج

برہم ہے زلف شانہ سے پہولون سے بد دماغ
آشفتہ نوکرون سے ہے سردار کا مزاج

آتش مزاج بلبل شیدا کی آہ گرم
بادی ہوا ہے موسم گلزار کا مزاج

منہدی ملی جو عاشق بیکس کے خون کی
یکرنگ ہو گیا بت عیار کا مزاج

ہوتی اگر نہ گرم طبیعت ہماری آہ
جلتا نہ ہم سے برق شرربار کا مزاج

جسدن سے منہ لگا لب شیرین کے آجتک
ملتا نہین کبھی دہن یار کا مزاج

پتھر سے سخت واعظ نادان کی بات چیت
شیشہ سے نازک اوسکا ہے میخوار کا مزاج

کہینچی مگر اس نے شراب دوآتشہ
ہے گرم چوتھے درجہ مین خمار کا مزاج

کہتے ہین عجز جسکو تکبر ہے جسکا نام
مفلس کا یہ مزاج وہ زردار کا مزاج

ہوکر ترش حضور جو دیتے ہین جام مے
سرکے سے کم نہین ہے نمکخوار کا مزاج

مستی نے کردیا عرق نیلوفر شریک
بارد ہے آج شربت دیدار کا مزاج

مور ضعیف اپنی طبیعت فراق مین
کالا پہاڑ دیو شب تار کا مزاج

آندہی ہون مین زلف طبیعت حضور کی
برہم ہے کیون غلام سے سرکار کا مزاج

سرگرم جلوہ ہو بت یوسف لقا اگر
ہوجائے حار مردم بازار کا مزاج

ذی علم کرتے ہین امرا کی خوشامدین
یہ جنس پوچھتی ہے خریدار کا مزاج

ای شیخ خوش لباسیو نپر ہے اگر غرور
پوچھینگے اب سے جبّہ و دستار کا مزاج

مفلس خوشامد اہل دولکی جو چھوڑ دین
کوڑی نپوچھے درہم و دینار کا مزاج

زاہد جو لاغری مین ہے مغلوب غیظ و کبر
کیا گرم خشک ہے بت پندار کا مزاج

زیور جو اہل سبحہ کو لاتا ہے دام مین
کیا دانہ زد ہے سو کے تیون ہار کا مزاج

اک شب نہ سوے کوی تو دن بھر ہے اوداس
اللہ رے اونکے طالع بیدار کا مزاج

ای رشک مہر عیسی گردون نشین ہے بہی
نکلا نہ نسخۂ خط رخسار کا مزاج

مدت ہوی کہ تو نے نظر سے گرا دیا
اب سنبھلے کس طرح ترے بیمار کا مزاج

مرچین عدو کو لگ گئین کہاتے ہو جو زخم
جھلا نجاے تیرے نمکخوار کا مزاج

دیتے نہ غیر باڑہ اگر میرے قتل کی
ہوتا نہ تیز خنجر خونخوار کا مزاج

کیا منہ جو بار ناز جوانان باغ اوٹھائین
نازک ہے یون تو پھول سے دلدار کا مزاج

غالب ہے نشہ دیدۂ پرفن پر آپ کے
غفلت کی بس مین ہے ابھی ہشیار کا مزاج

کہائی ہے آنچ آتش می کی تمام عمر
پختہ ہو کسطرح نہ گنہگار کا مزاج

انگیا کے بند وصل کی شب بہی بندہے رہے
دل کہو لکر ملا نہ کبھی یار کا مزاج

نحس ہا ہے غیر اوس سے صفائی کی کیا امید
کیونکر ہو صاف صورت دیوار کا مزاج

توبہ نے غسل اشک ندامت سے دیدیا | پاکیزہ ہے تمہارے گنہگار کا مزاج
کچھ جائین ایک سے لی پہلا کہون ہی پایمال | قایم اگر ہو فتنۂ رفتار کا مزاج
اوس گل کے زخمیونکی جو صحبت ہوی نصیب | رنگین ہوا ہے مرہم زنگار کا مزاج
حاصل ہوا مجہے عوض ہجر وصل یار | بدلا ہے آج چرخ ستمگار کا مزاج
ہمرنگ اونکو تیرے تلون نے کر لیا | ٹہیرا نہ ایک حال پر اغیار کا مزاج
مین رند عیش دوست ہون مسجد سے کام کیا | عادی ہے سیر خانۂ خمار کا مزاج
صیاد اگر قفس مین نہ آئے شمیم گل | بہلائے کون تازہ گرفتار کا مزاج
جسدن سے مسکن صنم دلنشین بنا | اعلے خلیل سے ہے بہی معمار کا مزاج
کس شرح سے ہے پہنسکر اک بت کافر کی زلف مین | بل بے اسیر حلقۂ زنار کا مزاج
نالون پہ کاٹ لیگا زبان جو بہ شک گل | پوچھینگے عندلیب سے منقار کا مزاج
آب ہوائے دیر و حرم کیا بگڑ گئی | فاسد ہوا ہے کافر و دیندار کا مزاج
بازار روزگار مین بس ہو تو اندنون | دلال بیچ ڈالین خریدار کا مزاج
مجہسے بگڑ کے ہو گئی اوسکی صلاح کا | قسمت مری بگاڑتی ہے یار کا مزاج
کرتے ہین کیون علاج تپ عشق چارہ گر | دق ہے شفا سے آپکے بیمار کا مزاج
دلکو جو گدگداتے ہین آ آکے اوسکے تیر | مائل مزاح پر ہے کماندار کا مزاج

پاس شکست دل او نہین دل توڑ کر ہوا
پوچھا ہنسی سے شیشہ کی جھنکار کا مزاج

تا عطر بنکے تجھسے ہم آغوش ہو مدام
پھولون مین ملگیا تری عطار کا مزاج

قارون ہی مول لینے کو زیر زمین سے آئے
نیلام فی المثل جو ہو زردار کا مزاج

آئینہ بنکے دل جو مرا جائے عرش تک
پائے نہ تیری طوطی گفتار کا مزاج

ای بزم ہے اوسی سے ہوئی صلح اندنون
اصلاح پر ہے اب تو دل زار کا مزاج

(ردیف چے)

کیون کرتی ہے عاشق سے تو ای زلف دوتا پیچ
ای دود دل سوزان ہا کیا تجھ مین سوا پیچ

ہمسر نہین ہونے کا کبھی زلف بتان سے
سنبل کو سکھاتی ہے عبث باد صبا پیچ

شانہ ہون نہ موباف نہ موئے کمر یار
پھر جیسے کرے زلف پریشانکی بلا پیچ

سہرا ہے تجلی ہی کے سر نور و ضیا کا
سیکھے جو ترے شملہ سے ای ماہ لقا پیچ

لٹکے کیے افسون کیے جادو کیے کیا کیا
اوس زلف سیہ پر نہ چلا پر نہ چلا پیچ

ای دیو شب ہجر پچھاڑینگے تجھے ہم
جس روز بتا دیگی کوئی زلف رسا پیچ

بل سیکھے ہین اب صحبت گیسو سے تو تا مین
موئے کمر یار مین پہلے تو نہ تھا پیچ

کیا فائدہ رسی مین جو جلکر بھی ہا بل
کہتا ہے ابا ای دود دل خستہ کیا پیچ

چوٹی کے جو معشوق ہین پیچ جاینگے سیدہے
ای بت دم رفتار جو بگڑیگا کھلا پیچ

اوس گیسوے پیچان کی محبت مین گئی جان
کیون تار کفن مین نہ پڑین بعد فنا پیچ

گنتی نئی پڑتی ہی یہان تار نفس مین
ہر وقت وہان اونکو کمر مین ہے نیا پیچ

کیا مجھ سے نگاہ فلک پیر ہو سیدی
قسمت کے جدا پیچ ہین لفونکے جدا پیچ

اوڑ کر تری کل سے کہان جاینگی پریان
کرتا ہے شرارت سے تو بالا ہوا پیچ

بیوجہ بل اوس شوخ کی تیوری مین نہین ہے
سر رشتہ تقدیر مین کوئی تو پڑا پیچ

طاقت نہ رہی قید خم زلف مین ای برہم
کسطرح اوٹھاینگے گرفتار بلا پیچ

(ردیف حے)

اوس گل کو لیے آتی ہے شاید سحر گھر صبح
آتی ہے لٹاتی ہوئی شبنم کے گہر صبح

لیجاتی ہے خفیہ جو پیام آہ سحر خیز
اوس راز سے کوئی نہین آگاہ مگر صبح

ہر شام نگاہون مین میری کالی بلا ہے
بنکر صفت دیو سفید آتی ہے ہر صبح

جب گھر سے ہوا کھانے نکلتا ہے تو ای مہر
شبنم سی چھڑکتی ہے تری راہگذر صبح

گہونگٹ مین ہے خورشید رخ یار اوسیطرح
جس شعبدہ سے رکھتی ہے دامن مین شرر صبح

وہ رات وہان شام جہان ہم ہین سیہ روز
جس گھر مین ہے وہ مہر وہان آٹھ پہر صبح

منہ دہو کے وہ خورشید جو کہتا ہے گلوری
چاندیکا ورق ساتھ لیے آتی ہے گھر صبح

وہ آئین تو پر تو رسیہ خانہ ہو تم مین
ممکن نہین پہیر ہے جو سفیدی کے پیسر گہر صبح

خورشید رخ یار سے اوڑ جاتی ہے شبنم
کرلیتی ہے خشک آکے وہان دامن تر صبح

حیرت زدہ ہے جلوہ می گیسو رخ سے
یہ دہوپ کدہر جا ادہر شام ادہر صبح

پیری مین جو ہر وقت ہے وصف لب خوبان
شیرینی گفتار سے ہے شیر و شکر صبح

روز سیہ ہجر سے آج ایسی ڈر ہی ہے
آئیگی نہین گہر مین مرے بار دگر صبح

ہمراہ ترے جاتی ہے امیہ مرے گھر سے
کس ساعت منحوس مین کرتی ہے سفر صبح

تارے کبھی ساتھ اسکے ہین سحر کبھی ہمراہ
لاتی ہے تصدق کو ترے نقرہ و زر صبح

پوشاک سنہری بھی روپیلی بھی ہی تیری
دن رات کبھی دن ہے کبھی شام و سحر صبح

پیری مین چہپائے رہ ملک عدم ہو
بند ہواتی ہے ہر ایک مسافر کی کمر صبح

کیون ذرہ صفت بزم کی تقدیر نہ چمکے
ای مہر ترے آئینگی دیتی ہے خبر صبح

یہ کیسی لوٹ مچادی ہے لوٹ گھر کیطرح
کہ دل بھی صاف اوڑا لیگئی جگر کیطرح

جو بہڑکے داغ جنون مہر شعلۂ زر کیطرح
کرون مین چاک گریبان ابھی سحر کیطرح

جنون نہین نامی ہو مین قیس نامور کیطرح
دیار عشق مین مشہور ہون خبر کیطرح

کبہی نہ گلشن ایجاد مین چلا تنکر
جہکا رہا مین سدا نخل بارور کیطرح

کسی سوال کا ملتا نہین جواب انسے
دہن بہی کیا نہین کہتے ہین کمر کیطرح

مقابلہ ہے نزاکت سے ناتوانی کا
یہان بہی جسم ہے عاشق کی کمر کیطرح

ہمارے قتل کو خنجر نہ اوٹھہ سکا اونسے
کلائی اونکی لچکنے لگی کمر کیطرح

جو چاہی آبرو او بہری کبہی نہ مثل حباب
ہمیشہ بحر جہان مین رہی گہر کیطرح

کسی طرحکا تکلف نہ تم کرو ایجان
ہمارے دل مین چلے آو اپنے گہر کیطرح

سنان سے کم نہین تنکا جو اونکی ناک مین ہے
یہ پہانس دل مین کہٹکتی ہے نشتر کیطرح

یہ بات روضہ رضوانکو ہو کہان سے نصیب
زمانے بہر سے نرالی ہے اونکے گہر کیطرح

وہ شمع رو جو رہا بزم غیر مین شب بہر
جلا کیا مرے پہلو مین دل اگر کیطرح

حنا کیطرح جماتے ہین رنگ غیر اپنا
اوکہاڑتے ہین مجہے وہ نئے شجر کیطرح

ہے ایک چال پہ گردش سیاہ بختی کی
کبہی یہ رنگ بدلتی نہین سپہر کیطرح

جہان کی سیر مین کرتا رہا ہون گہر بیٹہے
ہوا نہ دور وطن سے کبہی نظر کیطرح

جو لوگ صاحب فہم و خرد ہین دنیا مین
وہ عیب بہی کوئی کرتے ہین تو ہنر کیطرح

یہ لو لگی ہے مرے دل کی آبرو بڑہ جاے
تم اپنے کان مین رکہو اگر گہر کیطرح

نہ قاصدی کو ملا جب کوئی زمانے مین
ہمارے ہوش اوڑے مرغ نامہ بر کیطرح

بتائیے مجھے پہر اور کیا نظر مین سمائے
جب آپ آنکھون مین پہرو ہم مین نظر کیطرح

سوای تیرے نہین سوجہتا ہے دلکو کوئی
بند ہا ہے شعبدہ عشق سے نظر کیطرح

ہر ایک چرخ تہا حیرت سے دیدہ علینک
بنی گنبد گیے افلاک سے نظر کیطرح

کچھ اعتبار نہین قول وفعل کا اونکے
زبان اودہ بدلنے لگے نظر کیطرح

تمہاری شوخیونکا جب تو ہونگا مین قایل
کہ بوسہ دیکے کوئی پہیر لو نظر کیطرح

کبہی نہ کیجو ایدل حسینون سے الفت
یہ آنکھہ پہیرتے ہین طوطے کی نظر کیطرح

بڑہا ہے ضعف مین نازک مزاجیونکا یہ زور
کہ اتنو بات بہی اوٹھتی نہین ہے سر کیطرح

ہمارے دل مین جو آجاؤ سیر یجان کبہی
لگائین تمکو کلیجے سے ہم جگر کیطرح

خدا بچائے حسینونکی سحر بازی سے
یہ لوگ دل بہی چرالیتے ہین نظر کیطرح

فراق تیغ گوارا نہین ہے بسمل کو
کہ خون روتا ہے ہر زخم چشم تر کیطرح

وفا شعار ہے یہ بزم آزمالیجے
فدا ہے جان بہی اسکی دل و جگر کیطرح

(ردیف خے)

کسقدر آب سے ہے سنگ ای بت خونخوار سرخ
اندنون رنگ محل کی تری دیوار ہے سرخ

لال موباف ہے چوٹی مین سنہر اتعویذ
کنٹھہ مار طلائی بدن ہار ہے سرخ

رنگ غصہ کا ہے یا ہے کسی کشتہ کا لہو — مے گلرنگ ہے یا شربت دیدار ہے سرخ

سر چڑھا ہے کسی گستاخ کا خون ناحق — ہم نمائینگے نمائینگے کہ دستار ہے سرخ

خواب مین کیا نظر آئے ہین شہیدان وفا — آج کیا ہے جو تری نرگس بیمار ہے سرخ

پیر کے قدمون سے لگی پہرتی ہے جنگل مین بہار — پاؤنکے خون سے ہر نیشتر خار ہے سرخ

قصر مینا سے برآمد ہوئی کیا لال پری — تیری محفل کا جو رنگ ای بہت خونخوار ہے سرخ

چہو لیا دست حنا بستہ سے اپنے شاید — آج سنتا ہون کہ ہوئے کمر یار ہے سرخ

پہر گیا آنکہو مین شاید وہی خونخوار الیاد — زخم کیطرح جو ہر دیدۂ بیدار ہے سرخ

کیا کسی گل نے کیا خون جوانان چمن — لعل کیطرح ہر اک بلبل گلزار ہے سرخ

نقد جان دیکے ملی جنس شہادت شاید — کیا خوشی ہو گئی جو روئی خریدار ہے سرخ

بہتے ہین یاد لب یار مین رنگین آنسو — مثل یاقوت ہر اک گوہر شہوار ہے سرخ

کیا اوٹھایا ہے مرے قتل کا بیڑا اس نے — اے کماندار نہایت لب سوفار ہے سرخ

ملگیا رنگ مین کیا زخم دل پر خون کے — بڑھ کے شنجرف سے کیون مرہم زنگار ہے سرخ

شفق تازہ ہے پہولی ہوئی بالا زمین — آج پوشاک کی ہی بہت خونخوار ہے سرخ

غرق ہے خون مین کس عاشق کی لیکے گئے — شاخ مرجان سو آپکی تلوار ہے سرخ

پہرتے ہین آنکہون مین وہ پا حنائی ای رقم

ان دنون دامن نظارہ کا ہر تار ہے سرخ

کر قتل مجھے شوق سے پوشاک پہن سرخ
مریخ کی مانند ہو قاتل ہمہ تن سرخ

غصہ سے ترا منہ جو ہوا رشک چمن سرخ
تلوار کے بیڑے سے ہوے زخمونکا دہن سرخ

بدلی ہے گلرنگ نے ہر شیشہ کی رنگت
سرخاب کی صورت ہوئی طوطی ہمہ تن سرخ

یہ میوہ پختہ خط عارض نے کیا خام
پھر سبز ہوا پہلے تو تھا سیب ذقن سرخ

وحشت مین ہوا جوش جو خون کف پا کا
ہر فصل مین امسال ہوا ڈہاک کا بن سرخ

تعویذ عقیق آپکی چوٹی مین بندھا ہے
اس مار سیہ کا نظر آیا ہمین پھن سرخ

ہر وقت شفق پھولی ہے اطراف عدم مین
اس مرتبہ ہین تیرے شہیدونکے کفن سرخ

فیض دل خون گشتہ بلبل کی بدولت
زخمونکی طرح ہو گئے گلہاے چمن سرخ

منظور شہادت کو ہوئی اپنی نمود آپ
پہلے تو نتھے تیرے شہیدونکے کفن سرخ

ان سرخیون مین گم ہو نکیون حسن تمنا
پوشاک تری سرخ دہن سرخ بدن سرخ

گلرنگ نقاب اوس رخ روشن پہ نہین ہے
نیرنگ تجلی سے ہوا چاند گہن سرخ

خون سر وحشی سے ہین ہر سنگ ملامت
ہر سمت عقیق آئے نظر سیکڑون من سرخ

حسن پا جو خون دل غمناک سے ہمرنگ
دنیا مین نہ پہنے کہین پوشاک دلہن سرخ

ہم زرد ہوے شام غریبی کی بدولت
ہو نید و اگر ہے شفق صبح وطن سرخ

آہ دلِ پرخونکے دہوین سے شبِ غم مین
ہو چشم کواکب ابہی اے چرخ کہن سرخ

خونِ دلِ پروانہ جو تاثیر دکہاے
آنسو ترے نکلا کرین اے شمع لگن سرخ

گل کہاتے ہین اغیار ترے چہلے کی شاید
کیون ہو گیے بے وجہ مزے زخم کہن سرخ

وصف لب میگونکے جو اے بزم مین پڑہ شعر
ہو نشۂ صہبا سے رخ اہل سخن سرخ

(ردیف دال)

نشہ کرنیکا نہین جلوہ گری میرے بعد
سوگ مین بیٹہے گی شیشہ کی پری میرے بعد

کبہی ساقی نے گلابی جو بہری میرے بعد
خون رونے لگی شیشہ کی پری میرے بعد

گرمیان شعلہ رخونکی ہوئین ٹہنڈی ایسی
ہو گیا حسن چراغ سحری میرے بعد

ایسے جنون قدر مجہی تک ہے سوائی کی
ٹہوکرین کہاتی ہے اب دربدری میرے بعد

کوچۂ عشق کمر کا نہو کیون رستا بند
نہ رہا کوئی عدم کا سفری میرے بعد

دیکہکر خواب عدم مین مجہے بیہوش ہوے
حشر تک غش مین رہی بیخبری میرے بعد

چشم جوہر سے پس قتل بہینگے آنسو
آب شمشیر کی بہیلے گی تری میرے بعد

یاد کرکے مجہے گلیون مین اوڑاتی ہے خاک
بال کہولے ہوے آشفتہ سری میرے بعد

نقد دل دیکے کوئی جنس ستم کیا لیگا
نہ لگے گی کبہی یہ سوداگری میرے بعد

لعل لخت دل ابھی نذر کو حاضر ہے مگر
نملے گا یہ عقیق جگری میرے بعد

دل مین دے کون جگہہ روشنی عارض کو
خاک پر لوٹتی ہے جلوہ گری میرے بعد

تہے رگ جان ہی تک انکی نزاکت کے پیچ
بل کی لیگی نہ تری مو کمری میرے بعد

عید قربانی عاشق مین تو واجب ہے بناؤ
کیون پہنتے نہین تم رخت زری میرے بعد

خوش دماغ اور کوئی مل نہ سکے گا مجہسا
وہ نہ اوڑہینگے ڈوپٹا اگری میرے بعد

مین نہین تو نہ سہی اوٹہا رہین لاکہون میخوار
اوڑکے جائیگی کہان لال پری میرے بعد

نفس سرد ہم آواز نہ ہمدم نالے
آہین بہرتی ہے نسیم سحری میرے بعد

خون دل سے نہین اب سینچنے والا کوئی
کسطرح کشت محبت ہو ہری میرے بعد

گرم آہین مری یاد آئینگی انکو اکثر
ٹھنڈی سانس ایک بھی اوس نے نہ بھری میرے بعد

اوس بد دماغ کو کوئی چیز آئے کیا پسند
تکیہ کلاہ ہو گیا ہو جسکا ناپسند

نقد دل خراب کرے گا وہ کیا پسند
اوس سیمتن کو ہوا ہے شاید گہر پسند

ہمکو وفا پسند ہے اونکو دغا پسند
یہ ناپسند اونہین تجہے ہین وہ ناپسند

کرتا ہے قصر قاقم و سنجاب ناپسند
فرش زمین پسند ہے یا بوریا پسند

آئی ہے دلکو دختر رز کی ادا پسند
ہنسنے پر ایک شیشۂ قلقل کی کیا پسند

زاہد نماز و روزہ کی تخصیص کچھ نہین
اچھا وہی عمل ہے جو کرلے خدا پسند

ہر ماہ چاند دیکھکے کرتا ہون یہ دعا
آجاے تیغ یار کو میرا گلا پسند

معشوق بھی ہے پاس مَی خوشگوار بھی
دل کیا پسند کرتا ہے اب آنکھہ کیا پسند

سینہ بھی ہے کلیجہ بھی ہے اور دل بھی ہے
ای تیر یار تجکو ہے ان سب مین کیا پسند

قسمت مین کیا لکھی ہے مرے جنگلونکی سیر
کیون دیس ناپسند ہے کیون جوگ لیا پسند

دلکو تعلقات سے نفرت ہے اسقدر
دامن نہ جسمین ہو ہمین ہے وہ قبا پسند

کیا صاف خون لگا مرے رنگ اوڑا لیا
یہ دستبرد تو نہین دزد حنا پسند

یہان فکر یہ کہ آنکھہ لڑے جب تو دل ملے
وہان قہر وہ کہ اونکو ہے شرم و حیا پسند

جینا وبال کردیا زلف سیاہ نے
اچھی ہمارے دلکو یہ آئی بلا پسند

دو دونکے بھی قیام مین ہین لاکہہ آفتین
کیون ہے مسافرونکو جہانکی سرا پسند

اوسکا جو جاکے گیسوے پیچان مین ہار کے
کیا سر کا بال شیشۂ دل نے کیا پسند

اوس گلبدن نے ٹانکی ہے نیفہ مین سنہری کرن
اپنی کمر کا لچکا تہا کیا اوسکو نا پسند

درگاہ کبریا مین جو عرضی ہے بہیجنی
نامہ بری کو آیا ہے مرغ دعا پسند

دل لیگیا جو نذر کو مین دیکہے نصیب
سر سے مرے وہ مارکے بولے کہ نا پسند

جلوہ کسی کا روز گراتا ہے بجلیان
آنکہون نے جب سے طور کا سرمہ کیا پسند

گردون تے اس مہینے مین پہنائین بیڑیان
آیا جو مجھکو چاند ترے طوق کا پسند

دونون جہان مین چین لیے اچھے سی دو مکان
جنت وہان پسند یہان کربلا پسند

ای بزم وصل مین بھی نہ کچھ گفتگو ہوی
مین خامشی پسند ہون تو بت حیا پسند

(ردیف ڈال)

رخ سے کرتا ہے خط یار گھمنڈ
گل سے اب کرنے لگے خار گھمنڈ

کس نے بیچا سر بازار گھمنڈ
آج کرتے ہین خریدار گھمنڈ

پہانسے رکہتے ہین یہی چار اونہین
روٹھنا سرکشی انکار گھمنڈ

پاس ہوتا تو ترے شہر مین ہم
بیچ لیتے سر بازار گھمنڈ

عجز نے اونکی خوشامد جب کی
ہوگیا لڑنے کو طیار گھمنڈ

جہکے ملک بھی کبھی رہتی ہے
کرتی ہے آپکی تلوار گھمنڈ

بیٹریا میری بھی تجھسے نہین کم
نکرا ی گیسوی خمدار گھمنڈ

اسطرح آپکو مجھسے نفرت
جسطرح عجز سے بیزار گھمنڈ

فتنہ سے ہے قد کوتہ مغرور
حشر سے کرتی ہے رفتار گھمنڈ

آنکھ بھی ہمسے ملاتے نہین اب
کرتے ہین روزن دیوار گھمنڈ

نشہ مین بہی نہین جھکتا ہم سے
بڑہکے تم سے بہی ہے ہشیار گھمنڈ

ہم کہینچینگے نہ جھکیگا وہ بت
عجز مجبور ہے ناچار گھمنڈ

دونو نکو ہمنے چڑہایا سر پر
نہ وہ مجرم نہ گنہگار گھمنڈ

بخت اغیار بہی تو ہین بیدار
کیا کرے دیدۂ بیدار گھمنڈ

اب ملازم ہے تواضع اونکی
کہین ہو جائے نہ بیکار گھمنڈ

مانگ تم موتیون سے بہر دکہاو
کہکشان کرتی ہے ہر بار گھمنڈ

اونکو دل دیکے نہ ہولوائی ہم
اسی برتے پہ ہے میرے یار گھمنڈ

(ردیف ذال)

رکہون ای گل تری نامہ کا جو سر پر کاغذ
خط تقدیر کا ہو جائے معطر کاغذ

اونکے دربار سے مین نکلون تو نکلون لیکن
میری عرضی کا نہو داخل دفتر کاغذ

خط مین لکہنے ہین مجھے رنگ طلائی کی صفت
کاغذ زر سے بہی قیمت مین ہے بڑہکر کاغذ

سوگواران محبت کا جو خط چاک کرو
سینہ کوبی کی بہی آواز دے پٹکر کاغذ

کہینچنی ہے مجھے اوس نور کے رخ کی تشبیہ
ورق عارض یوسف سے ہو بڑہکر کاغذ

وصف لکہون مین اگر شرم بہری آنکہونکا
ای پری سرمہ کی پڑیا ہو سمٹکر کاغذ

تیرے آنسو کے شلوکے کی جو کھینچون تصویر
نقش پیدا کرے ہیئت سطر کاغذ

میرے دل مین جو گرہ ہوتی ہے کہلجاتی ہے
آپ بہجواتے ہین ناخن سے جو لکھکر کاغذ

خط مجھے لکھتے ہو کیون غیر کئے ڈرتے مرین
نہ تو برچہی ہے نہ تلوار نہ خنجر کاغذ

خط مرا پھینکدیا یار نے پڑھکر شاید
آج منقار مین لاتا ہے کبوتر کاغذ

وہ شہ حسن جو لکھے مری عرضی پر حکم
بنے آئینۂ اقبال سکندر کاغذ

خط مرا پڑھکے پسینا او نہین کیا آئیگا
دم تحریر جو اشکون سے ہوا تر کاغذ

افعی زلف کے اوصاف مجھے لکھنے ہین
مہرۂ مار کا محتاج ہو اہمر کاغذ

ہر جگہہ کہچتی ہے اوس چشم سیہ کی تصویر
بنتے ہین آہوونکے پوست کے گھر گھر کاغذ

زلف کے وصف مین اشعار رقم کرتا ہون
خط تسکین کو ہے درکار معنبر کاغذ

مدحت قد کشیدہ نے بہت کھینچا طول
کیون پہونچ جائے نہ تا عرصۂ محشر کاغذ

آمد و شد ہے شب و روز خطونکی ای بزم
رات بہر لکھتے ہین ہم پڑہتے ہین دن بہر کاغذ

(ردیف رے)

بام پر ہے وہ پری نور کا چہپکا سر پر
پاؤنکے نیچے فلک عقد ثریا سر پر

سرخ موباف نہین ای گل رعنا سر پر
چڑھ گیا ہے یہ مرا خون تمنا سر پر

پیچ تقدیر کے دوران سے ہے آسیب جنون
آفتین آئین شب ہجر مین کیا کیا سر پر

اس مین فی بیدار کا وعدہ ہے وہ ہے حکم ازل
خط ترا آنکھون پہ تقدیر کا لکھا سر پر

نہ مین مجرای کسیکا ہون نہ درباری ہون
پھر بھی تقدیر کے پیچونکا ہے شملا سر پر

ایکے موسم مین فی لعن بنکے بہار آئی ہے
سرخ ہے رخت بدن پھولونکا سہرا سر پر

اندنون حسن کا اقبال چمکتا ہی بہت
اختر بخت ہے یا ہیرے کا ٹیکا سر پر

ای صنم غیر ہی کی باتکی برداشت نہین
کہو تو نالے اوٹھائے پھرین فی نیا سر پر

اسقدر آپکی لفونکی بلائین لین ہین
کہ ہے اب سیکڑون آسیبونکا جلسا سر پر

جن اگر ہو تو اوتار کوئی افسون سے اسے
ای پری ہے تری دیوار کا سایا سر پر

ظل الطاف ہے مطلوب کسی شفقت کا
نہین درکار مجھے سایۂ طوبا سر پر

جو کڑی پڑ گئی زندانمین ترے وحشی پر
دل یہ سمجھا کہ پڑا ہے کوئی تنکا سر پر

نافہ مشک کے دلپر جو لگا ہے کہونسا
کس نے باندھا ہے نئی قطع کا جوڑا سر پر

کیا وہان غیر نے کنگھی نہین کی بالونمین
نہین چلتا ہے یہان آج جو آرا سر پر

سوگ کس عاشق گیسو کا تمہین کرنا ہے
کیون ٹھہرتا نہین ایجان دوپٹا سر پر

بالون سے آتی ہے عطر گل فردوس کی بو
آیگا کون شہید ای گل رعنا سر پر

برہم کو کیون در قاتل پہ لیے جاتا ہے

کیا اجل کھیلتی ہے ای دل شیدا سر پر

یون تو مین نہین ہون ترے فرمان سے باہر
چاہون جو نہ تجکو یہ ہے امکان سے باہر

اوس روی کتابی پہ پسینا ہے نہ غازہ
شاید ہے ترو خشک اسی قرآن سے باہر

مر کر بھی مین وحشت ہی کی قابو مین ہونگا
خاک اوڑ کے نہ جائے گی بیابان سے باہر

ہے قبضۂ قدرت مین غم عشق حقیقی
ای چرخ یہ کھانا ہے ترے خوان سے باہر

ڈیوڑھی مین محل کی ہین جو چپ چاپ سنالے
سمجھینگے کسیدن ترے دربان سے باہر

گوش و دل و جان مین ہین امانت تری باتین
موتی کبھی نکلینگے نہ اس کان سے باہر

گھر بیٹھے ہو کسطرح ترے حسن کا شہرہ
یوسف کو ملا مرتبہ کنعان سے باہر

پھر نکلین نہ مہر و مہ چمک کر تو مین جانون
بے پردہ اگر آؤ تم ایوان سے باہر

وہ بستۂ زنجیر خموشی ہون کہ تا حشر
نکلے مرے نالے بھی نہ زندان سے باہر

چارو نطرف اکدم مین نئی چاندنی چھٹکی
شبکو جو نکل آئے وہ دالان سے باہر

نشہ مین اونہین کے مجھے درکار ہین لونگ
جو پستہ خندان ہین گزک دان سے باہر

سجدہ تمہین کر بیٹھینگے کفار و مسلمان
ایکبھی اگر آؤ گے اس شان سے باہر

اب ہاتھ مرا گردن نازک مین پڑا ہے
ہوگا نہ گلا اون کا گریبان سے باہر

ثابت قدم معرکہ آ پہنچے اب ای عشق
سر دیکے بھی جاینگے نہ میدان سے باہر

غیرونکی تصور مین رسائی ہوئی کیونکر
کس وقت گیے آپ مرے دہیان سے باہر

او شاقد یار بہی موزون کرو ای بزم
کیون نور کا مصرع رہے دیوان سے باہر

صد چاک دل ہے سبزۂ رخسار دیکھکر
آئے ہین زخم مرہم زنگار دیکھکر

کرتا ہے اہل ظلم کو ناچار دیکھکر
گریان ہے زخم خندۂ سوفار دیکھکر

پرنم ہون آنکہین حال دل زار دیکھکر
بیمار روئین صورت بیمار دیکھکر

ٹھنڈی ہوئی ہے آتش حسن بتان دہر
اوس شعلہ رو کی گرمی بازار دیکھکر

اللہ رے تیرگی تری فرقت کی رات کی
پہر پہر گئی اجل بہی شب تار دیکھکر

کیا لاغری سے بنگیا ہون شاخ زعفران
ہنستے ہین کیون وہ میرا تن زار دیکھکر

برسون مجہے رولایا ہے دندان یار نے
لڑیان بندہی ہین یہ در شہوار دیکھکر

آتے تو ہین فلک سے مسیحا علاج کو
نبضین چہٹین گی صورت بیمار دیکھکر

مجکو یہ ڈر ہے موے کمر مین بل پڑے
زلفونکو چہوڑیے گا تو سرکار دیکھکر

سچ کہدے ای فراق بتان خیریت تو ہے
روتے ہین آج کیون مجہے غمخوار دیکھکر

تسبیح شیخ پڑہتا ہے اوس بت کے نام کی
دانا پہنسا ہے دام مین زنار دیکھکر

کیونکر فدا نہ اپنے دم واپسین پہ ہون
روتے ہین وہ بہی موت کے آثار دیکھکر

بانی سے بھی مکان کا نقشہ نہ کھچ سکا — تصویر بنگییا تری دیوار دیکھکر

دیتا ہے کون ساتھ مریض فراق کا — ٹھہری نہ روح بھی مجھے بیمار دیکھکر

جرأت گناہ کرنیکی عاصی کو بڑھگئی — رحمت کو تیری ای مرے غفار دیکھکر

دل سب سے پہلے عشق مین دیوانہ ہوگیا — رکھا تھا اسکو پہلو مین ہشیار دیکھکر

جی چاہتا ہے دامن تر خشک کیجئی — تیز آفتاب بادۂ گلنار دیکھکر

کی ہمنے سیر مسکدۂ ہستی و عدم — بیہوش دیکھکر کہین ہشیار دیکھکر

ای تیغ یار شور ہے تیرا جہان مین — دریا کا دل ہے آب تری دھار دیکھکر

مرتے نہین ہین بسمل ابرو حضور کے — کیا موت کٹ گئی ہے یہ تلوار دیکھکر

ای فتنۂ جہان یہ قیامت کی چال ہے — محشر بھی چھپ رہا تری رفتار دیکھکر

ایمان بت پرست بھی لائے ہین سیکڑون — پتھر مین ای خدا ترے اسرار دیکھکر

وحشت مین کرکے جیب و گریبان کی دہجیان — بڑھتے ہین ہاتھ دامن کہسار دیکھکر

قاتل کو قتل ہر کس و ناکس سے عار ہے — خنجر کو حکم ہے کہ گنہگار دیکھکر

مشتاق پایمالی ہین لاکھون ہی ناتوان — او جانیہ اسلئے راہ مین ہین خوار دیکھکر

صید رسے سب کرینگے قیامت مین التجا — مختار کارخانۂ مختار دیکھکر

گم خار زار سے نہین ای بزم باغ دہر

رکھنا قدم سنبھل کے خبردار دیکھکر

مرتبہ ملگیا کیا کعبہ سے باہر ہوکر
شان حق بت بھی خدائی کرین پتھر ہوکر

بے سبب اوٹھہ گیے وہ مجھسے مکدر ہوکر
پھر گیا آج نصیبا مرا یاور ہوکر

بیقراری نے تہ تیغ ٹھہرنے نہ دیا
دل نے کیا بات بگاڑی ہی مضطر ہوکر

نامہ بر کا ملا جب کسی صورت سے نشان
ہوش خود کر گیے پرواز کبوتر ہوکر

جلوہ افگن ہو اگر وہ شہ خوبان جہان
چمکے دل آئینہ بخت سکندر ہوکر

جوش کھاتا ہے یم غم نے یہانتک دل مین
چشمہ چشم سے امڈا ہے سمندر ہوکر

آپکے چاہ ذقن مین مرا دل ڈوبگیا
بحر امواج محبت کا شناور ہوکر

اونکا پیغام سناتا ہے زبانی ہمکو
نامہ بر اپنا پھر آیا ہے پیمبر ہوکر

تیغ سفاک نے بخشا ہے یہ خلعت ہمکو
دامن زخم کفن بنگیا چادر ہوکر

سخت جانی مری کچھ کام نہ آئی افسوس
کاش رہتی ترے دروازہ کا پتھر ہوکر

اوسنے کس چال سے پائی قیامت بازی
جسکی رفتار سے رہجاتا ہی محشر ہوکر

کردیا ہجر نے اس درجہ ذلیل اور خفیف
اونکی آنکھون مین سبک ہو گیا لاغر ہوکر

فتح پاتے تھے ہر اک جنگ مین جو مالک ملک
موت سے ہار گیے صاحب لشکر ہوکر

کوچہ عشق مین دل نے تو بتایا رستا
خضر بھی آئے نہ اس راہ مین رہبر ہوکر

کیا ترے کانکے تنکے نے غضب ڈھایا ہے
دل مین یہ پھانس چھپا کر گئی نشتر ہوکر

جبہ سائی کا سٹا داغ نہ پیشانی سے
رہگیا ماتھے پہ تحریر مقدر ہوکر

دیکھہ اچھا نہین آئین یہ ای آئینہ
خود نما ہو نہ کبھی صاحب جوہر ہوکر

عاشق زار کا لاشہ نملا بعد فنا
بنگیا تار کفن ہجر مین لاغر ہوکر

بزم عالم مین جسے دیکھیے سجدہ ہے وہ
دور کرتا ہے فلک گردش ساغر ہوکر

کوئی غصہ مین نہ اوس پردہ نشین کو لانا
اک غضب ڈھائیگا وہ جامہ سے باہر ہوکر

نہ ہٹا دایرہ کوچۂ جانان سی قدم
بزم پھرتا رہا پرکار کا چکر ہوکر

ہم پہن کر کفن ای موت نکلتے کیونکر
وصل کی عید تھی کپڑے نہ بدلتے کیونکر

یاد مین ملکے حنا خون کی چلتے کیونکر
یہ بھی مانا تو مرے دل سی نکلتے کیونکر

نوک جھونک آبلہ و خار مین ہوتی نہ اگر
دشت مین آپکے دیوانے بہلتے کیونکر

باغکو ملتی نہ ہر شب جو تمہاری اترن
صبحدم گل نئی پوشاک بدلتے کیونکر

دم خلوت جو زبان اپنی نہ دیتے اغیار
کرکے اقرار وصال آپ بدلتے کیونکر

قلب تھا عشق لب یار مین ٹکڑے ٹکڑے
منہ سے ہم لعل بدخشان نہ اوگلتے کیونکر

اسقدر رہتے کہان جاتی جنازہ سے ساتھہ
روح کے ساتھہ سب ارمان نکلتے کیونکر

دم میں لا کر جو اجل باڑہ نہ دیتی مجکو ۔ تیغ کی چال مرے ساتھ وہ چلتے کیونکر

اپنی آنکھیں نہ بچھاتے جو ترے کوچے میں ۔ راہ پائے نگہہ شوق سے چلتے کیونکر

آبلے دل میں جگر میں نہ اگر پڑتے داغ ۔ چمن عشق میں ہم پھولتے پھلتے کیونکر

اشک گرم آگے جو آہوں کو نہ کر دیتے نرم ۔ دانے ہر پاؤں کی زنجیر کے گلتے کیونکر

کرتے ہیں شمع قد یار کے موزوں اوصاف ۔ نور کے سانچے میں مضمون نہ ڈھلتے کیونکر

دور کرتا جو نہ میں دل سے بتوں کی الفت ۔ میری چھاتی سے یہ پتھر کبھو ٹلتے کیونکر

روکتے برق تبسم کو اگر تیرے ہونٹھ ۔ لاکھوں دل آتش یاقوت سے جلتے کیونکر

دیکھکر جست تری کھیل میں اے طفل حسین ۔ عشق بازوں کے کلیجے نہ اوچھلتے کیونکر

روک سکتا ہے کوئی گرتی ہوئی بجلی کو ۔ تیرے بیتاب سنبھالے سے سنبھلتے کیونکر

قوت بلبل کا ہے نظارۂ گل اے صیاد ۔ رزق پاتے نہ گرفتار تو پلتے کیونکر

آہ میری نہ اگر بڑھکے عصا بنجاتی ۔ جھک گئے تھے فلک پیر سنبھلتے کیونکر

جلوۂ داغ دل و داغ جگر کیا چھپتے ۔ چاند سورج نہ شب و روز نکلتے کیونکر

دم بخود ہیں ادب حسن سے بانکے ترچھے ۔ طفل اشک اپنے ترے آگے مچلتے کیونکر

نرم ہوتے ہیں کہیں گرم ہوا سے پتھر ۔ دل بتوں کے مری آہوں سے پگھلتے کیونکر

گر پڑے پہلے ہی نظروں سے تری طفل سرشک ۔ پھر مری آنکھوں کے گہوارہ میں پلتے کیونکر

بہو لکر میرے لہو کی جو لگاتے منہدی | دیکھتا مین کف افسوس نہ ملتے کیونکر

چلدیے دور سے وہ شکل دکھا کر ای نیرؔ
ہای دم بھر مین سب ارمان نکلتے کیونکر

جاگ کر ہم کرتے ہین اختر شماری رات بھر | چین سے سو رہتی ہی قسمت ہماری رات بھر

اک طلائی رنگت سے ہی جھلکناری رات بھر | یار کے سونے سے ہی چاندی ہماری رات بھر

زلفون والونکو ہمارے آہ سے دل کی ہی تاک | پھرتے ہین اس صید کے پیچھے شکاری رات بھر

صوفیونمین گاکے اوٹھ جاتا ہے وہ طفل حسین | حال لاتی ہے ہماری بیقراری رات بھر

ہجر جانا نمین بھی ہم تنہا نہین ہین ای فلک | بیکسی ہے ساتھ دن بھر بیقراری رات بھر

وصل مین کہلنے نہین دیتی تری آواز کو | اپنے پردونمین چھپاتی ہے ستاری رات بھر

ناتوان عشق گیسو کو سمجھکر پہلوان | کشتیان لڑتی ہے کیا کیا بیقراری رات بھر

ہجر مین ہے جاگنی بھی انتظار یار بھی | دم شماری دنکو ہے اختر شماری رات بھر

وصل کی شب یار کے زانو پہ اپنا سر رہا | مخملی تکیہ پہ تھی گردن ہماری رات بھر

خاک پر لوٹی جو برق طور ایدل تا سحر | جلوہ گر تھی کس کے دامن کی کناری رات بھر

سیر کی شہر نگار کیون کرتی نہ نبض چھپر پر | تھی گلے مین وہ کلائی پیاری پیاری رات بھر

کسکی گردنکو کہین ہوتا ہے طوق الفت نصیب | تھی گلے مین وہ کلائی پیاری پیاری رات بھر

میری گردن سے چمک مین جھلتی تھی شمع طور
تھی گلے مین وہ گلابی پیاری پیاری رات بھر

جان بھی ایکاش جاتی ساتھ ہی اوسطور کی
تھی گلے مین وہ گلابی پیاری پیاری رات بھر

اپنی گردن کے مین ہو کسطرح لون کیا کرون
تھی گلے مین وہ گلابی پیاری پیاری رات بھر

زعفرانی کس قمر سیما نے پہنا تھا لباس
کس لیے ہنستے تھے جھینپر زخم کاری رات بھر

صبح تک سہرے ہین کچھ چہرمین ترے مشعل بکف
پاسبانی کرتی ہین آہین ہماری رات بھر

چھو سکے دست ہوس چوری سے تمکو کسطرح
خوابمین دیتی ہی پہرا ہوشیاری رات بھر

صبح تک نشہ دوبالا تھا شراب نور کا
آنکھوں مین پھرتی تھی چشم خماری رات بھر

وصل مین بھی وہ ہوا گھوڑے سے اوتری نہین
شام سے طیار تھی اونکی سواری رات بھر

آگرہ مین آئے ہم ای بزم دل خوش ہو گیا
تھا سفر مین پنج دن بھر آہ و زاری رات بھر

شیشے فرقت مین ہین نالان دل محزون ہوکر
جام روتے ہین لہو دیدۂ پرخون ہوکر

چمکے قسمت جو مری بخت ہمایون ہوکر
دود دل ناز کری گیسوے شبگون ہوکر

تا صحرا نکو نہ کہین اسکی ہوا لگ جائے
غم مرے دل مین سماتا نہین افزون ہوکر

اوج منظور اگر طالع وحشت کو ہوا
آبلے پھیل پڑین گنبد گردون ہوکر

آہ جاتی تو ہی گردون پہ طلبگار اثر
نہین اولٹی نہ پہرے طالع وارون ہوکر

میری فرقت مین جو اوس حور نے کپڑے بدلے
نظر آنے لگی لیلی مجھے مجنون ہوکر

یار نے خون تمنا جو سر بزم کیا
آبرو آئی نظر اشک جگرگون ہوکر

دل سودا زدہ کا ہو اگر اقبال رسا
بوسے لیتا رہے خال لب میگون ہوکر

نشۂ حکمت سے جو انسان کی عقل بڑھے
موج می چلنے لگے نبض فلاطون ہوکر

شعر امین نکرون یار سے پیغام وصال
متوارد کہین ہو جائے نہ مضمون ہوکر

نشہ مین ہونٹونکے بوسہ کا جو باندہا مضمون
جلوہ گر ہو گیے مصرع لب میگون ہوکر

پہنی کس ترک نے آج آب روانکی پوشاک
اشک کیون آج بڑہے جاتے ہین جیحون ہوکر

مین وہ شاعر ہون کہ چہوٹون بہی اگر یاد کرون
آئے عنقا بنے ہین طائر مضمون ہوکر

یاد زندان مین مناسب نہین اوس لیلی کی
بیڑیان اولجہین نہ موی سر مجنون ہوکر

ہاتہہ تم صاف کیا کرتے تہے جس پر آخر
رہگیا گرد کدورت مین وہ مدفون ہوکر

ای صنم تیری کدورت سے بنے زر داغ رقیب
ملگیا خاک مین گنجینۂ قارون ہوکر

خوب دم مین وہ پری آ گئی ای حضرت بزم
آپکے فقرے تو چلنے لگے افسون ہوکر

ہمنشین سمجہاتے ہین بیتابی دل دیکہکر
اپنی اپنی گاتے ہین سب رقص بسمل دیکہکر

نقطۂ شک کی جگہہ قرآن مین کیونکر ہوئی
سخت حیرت ہے ترے رخسار پر تل دیکہکر

گرمیان تلوار کی آنچ اندنون کرنے لگی | جوش کہاتا ہے لہو شمشیر قاتل دیکہکر

صورت نقش قدم آنکہین بچہاتے ہین ملک | چال تیری ای بت زہرہ شمائل دیکہکر

دل مجہے دیتا ہے ہاہو مبارک کی صدا | مین جو آتا ہون ہاں تیغ قاتل دیکہکر

گرد باد دشت وحشت سے ہوا دل شاد یون | خوش ہو مجنون جسطرح لیلی کا محمل دیکہکر

ناز اپنے چاند پر کر شوق سے او آسمان | پر مرے پہلو مین بہی اک ماہ کامل دیکہکر

چلدیے فرقت مین تنہا چہوڑکر ہوش و حواس | ساتہہ کب دیتا ہے کوئی وقت مشکل دیکہکر

لاکہہ صدمے ہین مگر کچہہ بل تیور پر نہین | عرش اعظم تہرتہراتا ہے مرا دل دیکہکر

رشک کی پہانسی قیسونکے گلے کا ہار ہی | ہاتہہ تیرے تیری گردن مین حمائل دیکہکر

کینچلی کے تنکے کی مانند ہے چین جبین | مار زلف یار سیر ابہرے دل دیکہکر

کہتے ہین شاعر یہ مطلع ہی کسی استاد کا | تیری قد کو نخل طوبا کی مقابل دیکہکر

اہلدل کو یار دیتا ہی زر داغ جگر | دولت دیدار کا ہر وقت سائل دیکہکر

پہوٹکر رونے لگی چشم حباب بحر بہی | تر ہمارے اشکون سے دامان ساحل دیکہکر

جانکر تیرا زنخدان گر پڑی اماہ وش | ہو گیے اندہے فرشتے چاہ بابل دیکہکر

آج توبہ کرتے ہین پروانے عشق شمع سے | ای پری رو تجکو نور افزای محفل دیکہکر

بیڑیونکی شرم سے دلین کٹی جاتی ہے آج | زلف پیچان مجکو پابند سلاسل دیکہکر

مانگتا ہے مجھسے مینائی مئی گلگون وہ مست
خون سے لبریز ہے شیشہ دل دیکھکر

جان دین کسواسطے ہر شمع پر پروانہ سان
ہم کرینگے عشق معشوقونکے اقبال دیکھکر

سبکی حیرت ایک سے ہو یہ کبھی ممکن نہین
جلوہ گر ہونا اگر آئینہ دل دیکھکر

رامپور سے آگرہ مین حضرت بزم آگیا
ایک نظر مجھی ہون خورشید منزل دیکھکر

(ردیف ڑے)

اے آہ گرم ہو سکے نہ تاثیر سے بگاڑ
تدبیر کو نہ چاہیے تقدیر سے بگاڑ

وہ بت کشیدہ ہو دل حیرت زدہ سے گیا
تصویر کیا کرے کسی تصویر سے بگاڑ

ابرو نگاہ یار سے بیجا ہے بیرخی
اچھا نہین ہدف جو کرے تیر سے بگاڑ

بوسہ سے ربط گالیون سے بھی ہے ہمکو میل
تقصیر سے بگاڑ نہ تعزیر سے بگاڑ

جور ادیب باعث تنویر عقل ہے
لازم نہین ہے شمع کو گلگیر سے بگاڑ

سنتا ہون مین کہ جنس کو رغبت ہے جنس سے
کرتی ہے زلف کیون مری زنجیر سے بگاڑ

کرتا ہے تو علاج جنونکا جو اے طبیب
دے وہ دوا کہ جسکو ہو تاثیر سے بگاڑ

چھوڑے جو رہنما کو وہ پیرو ہے غول کا
کیونکر کوئی مرید کرے پیر سے بگاڑ

تیغ اجل سے ہو مری گردن کھنچی ہوئی
لیکن نہین ہے یار کی شمشیر سے بگاڑ

عقل دنی سے کہدو کہ آداب عشق کر ‏ ای مشت خاک دیکھہ نہ اکسیر سے بگاڑ

غیروں کی بھی جفا سہو اوس مہر کا بھی جور
ای بزم اب تو ہے فلک پیر سے بگاڑ

(ردیف زے)

آب گوہر سے ہوا کرتے اگر اشجار سبز ‏ کان کے پتے بھی ہو جاتے تر ای یار سبز

کیوں نہ ہم سمجھیں اسے چاہ ذقن کا آب شور ‏ جب نہو اس سے نہال آرزو اک بار سبز

ابروے خمدار گیسو کے عرق میں تر ہوا ‏ زہر میں بجھکر ہوئی سفاک کی تلوار سبز

رو چکیں جب آنکھیں تب پھلگیا نخل امید ‏ ہو نہیں سکتے ہیں بے پانی کبھی اشجار سبز

تیرے خط سبز کے واصف ہیں ای آئینہ رو ‏ کیوں نہو جائے ہمارا طوطی گفتار سبز

یاد میں اوس رشک شیریں کے جو رویا کوہ پر ‏ ہو گئی تر ہو کے شاخ آہو سے کہسار سبز

آئینہ میں اپنا منہ دیکھے اگر وہ سبز رنگ ‏ عکس رخ سے ہو ابھی فولاد کی دیوار سبز

خشک مغزوں کو نہیں اہل کرم سے فیض کچھ ‏ چوب کشتی بحر میں ہوتی نہیں زنہار سبز

بزم آو سکے سبز خط سے تازہ ہو کھلا یا رنگ
سرخ تھے پہلے مگر اب ہیں گل رخسار سبز

رہتی ہے اونکے منہ پہ گلابی نقاب روز ‏ ڈوبا ہو اشفق میں ہے یہ آفتاب روز

دلکی گرہ کہی ای بت خوش چشم کہ لپند
شیخی بگھارتے ہین ہرنکے کباب روز

گن گنکے داغ دیتے ہو لپر مرے مدام
گویا ہے ہیر کے واسطے روز حساب روز

کرتا ہے سیر عالم رویا کی آفتاب
آتا ہے خواب مین صنم بحجاب روز

غیرونکو وصف روئی کتابی نہونگے یاد
پڑھتے ہین روز بہولتے ہین یہ کتاب روز

ہمکو خیال مین بہی میسر نہین وصال
بیدار بخت دیکھتے ہین ایسے خواب روز

جاتے ہین اپنے نالے تو آتے ہین اونکے تیر
رہتا ہے ہم مین اونمین سوال و جواب روز

کل بیخود آج بیسُد پرسون بیحواس
پاتے ہین ہم حضور سے تازہ خطاب روز

یکسان یہ آفتاب نکلتا ہے دونون وقت
چلتی ہے صبح و شام ادہر شراب روز

وہ شہسوار کہانے لگا شام کو ہوا
کرنے لگا طلوع ہلال رکاب روز

جب سے ہوا ہے یار کو تیرا کیونکا شوق
دریا بہاتی ہے مری چشم پرآب روز

منہ چاند سا ہے انکو بہی زلفونمین جلوہ گر
ہم دیکھتے ہین سیر شب ماہتاب روز

شعلہ نگاہ قہر کا کس کو جلائیگا
رہ رہ کے کیون چمکتی ہے برق عتاب روز

آتا ہے بیخودی سے مری آپکو عرق
دیتا ہے چہینٹے غش مین مجہے یہ گلاب روز

موج خرام یار سے دل کیون نہ ڈوبجائے
لہراتا ہے قلزم جوش شباب روز

دم بہر کی زیست کی جو ہوتی بہت خوشی
کرتا نہ رقص بحر جہان مین حباب روز

ای بزم شکوہ شب فرقت نہین رہا
وصل بتان سے ہوتے ہین ہم کامیاب روز

(ردیف سین)

کس قیامت کی ہے شمشیر ادا قاتل کے پاس
لوٹتی ہین حسرتین بھی پہلوے بسمل کے پاس

کیون نہ ٹھہرے جان بیتاب آکے اپنے دل کے پاس
پھر قرار آتا ہے بسمل کو تو چہ بسمل کے پاس

ضبط دیکھو درد سے اسکے نہین آگاہ وہ
گو جگر کے متصل ہے آہ جگر ہے دل کے پاس

سختی غربت عدم والونکے دل سے پوچھیے
مر مٹے ہین آہ جا پہنچے ہین جب منزل کے پاس

شرم سے اوس غیرت لیلی نے پردہ کر لیا
جب کبھی اپنا تصور بھی گیا محمل کے پاس

وصل کی شب کب ملا بوسہ لب جان بخش کا
مین ہون تشنہ سکندر کی طرح ساحل کے پاس

بہہ گیا غم سے جگر خون ہوگئے تسکین کون دے
ہمنشین تنہا ایک اوہ بھی نہین ہے دل کے پاس

لیکے دل پہلو سے اوٹھے کیون نہ ہو دور
سچ ہے اب کیون بیٹھنے لگا عاشق بیدل کے پاس

آرزو لایا ہے پھر نذر بزم ای شاہ حسن
نقد حاجت کے سوا ہے اور کیا سائل کے پاس

حاسد ہے مرے داغ کا داغ پر طاؤس
اس آگ سے جلتا ہے چراغ پر طاؤس

پیری مین شگفتہ ہین گل داغ جوانی
پژمردہ خزان مین نہین باغ پر طاؤس

جا لیکے دوپٹے مین نہین سینے کی ہیکل — قندیل مین روشن ہے چراغ پر طاؤس

دہانی تری کمخواب کی چپکن جو نظر آئے — [illegible] نگاہون مین ہو باغ پر طاؤس

مٹنے کے نہین آہ سے داغ دل سوزان — بجھتے نہین آندھی سے چراغ پر طاؤس

داغون پہ مرے ملتے ہین کیون روغن قاز آپ — کب تیل کے خواہان ہین چراغ پر طاؤس

آجائے عرق سینے کا زیور جو وہ پہنے — شبنم سے بڑہے زینت باغ پر طاؤس

اک پھول چمن مین نملے مثل گل داغ — ڈہونڈہے جو صبا لیکے چراغ پر طاؤس

خدمت سے ترے ہجر و جنون کی کرتا ہے شب و روز — دشوار ہے محنت سے فراغ پر طاؤس

حسدن سے ہوا سوز جہل ابھی بت ترے سیر — ہے عرش معلی پہ دماغ پر طاؤس

سعد وہم ہوا دیکہکے داغ دل سوزان — قرآن کو چہینگے سراغ پر طاؤس

بیتا ہین جدائی مین شراب آبدل پر داغ — بنتا جو بنانے سے ایاغ پر طاؤس

گلشن مین زرافشان ہے ترا رنگ طلائی — کم اشرفیون سے نہین داغ پر طاؤس

گلزار مین تو جاکے تلون جو دکہاتا — جلتا نہ ترے آگے چراغ پر طاؤس

رفتار بھی اوسکی نہین نیرنگ سے خالی — نقش قدم یار ہین داغ پر طاؤس

لہرائین چمن مین جو ترے زلفونکے کالے — ٹہنڈے ابھی ہو جائین چراغ پر طاؤس

پابند قواعد ہون فن شعر مین اے برہم

کس ننگ سے سوزن ونا کرون زاغ پر طاؤس

(ردیف شین)

دل مین ہے میرے اک بت کافر کی بود و باش
اس شیشہ کی بغل مین ہے پتہر کی بود و باش

آنکہون مین پارۂ دل سوزان ہین کسطرح
دریا مین ہے محال سمندر کی بود و باش

ہر سانس مین خلش ہے نکیلی نگاہ کی
کیا میری شاہ رگ مین ہے نشتر کی بود و باش

مضمون خط ترانۂ مرغان قدس ہے
کس بام پر ہے طائر بے پر کی بود و باش

ہر برگ اوسکا شہپر شاہین مرگ ہے
جس شاخ پر ہے طائر بے پر کی بود و باش

ای یار تیرے خانۂ نقش قدم مین ہے
کیک بہشت و فتنۂ محشر کی بود و باش

ہر گہر مین تنگ زر کے سونیکا ڈہیر ہے
جس شہر مین ہے مردم بے زر کی بود و باش

فوج بلا نے بہی ہین چہائی ہے چہاونی
ای غم یہی ہے جس جگہ ہے لشکر کی بود و باش

ای بت خرام ناز کا آنکہون مین ہے تیرے گہر
کاخ دماغ مین تری ٹہوکر کی بود و باش

قید حصار چرخ سے کیا نکلے آدمی
کسطرح چہوٹے گنبد بے در کی بود و باش

ابرو کا دہیان یاد مژہ قصد دل مین ہے
تلوار کا مقام ہے خنجر کی بود و باش

دی خانۂ لحد کے کرایہ مین نقد جان
اوسوقت ہاتہ آئی گی اس گہر کی بود و باش

ایجان جلد بہاگ گئے ہے دل مین یاد زلف
سنتے ہین اس خرابہ مین اژدر کی بود و باش

وہ بتکدہ ہے قبلۂ کفر و فساد و ظلم / جسدل مین ہے بتان ستمگر کی بود و باش

رہتی ہے بزم دل مین شہ لافتا کی یاد
کسری کی بود و باش نہ قیصر کی بود و باش

(ردیف صاد)

ہین دیر و حرم مومن و کافر کے لیے خاص / اوس بت کی گلی عاشق مضطر کے لیے خاص

معراج ہوئی جب تو نہ ہر ایک نبی کو / یہ مرتبہ تہا شافع محشر کے لیے خاص

اسود نے محل خانۂ معبود مین پایا / یہ عز و شرف ہی اسی پتہر کے لیے خاص

بے جان دیے ہاتہ نہین آتا ہے مرقد / اے دل یہ کرایہ ہے اسی گہر کے لیے خاص

اک ہاتہ سے حیدر نے اوکہاڑا در خیبر / یہ زور تہا بازوے پیمبر کے لیے خاص

گردنکو میری تیغ اجل سے نہین کچہ کام / یہ نذر ہے قاتل ترے خنجر کے لیے خاص

حصہ نہین ہر اک کا شب فرقت محبوب / یہ رات ہے عاشق کی مقدر کے لیے خاص

یہ چیز نہوتی جو وہان جاتے نہ ہم رند / جنت مین گئے بادۂ کوثر کے لیے خاص

انبار زر و سیم ہو قارونکو مبارک / یہ بوجہ مناسب تہا اوسی سر کے لیے خاص

اون گیسوؤنکا سودا ہے اسیر سر و دل مین / یہ بال ہین اس شیشہ و ساغر کے لیے خاص

اوس بت کا نوشتہ ہے یہ آیا عشق تو قیر / کیونکر خط تقدیر نہو سر کے لیے خاص

کونین کا جلوہ ہے دل تنگ میں کیونکر — وسعت تو یہی عرصۂ محشر کے لیے خاص

سنتا ہون مرے نالون سے برپا ہے قیامت
یہ شور تو ای بزم تہا محشر کے لیے خاص

(ردیف ضاد)

کہتا ہین داغ یار گل اندام کے عوض — قسمت نے چھینٹ دی ہمین الزام کے عوض

بدنامیان نصیب ہے ہمین نام کے عوض — ناکامیون سے کام پڑا کام کے عوض

اب ضبط شوق بادہ ہے دشوار ساقیا — چلو ہی سے پلا دے مجھے جام کے عوض

مدنظر ہے طائر دل کا اگر شکار — بکھرا دو اپنی زلف رسا دام کے عوض

پیری کے بدلے عیش جوانی کی فکر ہے — آغاز کا خیال ہے انجام کے عوض

شیشون کا اوج سوج رہا ساقیا مدام — ہو دور جام گردش ایام کے عوض

زنار اگر پسند ہو اوس بت کو واعظا
طالب ہو بزم کفر کا اسلام کے عوض

(ردیف طا)

کیا سواد چشم عیسیٰ سے لکھا ای یار خط — رکھتے ہین آنکھون پہ اپنی مردم بیمار خط

حسن واضح ہو گیا نکلا جو رخ پر یار خط — بنگیا ہی صاف شرح مصحف رخسار خط

دیکھنے سے اسکے ملتا ہے دل رحمی کو چین
کرتا ہے ای یار کا رہ مرہم زنگار خط

لوح پیشانی چھپائے ہے خط تقدیر کو
اس لفافہ سے نکلتا ہی نہین زنہار خط

لکھتے ہین مکتوب ہے نصف ملاقات الصنم
ایک ہفتہ مین تو بھیجو کم سے کم دو بار خط

خط ریحان سبزۂ خط کو ہین سمجھے بادہ نوش
خط ساغر ہے ترا ای غیرت گلزار خط

وصل کی درخواست خط مین دیکھکر کہتے ہین وہ
روز آجاتے ہین ایسے تو یہان دو چار خط

وار اوچھے اوچھے کیون کرتا ہے قاتل جسم پر
لطف آجائے اگر گہری پڑین دو چار خط

دیکھکر قاصد مرا کہنے لگا وہ بد مزاج
جس نے بھیجا ہے اوسی کے سر سے جاکر مار خط

اسقدر امسال آب خنجر قاتل بڑہا
عاشقونکے سر سے اونچا ہوگیا چھپار خط

بے تامل ہمدر اوس شمع رو کی بزم مین
جائے پروانہ اگر لیکر ہزار اک بار خط

تیرے لکھے کو پڑھا کرتے ہین تسکین کے لیے
ہجر مین تیری عوض اب ہے ہمارا یار خط

عاشق گیسو کا خط پگڑی مین تو رکھ لیا
دیکھ قاصد بنگیا ہے طرۂ دستار خط

ہے ہر اک عاشق ترے رخ پر زلیخا کیطرح
سورۂ یوسف کی ہے تفسیر ای یار خط

برہم کو اب ضعف سے کروٹ بھی لینا ہے محال
ایسی حالتین لکھے کیا اونکو یہ بیمار خط

نور شب کے لیے قمر ہے شرط
مہر کو مطلع سحر ہے شرط

عشق کرنا تو ہے بہت آسان
صدمونکے سہنے کو جگر ہے شرط

علم کیواسطے ہے ذات بشر
آدمی کے لیے ہنر ہے شرط

دیکھکر زلف اوسکا رخ دیکھو
شام کے بعد پھر سحر ہے شرط

کیون خموشی سوال وصل سے ہے
مبتدا کے لیے خبر ہے شرط

یہی پہچان عاشقونکی ہے
رنگ زرد اور چشم تر ہے شرط

وصل کیونکر نہو شادی
ہجر کی شب مین شور و شر ہے شرط

خام رہجا گر پھرے نہ کباب
پختگی کے لیے سفر ہے شرط

بزم بعد فنا ملیگی قبر
مرد کے واسطے یہ گھر ہے شرط

(ردیف ظا)

اہل زر کیون نہون دنیا کی بلا سے محفوظ
باروَر شاخ ہے تیشہ کی جفا سے محفوظ

بیقراری کا نہ الزام لین طفلان سرشک
جو ہین معصوم وہ رہتے ہین خطا سے محفوظ

تنگ ہے اہل قناعت کا طلب حاجت کی
ہان ہین منت الہا و دعا سے محفوظ

آبلے پاؤنکے کب پانی سے بہر کر ٹوٹے
ایکجون بھیگکے بھی ہین بتا سے محفوظ

سخت جانی نے نہ ہونے دی شہادت میری
رگ گردن ہی خنجر کی جفا سے محفوظ

اسقدر کہائی ہین چوٹین کہ نہین جنکا حساب — دل ہمارا نرہا اب کسی جا سے محفوظ

مرنے والونکو تو صحت کی تمنا ہی نہین — تیرے بیمار ہین احسان شفا سے محفوظ

نشہ مین آہ رسا کا ہے سہارا مجکو — اس عصا نے ہے کیا لغزش پا سے محفوظ

تار برقی پہ چلی جاتی ہے چپکے چپکے — جب تو ہے لفظ خبر حرف ندا سے محفوظ

منہ سے کیا جانے نکل جائیگا کیا دو بوسے — رہو داتا نہ فقیرون کی دعا سے محفوظ

یا الٰہی نہ پڑے دل کسی بت کے پالے — رکہیو اس شیشہ کو تو سنگ جفا سے محفوظ

تخلیہ مجکو میسر نہوا ساری عمر — نہ ملی کوئی جگہہ مجکو خدا سے محفوظ

باعث امن خموشی کو نسمجھو کیونکر — غنچے ہین باغ مین گلچین کی جفا سے محفوظ

ہان خبردار زبان سے نہ کبہی کیجو سوال — جو خدا دوست ہین رہتے ہین صدا سے محفوظ

بیٹنے مانگا جو انہین ناز سے ہٹ کر بولے — مجکو اللہ رکہے ایسی گدا سے محفوظ

یہ وہ ناگن ہے جو سر چڑہکے اترتی ہی نہین — رکہے اللہ تری زلف دوتا سے محفوظ

دل مین ہر شخص کے بہرتا رہا مانند خیال — عمر بہر مین رہا اس ارض و سما سے محفوظ

ای حرم ہم دل آگاہ کے صدقے مین ہوئے — محنت جستجوئی قبلہ نما سے محفوظ

آب شمشیر پلا دو تو ملے عمر ابد — تشنہ کامونکو کرو خوف فنا سے محفوظ

خوف آتا ہے کہ مضمون کوئی لے نہ اوڑے

رکہو اس نظم کو ای بزم ہوسے محفوظ

اسطرح سے ہے عرد لکو وہ ہمنر مطبوع — جسطرح بلبل شیدا کو گل تر مطبوع

ہجو بتخانہ تو کرتا ہے مگر ای واعظ — دیکہہ اسود کو خدا کو بہی ہے پتہر مطبوع

آب فولاد کی ہے روز ازل سے پیاسی — کیون نہ شہرگ کو مری ہے ترا خنجر مطبوع

ہوس مال مین اللہ کو بہی بہول گیے — اہل دنیا کو ہیانتک ہے تو ہوا زر مطبوع

بزم جب بندش مضمونکا ذرا لطف نہو
وہ سخن طبع سخنور کو ہو کیونکر مطبوع

سیکہی ہے تری حسن سے کیا جلوہ گری شمع — فانوس کے پردے مین ہے آتش کی پری شمع

دیکہا اثر ماتم پروانہ کو ای شوخ — اس غم مین سدا رکہتی ہی ہے سوز جگری شمع

دلسوز نہ کیون اپنا شب ہجر مین سمجہون — ہے ساتہہ مری عمر روانکی سفری شمع

پروانے فدا ہوتے ہین پروا نہین تجکو — لازم نہین عشاق سے یہ بیخبری شمع

کس غم مین پریشان ہین تیرے گیسو دودی — حاصل ہے تجہے کس لیے آشفتہ سری شمع

پروانونکے جل جانیکا کچہہ غم نہین اسکو — سیکہی ہے کسی شوخ سے بیدادگری شمع

کیا روز جزا ہوگی نہ اس جرم کی پرسش — پروانونکے خون سے نہین ہو سکتی بری شمع

خوشبو ہو ہوا اوسکی تری زلف کرے آگ — روشن ہو اگر بزم مین آب آگری شمع

کسکے غم سوزان مین گہلی جاتی ہے یہہ ہم
ہے شام ہی سے آج چراغ سحری شمع

ہر بزم مین کیون اسکی نہ توقیر ہوی بزم
شعلہ نہین پہنے ہوے ہے تاج زری شمع

(ردیف غین)

ہجر کی شب سیر داغ دلکا گر روشن چراغ
دیکھیے یہ شعبدہ جلتا ہے بے روغن چراغ

قدر نے کی خانۂ ہستی مین اک روشن چراغ
داغ سینہ مین یا ہے زیر پیراہن چراغ

داغ سوزان سینہ مین تن بت پہ ہے روشن چراغ
زیر مدفن ایک ہے اور اک سر مدفن چراغ

وصل کی شب صبح سے پہلے بڑہا جاتا ہے کیون
خال رخ یار سے لے قرض کچہہ روغن چراغ

بخشتا ہے طبع کو اک روشنی جور ادیب
جب تو بوسہ لیتا ہے سر سختی آہن چراغ

بہول جاے سرکشی جانانکا جلوہ دیکہکر
سامنے اوسکے جہکائے شرم سے گردن چراغ

سیر ہی افسردہ دلی کا یہ اثر ہے بعد مرگ
ہوگیا ٹھنڈا جلایا جب سر مدفن چراغ

طور کی جانب وہ آتے ہین شب تاریک مین
دست موسی کو دکھاتی ہے وادی ایمن چراغ

چرخ چارم پر ضیاے مہر تابان دیکھی
آسمان ہی کیون لیے پہرتا ہے دامن چراغ

روشنی مین شرم سے ہوتا نہین عریان شوخ
ہوگیا ہے وصل کی شب مین مرا دشمن چراغ

ہاتہہ آیا روغن ماہی بازو سے فروغ
کیون نہ بنجائے ترا ہر دانہ جوشن چراغ

بزم کا اوستاد اوج نظم کا ماہ منیر
جسکی ہے تحقیق کا بعد فنا روشن چراغ

رشک سے کیا کیا جلا انکا دل دشمن چراغ
کر دیا دیکھو حسد کی آگ نے روشن چراغ

زیر ابرو دیدہ جانانکا جلوہ ہے نیا
طاق محراب حرم مین ہین دو روشن چراغ

گر مراد آئی شب وصل صنم کی ای فلک
روغن شیر سحر سے مین کرون روشن چراغ

دود اس کا کر رہا ہے بزم مین کارا گر
کیا تمہارے میل کی بتی سے ہے روشن چراغ

اوسکے گھر سے شکوہ ہے چپکے آیا میرے گھر
غیر کے گھر کا مگر گھر مین ہوا روشن چراغ

ہجر کی شب مین جو مر جائے رقیب تلخ کام
کرکے روغن سے کرون اس نذر کا روشن چراغ

کوچہ گیسو مین دل بھٹکا جو ظلمت کے سبب
کان کی لو بنگئی اوس شوخ کی روشن چراغ

چشم کے بوسونکی بہیجی سجدہ مین جبکہ نذر
روغن بادام سے ہمنے کیے روشن چراغ

دیکھکر پیشانی آدم پہ نور احمدی
کہتے تہے سب اختر قسمت کا ہے روشن چراغ

فصل برسات کی جگنو کا جلوہ دیکھیے
شب کو ابر و باد مین کیونکر ہے یہ روشن چراغ

جام مے مہر فلک لطف سیہ روئی نگار
چشم پر نم داغ دل دود جگر روشن چراغ

ایکدم بہی کم نہین ہوتا فروغ داغ دل
اس سیہ خانہ مین ہے آٹھون پہر روشن چراغ

خاکساری مین عرق ریزی سے ہے تنویر دل
تیل سے مٹی کے ہمنے یہ کیا روشن چراغ

بنگئی فانوس دست شمع رو کی آستین ۔ اوسکے بازو کی جو کیکا ہوا روشن چراغ

ہے فقط دم کے سبب سے شمع ہستی کو فروغ ۔ بے ہوا کے رہ نہین سکتا کبھی روشن چراغ

سوز فرقت سے جلایا عشق نے داغ جگر ۔ آتش دوزخ سے کرتا ہے یہی روشن چراغ

قبر مین جب اپنے داغ دل کی پہیلی روشنی
بزم نے جانا یہی شاید ہوا روشن چراغ

(ردیف غین)

میری گردن سے شرط ہاری تیغ ۔ ہوئی مجھہ سخت جان سے عاری تیغ

جب ہمارا گلا ہی کٹ نہ سکا ۔ پھر ہے کس کام کی تمہاری تیغ

دست نازک سے کیا کرینگے قتل ۔ اوٹھہ سکیگی کب اون سے بہاری تیغ

باندہا ہے بال نے بلا کا بوجہہ ۔ اونکی پتلی کمر ہے بہاری تیغ

نگہہ و ابرو و مژہ سے وہ شوخ ۔ مارتا ہے چھری کٹاری تیغ

چاہیے سخت جانکو ہی قاتل ۔ جو ذرا منہ کی ہو کراری تیغ

عید قربان کا لطف آجائے ۔ ہو گلا میرا اور تمہاری تیغ

کیون نہ اسکو گلے لگاؤن مین ۔ ہے مرے یار کی یہ پیاری تیغ

کیون نہ پھر ذوالفقار اسکو کہین ۔ دو زبان کہتی ہے تمہاری تیغ

بوسہ ابرو کا بزم سے جو لیا
سند پر اوس جنگجو نے ماری تیغ

ردیف فی

ترا حبیب تھا تیرے خیال سے واقف
نہ جب تھا کاف بھی نون کے وصال سے واقف

ہین اودہن مانہ سے ہوا اونکے حال سے واقف
کہ روح بھی نہ تھی تن کے وصال سے واقف

وہی ہے خوب قناعت کی حال سے واقف
زبان تک نہین میری سوال سے واقف

وہ میری چال سے ہین اونکی چال سے واقف
ہین اونکے حال سے وہ میرے حال سے واقف

ہمارا شیشۂ دل پاک ہے کدورت سے
یہ آئینہ نہین گرد ملال سے واقف

شب فراق مین جو گذری کیا کہین تم سے
خدا ہی خوب ہے بندہ کی حال سے واقف

کوئی بتائیگا مجھ بے خبر کی حالت کیا
مری خبر ہی نہین میرے حال سے واقف

تری تلاش مین ہے چار سمت دلکا خیال
ہے شرق و غرب و جنوب و شمال سے واقف

دہڑی جمائی ہی اوسدن سے اونہی مسّی کی
جب اوس رنگ سے بھی تھی نہ فال سے واقف

ہمارے سر کو ہو سودا تو اوس شہید کا ہو
نہ جسکا سر ہوا تن کی وصال سے واقف

وہ کیا خبر ہی تو آتی نہ اوسکے آنیکی
جو ہوتا حشر ذرا تیری چال سے واقف

جنھین علایق و آلام سے علاقہ ہے
وہی ہین جو زمانے کے حال سے واقف

تمہاری زلف مین دلکو نہ یون پھنساتے ہم
جو ہوتے پہلے سے ہم اوس وبال سے واقف

الٰہی دولت ایمان پہ دل ہا قانع
ترا گدا نہیں دنیا کے مال سے واقف

مقابلہ مین مہ نو کے آیا کس دن مہر
یہ تیغ کب ہوئی سورج کی ڈھال سے واقف

تمہاری تیغ گریبان ہے بے غلاف مگر
کبھی ہوئی نہ جدال و قتال سے واقف

ہے دلکے آئینہ مین عکس اک مہ نو کا
یہ لاجواب ہے اوس بے مثال سے واقف

لڑائی آنکھہ نہ تیغ نگاہ نے تیری
ہوئی نہ یہ کبھی پتلی کی ڈھال سے واقف

وہ دیکھہ لین کمر نازنین مین اوسکی گھڑی
نہون جو شیشۂ ساعت کی بال سے واقف

اونہین کے پاس تو ہے دخت رز جو ہین زردار
یہ مالزادے ہی ہین اِس چھنال سے واقف

ندیکھا مصحف رخسار اوسکا زہے افسوس
ہوا کبھی نہ مین اس تازہ فال سے واقف

ردیف قاف

لائی تھی ای دیدۂ تر دھوپ سونیکا ورق
بہا گئی پانی مین ڈبو کر دھوپ سونیکا ورق

پا گئی اوس مہر کے گھر دھوپ سونیکا ورق
کیون نہ لیجاتی فلک پر دھوپ سونیکا ورق

ای در بحر لطافت تو اگر دنکو نہائے
کردے غرق آب گوہر دھوپ سونیکا ورق

حکم اگر پائے تو پھر نذر لائے روز عید
نقل انجم پر لگا کر دھوپ سونیکا ورق

دیکھکر دنکو ترے روے کتابی کی بہار
پہاڑ ڈالے ای گل تر ہوپ سونیکا ورق

تیری عید یکو جو ای طفل حسین درکار ہو
بھر لاے کا غذ زرد ہوپ سونیکا ورق

حکم اگر ہو قتل عاشق کا تو ای خورشید رو
دے پے تحریر محضر ہوپ سونیکا ورق

شوق لکھنے کا جو ہو اوس طفل کو تو ندر دے
لوح سیمین صبح محشر ہوپ سونیکا ورق

فقر کا رتبہ وہ ہے بیٹھون اگر بالا خاک
فرش کر دی جای بستر ہوپ سونیکا ورق

چاندنی گھر سے تمہارے پای ہے چاند یکی لوح
جمع کر لیتی ہے دن بھر ہوپ سونیکا ورق

آب آینہ نہ کیون ہو وے گھر مین آب زر
جس جگہہ ہو ای سکندر ہوپ سونیکا ورق

نقل خط روے انور کا نہین پاینگی حکم
کس لیے لاتی ہے اکثر ہوپ سونیکا ورق

جلوہ ہی سے کہین کمتر ہے نور آفتاب
لای پیش دامن تر ہوپ سونیکا ورق

وہ جو نکلین سیر کو ای صبح تو صدقے کر
تیری چاند یکے ورق پر ہوپ سونیکا ورق

قیمتی کاغذ جو نکل کے لیے چادہ شوخ ہے
چرخ سے لاے او ڑا کر ہوپ سونیکا ورق

پیش ابرو یانی یانی روبرو جلوے کے زرد
آب تیغ و آب خنجر ہوپ سونیکا ورق

روز فرقت مین تو آجا رے اپنے نام نند
دے بیاض چشم کو گر ہوپ سونیکا ورق

روز فرقت سے سیہ بختی کی سختی گیا ہے
ابر غم لوہے کی چادر ہوپ سونیکا ورق

شوق ساقی کو اگر لکھنے کا ہو تو رز لاے
بہر مشق خط ساغر ہوپ سونیکا ورق

کھولدے شب کو جو بازار تجلی حسن یار
بیچے پلپس چشم اختر ہو پہ سونیکا ورق

بنگئی دنکو تری تصویر خورشید دم
سے اوڑہی شاید ہوا پر ہو پہ سونیکا ورق

پیسکشونکی تقویت کیواسطے کرتی ہے روز
داخل صہبای احمر ہو پہ سونیکا ورق

رات ہے کسنے لکہوا اوس مہر شکو عرضداشت
لایگی کل اہی کبوتر ہو پہ سونیکا ورق

وہ بت زر کوب اگر چہوتا کف پر نور سے
بنکے بڑہ جاتا مقرر ہو پہ سونیکا ورق

تو اگر چاہے کہ افشانی ہو قرطاس سحر
حل کرے پانی مین دلبر ہو پہ سونیکا ورق

بزم نے چاہا جو لکہنا وصف مہر روی یار
بنگئی فوراً سمٹکر ہو پہ سونیکا ورق

(ردیف کاف)

پڑا ہے نقش کف پای یار کے نزدیک
صبا نہ آئی ہمارے غبار کے نزدیک

یونہی چلے ہین گریبان تک ہمارا ہاتہہ
دن آگئے ہین جو فصل بہار کے نزدیک

عجب ہے کیا جو ہین اوس غنچہ لب کی بزم مین غیر
چمن مین پہول ہی ہوتے ہین خار کے نزدیک

جگر ہے آتش ہجر بتان سے مشک بدوش
اک آبلہ ہے دل بیقرار کے نزدیک

اکیلا دشت مین مرقد ہے تیرے وحشی کا
بسا نہ آکے کوئی اس مزار کے نزدیک

وہ روز حشر جو رندونکو بخشدے اپنے
یہ کون بات ہے آمرزگار کے نزدیک

کہا جو حال دل اپنا تو سنکے بولے غلط
بھرم رہا نہیں بے اعتبار کے نزدیک

پس فنا بھی ہے ظاہر علامت غربت
کہ بیکسی ہے فقط اک مزار کے نزدیک

کدورت اونکو رہی بعد مرگ بھی مجھسے
کبھی نہ بھولے سے آئے مزار کے نزدیک

چراغ و شمع نہ لایا کوئی سر مدفن
نہ اوڑکے آیا پتنگا مزار کے نزدیک

دیار حسن میں ماتم ہے بیوفائی کا
وہ مجکو روتے ہیں میرے مزار کے نزدیک

جو فصل گل میں خبر آئی اونکے آنیکی
نیا شگوفہ ہو فصل بہار کے نزدیک

ہمارے سینہ میں ہے داغہائے دل کی بہار
کھلا ہے باغ نیا اس دیار کے نزدیک

سیاہ پریاں نظر آتی ہیں قفس میں بند
یہ پتلیاں نہیں مژگان یار کے نزدیک

طریق راہ نمائی کو بھول جاتے وہ
خضر جو آتے کبھی کوہسار کے نزدیک

قسم خدا کی ہیں ہمتو چل ہی آئی برم
مکان ملے جو کوئی یار کے نزدیک

(ردیف کاف)

باتوں سے میری لگتی ہے غیر کے تن میں آگ
ای سوز غم بھری ہوئی ہے کیا سخن میں آگ

آتش قدم ہے یہ ترا دیوانہ اے پری
دو گام اگر چلے تو بھڑک جائے بن میں آگ

آتشکدہ بنا ہے گلستاں بہار میں
شوخی رنگ گل سے لگی ہے چمن میں آگ

سوچا تھا مین کہ زیر لحد تو ملے گا چین
بھڑکا یہ سوز دل کہ لگادی کفن مین آگ

حضار بزم جلتے ہین آپسمین رشک سے
بھڑکی ہوئی ہے یار تری انجمن مین آگ

مرکر بھی سوز غم سے سراپا شرر ہون مین
مُردہ نہین مرا یہ بھری ہے کفن مین آگ

لاکھون جوان اسنے جلاکر کیے ہین سرد
ایسی کہان سے آگئی چرخ کہن مین آگ

کیون گرم نالے کرتی ہے بلبل بہار مین
ای جانور لگائیگی اپنے چمن مین آگ

پروانہ شمع رخکا ترے ہون ازل سے یار
اف بھی نہین کرون جو لگے سارے تن مین آگ

بازو کا اونکے تکیہ بنا شمع طور کی
یاقوت کے نگون سے لگی نور تن مین آگ

دل سے بخار نکلے جو غربت کا ای فلک
شعلے بھڑک بھڑک کے لگادین وطن مین آگ

جلتا ہون روز و شب جو زنخدان کے عشق مین
کیا جانے آب ہے تری چاہ ذقن مین آگ

بزم حزین کو جلنے کی تاب اب نہین رہی
ای سوز ہجر یار نہ بھڑکا بدن مین آگ

(ردیف لام)

یہ مرتبہ تھا کب اس ناتوان کے قابل
مریض عشق کا سر اونکی ران کے قابل

نہین ہین وصل کی باتین بیان کے قابل
کسی کا ذکر ہماری زبان کے قابل

جوانی نام خدا آئی لاکھون ہونگے فدا
حضور ہون تو سہی ان بان کے قابل

تمہارے بام سے تشبیہ دیتے ہین شاعر | کبھی یہ اوج نہین آسمانکے قابل
نہ کیون ہو مقبرے شاہونکے دیکھکر عبرت | خدا کی شان یہ لوگ اس مکانکے قابل
شباب مین نہ کسی کو ہو خواہش دنیا | یہ پیر زال نہین ہے جوانکے قابل
کبھی تو خانہ دل مین ہمارے وہ آتے | سمجھتے آپ کو جو اس مکانکے قابل
ہماری آپکی الفت کا شہرہ ہوتا ہے | یہ باتین ہونگی کبھی داستانکے قابل
نمود مرقد عاشق نہ وہ مٹا جاتے | جو بے نشانکو سمجھتے نشانکے قابل
بلاکے قصر لحد اے اجل دیا ہمکو | مکان اور تھا ہمسا سے نکے قابل
فلک نشین ہو اگر تم تو ہم ہین خاک نشین | کوئی زمین کے کوئی آسمانکے قابل
غم حضور کو جز خون دل غذا نملی | تواضع ہو تسکی میہمانکے قابل
وفور ضعف سے جھک جھکے آہ کرتا ہون | یہ تیر بھی ہوئے اب کمانکے قابل
عجب ہے یہ تری غیرت پہ عاشق لیلے | مہار ناقہ نہ تھی ساربانکے قابل

کسی کے خنجر ابرو کے عشق نے ای برق
چنے وہ لوگ جو تھے امتحانکے قابل

(ردیف میم)

مونس الم رفیق محن یار غار غم | اک جان لاکھ درد ہین اک دل ہزار غم

داغ الم سے ہجر مین رشک چمن ہے دل
دکھلا رہا ہے فصل خزان مین بہار غم

کیا کیا رفیق اپنے بہی ہین ہجر مین مگر
آلام درد رنج محن انتشار غم

جاری ہین اشک ساقی گلرو کے ہجر مین
رلوا رہا ہے صورت ابر بہار غم

راحت کی شکل خواب مین بہی دیکہتا نہین
کب تک سہون مین ای مرے پروردگار غم

کیا پوچہتے ہو اوس دل مضطر کا حال زار
جسکا رفیق درد ازل سے ہے یار غم

ای بزم کیون نہ اسکو جگہہ اپنی دین وطن مین
تنہائی کا رفیق ہے غربت کا یار غم

(ردیف نون)

قرآن پہ ہاتھ رکھتے ہی گہبرائے جاتے ہین
جہوٹی ہمارے سر کی قسم کہائے جاتے ہین

یہ نازکی ہوئی نہ رگ گل کو بہی نصیب
خود ہی کمر کیطرح وہ بل کہائے جاتے ہین

حصہ اونہین کا ہو گیا ہے صدمۂ ملال
عاشق تمہارے نعمت غم کہائے جاتے ہین

وضع جہان ہی نہ کبہی ایک قطع پر
خلعت کہین کفن کہین سلوائے جاتے ہین

سنتے ہین اونکی بزم مین ہے بولنا گناہ
مانند زخم لب وہان سلوائے جاتے ہین

آہوئے دلکو کس کے ہے ناوک کی آرزو
چلے تری کمانون مین جو بندہوائے جاتے ہین

ہے کس کی آہ مین اثر موسم خزان
کیون گال پہول سے تری کمہلائے جاتے ہین

کیون قتل کرکے عاشقونکو خاک اوڑاتے ہو
دنیا سے جو گئے وہ کہین آئے جاتے ہین

کیونکر نہ دست شوق بلائین لین ترے
ہاتھ اس قصور پر وہان کٹوائے جاتے ہین

منت سے اوسکی تہی کہ مرے داغ دل جلین
گھی کے چراغ کعبہ مین جلوائے جاتے ہین

وہ صاف دل ہون مرکے بھی پیش نظر رہا
آئینہ میری خاک سے بنوائے جاتے ہین

ہم بعد قتل عاشقونمین سرخرو ہوئے
کپڑے ہمارے خون سے رنگوائے جاتے ہین

غیرون سے مٹی لاش کو دلواتے ہین مری
وہ آگے دیکھے خاک مین ملوائے جاتے ہین

ایجان دلکو بزم کے کہونا نہ ہاتھ سے
دیکھو امانتا اسے رکہوائے جاتے ہین

کیا کیا عدم سے اونکے طلبگار آئے ہین
یوسف سے ایک لاکھ خریدار آئے ہین

کسطرح آپ خواب مین ای یار آئے ہین
کیا ساتھ میرے طالع بیدار آئے ہین

آنکا اپنے راز ترے عشق سے کہلا
ہم جانتے تھے دہر مین بیکار آئے ہین

ملجای نقد عفو اجورہ مین یا کریم
عصیان کا لیکے دہر سے ہم بار آئے ہین

بس لیس گئے ہین ضعف کی باعث سے استخوان
ہم جبکہ زیر سایہ دیوار آئے ہین

بزم جہانکی آمد و شد ہے مقام حیف
دس بیس اوٹھ گیے ہین تو دو چار آئے ہین

لائی ہے موت کھینچ کے ہستی سے ای عدم
آزاد ہم گیے تھے گرفتار آئے ہین

دیکھین نشانہ ہوتا ہے کس کس کا آج دل
مقتل مین لیئے تیر وہ کے کماندار آئے ہین

نکلا نہ غم کے دایرہ سے ایکدم قدم
چکر مین جب سی صورت پرکار آئے ہین

سنتے ہین تیری بزم مین آتی ہین جو بلائین
ہم بہی دل و جگر سے خبردار آئے ہین

گردش مین مثل جام وہی عمر بہر رہے
جو میکدہ مین ہو کے ہشیار آئے ہین

مقتل مین دیکھین کسکو شہادت گلے لگائے
سنتا ہون آج لیکے وہ تلوار آئے ہین

بازار کس کی حسن و جوانی کا گرم ہے
نقد حیات لیکے خریدار آئے ہین

اسدرجہ ہمکو تنگ زمانے نے کر دیا
تقدیر بیچنے سر بازار آئے ہین

پہونچی ہے آہ کیا کسی عاشق کی تا اثر
جنبش مین آج کیون در و دیوار آئے ہین

دنیا سرا ہے اور مسافر تمام خلق
وہ جائینگے ضرور جو ای یار آئے ہین

مٹ مٹ گیے ہین لاکہون ہی مانند نقش پا
جب شوخیون پہ وہ دم رفتار آئے ہین

وہ ناتوان ہون چلنے کا جسدم کیا ہے عزم
غش پیشوائی کے لیے سو بار آئے ہین

وحشت مین پاؤن آگئی مژگانکی نوک جہوک
صحرا مین جبکہ زیر قدم خار آئے ہین

ای بزم اب لٹادی در آبدار نظم
جوہر شناس گوہر اشعار آئے ہین

طور کی شمع کا مذکور ہے افسانون مین
کیون نہو حضرت موسی کے ہین دیوانون مین

میکدہ ہی آئینہ خانے نظر آتے ہین مجھے
شیشے چنوائے ہین ساقی نے جو پیمانون مین

اس لیے موتیونکے ہار سے نفرت ہے اوسے
اشک عاشق نملا ہو کوئی ان دانون مین

اشک گلرنگ ہین آنکھونمین غم ساقی سے
بادۂ خون جگر ہے انہین پیمانون مین

رونق شہر خموشانکا سبب موت ہوئی
بستیان سیکڑون آباد ہین ویرانون مین

برہمی تیرے سخن سے ہوئی ظاہر ای بت
ہے عیان چین جبین تیرے سخندانون مین

چھد گیا پیک نگلتے ہی کلیجہ میرا
برچھیونکی تو نہ تہین نوک کہین تیرے پانون مین

اپنے سایہ سے بھی وہ بھاگتے ہین لاکھون کوس
ای پریرو یہی وحشت ترے دیوانون مین

اپنے عاشق کی جو سنتا نہین فریاد وہ گل
شجر پنبہ کے پتے تو نہین کانون مین

بزم کیونکر در دندان سے ترے دی تشبیہ
اسقدر آب کہان آتی موتیونکے دانون مین

حقیر کیون ہو یہ دریا ہی آبجو تو نہین
مرے سرشک ہین مفلس کی آبرو تو نہین

دم عتاب نہ کیونکر ہو آگ سر تاپا
پری خصال ہے وہ بت فرشتہ خو تو نہین

ہوا ہی آہ سے سوز جگر ہو کیا معلوم
تمہارے چہلے کی گل مین ہے رنگ بو تو نہین

غرض ہی کیا جو اوٹھا دین قفس کی کڑیان
اسیر سلسلۂ زلف مشکبو تو نہین

لگا کے منہہ سے جو ہنستے ہو دیکھکر مجکو
بتائیے یہ مرا خون آرزو تو نہین

نماز عشق دم قتل کسطرح ہو ادا
کہ آب تیغ ستم لایق وضو تو نہین

نہ کیونکر آئے شب ہجر مین خبر کے لیے
مری اجل ہی یہ ای بدمزاج تو تو نہین

نکلتی کیون نہین یارب شب جدائی مین
ہماری جان ہے اس بت کی آرزو تو نہین

بتائیے مجھے کس شے سے آنکھین سیکو نہین
تجلی آپکے دل مین ہے روبرو تو نہین

شراب کیون نکرے ترک وہ بت میخوار
حرام شے ہی یہ عشاق کا لہو تو نہین

ہمارے لہو سے کیون عشق خنجر قاتل
ملی ہوی کوئی اس سے رگ گلو تو نہین

ہوے جو حضرت عیسے سے ملتجی ای بزم
فراق یار مین جینے کی آرزو تو نہین

مجھپر جو روندے وہ مری چشم تر نہین
دلبر جو خود نہ ہنسدے وہ زخم جگر نہین

لب خشک عشق مین نہین یا چشم تر نہین
ای بزم اپنے قبضہ مین کیا بحر و بر نہین

کیا بیکسی برستی ہے اپنے مزار پر
جز شمع قبر اور کوئی نوحہ گر نہین

بے آہ کیا دکھائین بہار اپنے داغ دل
یہ وہ چمن ہے جس مین نسیم سحر نہین

تھے زندگی کے ساتھ عزیز و رفیق سب
بعد فنا کسیکو ہماری خبر نہین

افروختہ ہے آتش گل سے چمن مگر
یارب یہ کیسی آگ ہے جسمین شرر نہین

تو ہی پیام یار کو پہنچا دے ای صبا
بیکس ہون میرے پاس کوئی نامہ بر نہین

کیونکر بیان ہو طول شب زلف یار کا
ای بزہم یہ وہ رات ہی جسکی سحر نہین

کسکو اسطرح کے انداز نیاز آتے ہین
سر سے ہم آپکے گھر بندہ نواز آتے ہین

ظلم کو عشوہ سمجھتے ہین جفا کو انداز
جان لیتے ہین جو وہ بر سر ناز آتے ہین

نالے کسطرح کرین شب غم مین العشق
ساتھ آہونکے نکلکر تری راز آتے ہین

دیکھ اوس چشم فسونگر کا تماشا ای چرخ
شعبدی کیا تجھے ای شعبدہ باز آتے ہین

اک فقط شمع کو ہم پاتے ہین ہمدرد اپنا
تیری محفل مین جو باسوز و گداز آتے ہین

ذبح کر ڈالتی ہے تیغ تبسم مجھکو
کبھی جنبش مین جو اونکے لب ناز آتے ہین

دیکھکر زخم جگر کی مری روتی صورت
گدگدانیکو تری ناوک ناز آتے ہین

ساتھ آتا ہی بتونکا بھی تصور ای شیخ
تیری کعبہ مین جو ہم بہر نماز آتے ہین

دام مین پھانس لیے مرغ نظر لاکھونکے
پیچ کیا کیا تجھے ای زلف دراز آتے ہین

جنس اعلے سے ہے ازرون متقابل اسفل
ایک ہی نرخ مین محمود و ایاز آتے ہین

کوئی مر جای کہ جیتا رہی ای بزم حزین
وہ بھلا کب ستم و ظلم سی باز آتے ہین

سختیان جھیلو نہین کیونکر سیکڑون
ایکدل میرا ستمگر سیکڑون

یا خدا ہو عشق کا خانہ خراب
اس نے ویران کر دیے گھر سیکڑون

اوسکی چشم شوخ کی گردش کہان
کہائے پلٹے گو سکندر سیکڑون

کس قدر آباد ہے راہ عدم
جاتے ہین لشکر کے لشکر سیکڑون

اچھی اچھی صورتین اللہ نے
کیون مٹا ڈالین بنا کر سیکڑون

نالہ اپنا دور چرخ اون کا خرام
روز دکھلاتے ہین محشر سیکڑون

بزم مین لینگے ساقی کوثر سے ہم
روز محشر جام کوثر سیکڑون

عاشق اپنے گھر کے نہ کوی تہانکے ہین
کھلتا نہین کہ یہ ستوطن کہانکے ہین

ہنگامے جسکے ظلم سے آہ و فغانکے ہین
شاید حضور چاند اوسی آسمانکے ہین

کہتے ہین دلکے داغونکو کسکی عطا کہون
سب مجھسے پوچھتے ہین یہ تحفے کہانکے ہین

دیکھا نہین تبھی تو نکاہین اوس جگہ کبھی
ای ہم تو جہانکا ہی ہم بھی وہانکے ہین

پروانے کہتے ہین مرے داغونکو دیکھکر
روشن ہین چراغ یہ جس دو مانکے ہین

دبتے نہین وہ بعد فنا بھی زمین سے
جو خاک مین ملای ہوی آسمانکے ہین

اے چرخ حال پوچھ نہ فردوس شہر حسن کا
سنتے جہان جواب تری کہکشانکے ہین

بھیجا ہوا کسی صنم دلنشین کا ہے
آنکھون پہ پاون قاصد اشک روانکے ہین

تیر انشانہ بچ نہین سکتا جو ای اجل | ترکش مین تیری تیر یہ کسکی کمانکے ہین

ای چرخ اپنی چال سے دہوکا نہ مجکو دی | پہچانتا ہون خوب یہ فتنے جہانکے ہین

حصہ ہی خال گوشۂ ابرو کا تخت دل | سامان آج دعوت زاغ کمانکے ہین

لوٹین ہون تربتونکے کہ تجنے مزار کے | سب نقش پا مسافر عمر روانکے ہین

پہانسی ہو یا قضای معلق ہوای فلک | لٹکے کسی کے گیسوی عنبر فشانکے ہین

سنئے نہ حال تشنگی آب تیغ کا | چبھ جاینگے جگر مین یہ کانٹے زبانکے ہین

ململ کی کرتیون سے نمایان ہین چہاتیان | کیا کیا نئے حباب اس آب روانکے ہین

پردیسیونکی قدر ہو پر یہ نہین کسطرح | اک آدمی وہانکا نہین ہم جہانکے ہین

پہلے سے بہی عزیز ہین کیون تجکو ای گل | ای عندلیب پہول یہ کس باغبانکے ہین

کس سے معاملہ کرین دین کسکو نقد جان | یوسف اگر ہین آپ تو کس کاروانکے ہین

آنکھون مین جان سینہ کو جگر آگیا ہی کیون | کس نے طلب کیا ہی ارادے کہانکے ہین

اس کشمکش مین تار نفس ٹوٹ جایگا | جھٹکے غضب علاقۂ زلف بتانکے ہین

ای بزم آئے آگرہ مین رامپور سے
اب دل ہی خوش کہ سامنے جلسے یہانکے ہین

بالون سے جان آتی ہی ایجان جان مین | ہے زیست کا مزا تری میٹھی زبان مین

جس دن سے گم ہوا تری جلوہ کے دھیان مین
دلکا پتہ نہین ہی زمین آسمان مین

سرگوشیان حضور سے کرتی ہی میری آہ
اغیار جانتے ہین کہ بجلی ہی کان مین

روتا ہون خون آہون کے شعلے بلند ہین
دیکھی شفق زمین مین آگ آسمان مین

قد دوتا سے پھر گئی شاید تری نگاہ
آتا نہین ہی تیر کوئی اس کمان مین

کسکو سنائین یار نے کوٹھے سے گالیان
اوترین فلک سے آیتین کسکی شان مین

سب سے رنگ زرد کے دیکھکر انکو ہوا اداس
طاقت ہنسانیکی نہین ابن زعفران مین

دشت ستم مین تشنگی قتل کیا مجھے
چھالے ہین میرے پاؤن مین کانٹے زبان مین

ہوتے ہین جب وہ نالۂ زنجیر سے خفا
کہتی ہین بیڑیان ہی کچھ اپنی زبان مین

کس ناتوانکو سینہ سے لپٹا لیا ہی آج
زردی نئی ہی آگئی انگیا کی پان مین

سوسن کا پھول داغ جگر بنگیا ہے کیون
چٹکی کسی نے لی تو نہین انکی ران مین

ای بزم بوسہ لب شیرین سے فیض کے
شیرینی آگئی ہی تمھارے بیان مین

ہستی پہ میری شک گمان ہی گمان نہین
وہ بے نمود ہون کہ پتے کا نشان نہین

خال اونکے روئی صاف پہ مطلق عیان نہین
مصحف مین آیتون کا کہین ہی نشان نہین

کیا ہم رفتگان ملک عدم کا نشان نہین
نقش قدم نہین اثر کاروان نہین

یہ کسطرح کہون کہ دہن مین زبان نہین | لیکن مثال شمع مجال بیان نہین
تیر ستم اودہر ہے ادہر ہے سنان آہ | یا ہم ہی ایکدن نہین یا آسمان نہین
احباب رنگ زرد مرا دیکھکر کڑھے ہے | ایدل ہنسا دی سبکے یہ زعفران نہین
کیا دیکھتے ہو سینہ پر داغ کی بہار | دل جس سے ہو شگفتہ یہ وہ بوستان نہین
گویا کیا ہی شیشہ کو فیض شراب نے | قلقل کی دی رہا ہی صدا گو زبان نہین
تیرے نمک کا شکر ادا کرتا زخم دل | پر ہاے کیا کہے کہ دہن مین زبان نہین
سیری جراحتونکو شفا ہوگی چارہ گر | تا حشر اس ریاض کو خوف خزان نہین
کروٹ بدل سکے ترا بیمار ای مسیح | اتنی ہی جسم زار مین تاب و توان نہین
وہ دل کے ساتھ لیگئے صبر و قرار بھی | ایسا لٹا جہان مین کوئی کاروان نہین
امید وصل ہی نہ کبھی مجکو یاس ہے | کیسے یقین کرون کہ ہر اکدم ہے ہان نہین
انکا خیال ہے دل خانہ خراب مین | آباد کب ہمارا یہ ویران مکان نہین
مکتب مین طفل اشک صفت عمر کی بسر | لیکن زبانپہ ایک بھی معنی روان نہین
غیرونکو میرے سامنے بسمل نہ کیجیے | قابل اس امتحانکے یہ نیمجان نہین
کیون خوف آپکو ہے مرے دل مین آئیے | آئینہ خانہ ہی کوئی ہو کا مکان نہین
جس نے سہے ہون ستم اس چرخ پیر کے | روئے زمین پہ ایسا کوئی نوجوان نہین

سنجر گرد کیا ہے پئے دور آفتاب
واقف فلک کی چال سے پیر مغان نہین

دیوانہ کس کے سایۂ گیسو نے کر دیا
زلف پری سے کم یہ مری بیڑیان نہین

رخسارہ و دہن کا ترے وصف کیا کرین
غنچہ کا منہ نہین ہے تو گل کے زبان نہین

شعلہ کیطرح موج ہوا مجکو تیغ ہے
ای موت سانس لینے کی تاب و توان نہین

یارب اوسے نہین بہی کیا اثر بیخودی ہوا
دامن وہان نہین جو گریبان یہان نہین

وہ بیخبر ہے بادۂ توبہ کے کیف سے
جسکو جہان مین بیعت پیر مغان نہین

ہوتا ہے آشکار یہ مژگان و چشم سے
مرد قفس مین بند ہین یہ پتلیان نہین

ہو کسطرح سرور کی کمظرف سے امید
خمخانۂ فلک مین مئی ارغوان نہین

ای بزم نکتہ سنج ہین اس بزم مین تیرے یکتا
اہل کمال سے ابھی خالی جہان نہین

درد و غم و رنج و الم کچہ تن بیجا مین نہین
ایک مہمان بہی اس خانۂ ویرانہ مین نہین

مبتلا کونسا دل الفت مژگان نہین
نیش عقرب کے خلش کسکی رگ جان نہین

اپنی تقدیر مین ہے رنگ خزان ای بلبل
فصل گل آئی مگر اک پہول دامان مین نہین

شعلۂ آہ کی گرمی سی پہکا جاتا ہون
کوئی دوزخ تو مری سینۂ سوزان نہین

موسم گل تہا یہ آپس کا لڑانے والا
چوٹ چلتی کبہی اب دست و گریبان نہین

عشق آئینۂ عارض مین یہانتک رویا / ایک آنسو بھی تو اب دیدۂ حیران مین نہین

تشنہ کامان شہادت کو جو کردے سیراب / اتنا پانی بھی ترے خنجر بران مین نہین

اوسکی تلوار مین ہے لطف حیات اور ممات / یہ اثر خضر تری چشمۂ حیوان مین نہین

کیا سبب ہے جو کئے مرتے ہین عشاق وفن / آب خنجر تو تری چاہ زنخدان مین نہین

باغ کو اس دل پر داغ ستی نسبت کیا ہے / ہمنے وہ پھول چنے ہین جو گلستان مین نہین

درد دل کا مری اب کون ہے سننے والا / ہمدم ایک قیس تہا اب وہ بھی بیابان مین نہین

خون ناحق کا نشان کچھ تو بتا اے قاتل / تیرے دامن مین نہین ہے تو گریبان مین نہین

تجکو حاصل ہوئے ہے جو پیچ وہ بل ای [illegible] / سنبلستان مین نہین زلف پریشان مین نہین

کس سے نسبت تجھے دون اے مری تیرہ بختی / یہ سیاہی تو کسی کی شب ہجران مین نہین

ہر طرف خاک کے انبار نظر آتے ہین / کچھ بھی حسرت کی سوا گور غریبان مین نہین

تیرے کشتونکو ملی خضر کی عمر اے قاتل / آب حیوان بھی کہین خنجر بران مین نہین

نہرین اشکونکی ہین گل داغونکے سرو آہونکے / کونسا رنگ چمن کلبۂ احزان مین نہین

کس سے بہلائین دل اس حجتن غم مین اے ہمدم
قیس و فرہاد بھی اب کوہ و بیابان مین نہین

جسکو سب اہل زبان مہر و وفا کہتے ہین / آپکی بولی مین کہیے اوسے کیا کہتے ہین

دل ادہر پہڑکتا ہی کہ وہ دیکہیے کیا کہتے ہین

حکم رونیکا شب ہجر جو ہم دیتے ہین — جوش طوفانکی خبر دیدۂ نم دیتے ہین

اپنے سائل کو نیا رخت صنم دیتے ہین — بدلے کملی کے گلیم شب غم دیتے ہین

گو شب ہجر مین وہ رنج و الم دیتے ہین — بسری اوقات سے لیکن تجہے کم دیتے ہین

در مقصود سے بہر دیتے ہین وہان طلب — ابر نیسان کیطرح اہل کرم دیتے ہین

کیون طلب جانکی ای جا بجہان ہے مجہسے — پہر وہ سے لیتے نہین جو اہل کرم دیتے ہین

تیری رفتار بتاتی ہی نشان ہستی — خبر ملک عدم نقش قدم دیتے ہین

رکہے ہیبت کا کیے دیتے ہین سب پر اظہار — کیا ندامت مجہے یہ دیدۂ نم دیتے ہین

بلبلین کیون تری رفتار پہ ہوتی ہین فدا — کیا شمیم گل تر نقش قدم دیتے ہین

سرمۂ چشم بصیرت جو طلب کرتا ہون — لیکے چٹکی مین مجہے خاک قدم دیتے ہین

یہ بہی دیتے نہ اگر اون سے شکایت کیا تہی — شکر کرتا ہون جو وہ نعمت غم دیتے ہین

تیری رفتار بتاتی ہی رہ ملک عدم — ہمکو منزل کا نشان نقش قدم دیتے ہین

کون ہی لخت دل فاطمہ سا دریا دل — ایک آنسو کی عوض باغ ارم دیتے ہین

غافلو عالم ہستی مین نشان قبرونکے — خبر منزل ارباب عدم دیتے ہین

علم آہ حزین شاہی کوہ و صحرا — حضرت عشق بڑا جاہ و حشم دیتے ہین

زاہدونکو خم ابرو جو نظر آجائے
تو ابھی سر تہ محراب حرم دیتے ہین

جن بتونپر ہی فدا جان تصدق دل ہے
شان اللہ کی ہی وہ ہمین غم دیتے ہین

دشت وحشت مین کسی خار کا ممنون نہین
کیا ببولونکے مزار پر قدم دیتے ہین

اپنے خود مطلبون سے بات مین کب کرتا ہون
آپ سمجھے ہوئے ہین مجھکو یہ دم دیتے ہین

طالب وصل ہون مین اونکا وہ ہین طالب جان
مین اونہین دیتا ہون دم وہ مجھے دم دیتے ہین

بت کبھی مار کے ہین اور جلاتے ہین کبھی
اپنے کشتونکو نیا روز جنم دیتے ہین

بوسہ کیا چیز ہے انکار ہے تمکو جس سے
جان بھی مانگئے تو اہل کرم دیتے ہین

خواہش وصل مین وہ عذر وہی اونسے آتا ہی مزا
کیا سمجھتا نہین ہین مجھکو وہ دم دیتے ہین

جان و دل لینے کی رہتی ہین تقاضے ہر روز
پر کبھی منہ سے نہ نکلا کہ یہ ہم دیتے ہین

بوسہ تو قسمت عاشق مین کہان لکھا ہے
یہ غضب ہے کہ وہ دشنام بھی کم دیتے ہین

یہ بری لوگ ہین اللہ بچائے ان سے
غیرون سے ملنے کی ہم تمکو قسم دیتے ہین

باندھکر لائے ہین ہم اونکی کمر کا مضمون
زندگی مین خبر ملک عدم دیتے ہین

کیون نہ بیداد گری مین ہو وہ مشہور استاد
غیر اونکو سبق مشق ستم دیتے ہین

نگہ مہر بھی اب مجھسے پھری رہتی ہے
غم تو سستا ہی بہت کیون مجھے کم دیتے ہین

یہ وہی دل ہے خریدار تھے پہلے جسکے
مفت لیتے نہین اب تمکو جو ہم دیتے ہین

درہم داغ و پوشاک زرزردی رخ | سیمتن اپنے گلا کو یہ رقم دیتے ہین
اس ہوا سے نہین کہلنے کا مرا غنچۂ دل | بزم کو آپ عبث وصل کا دم دیتے ہین

تنگ آغوش مین لیتا ہون جب اونکو ہی بزم
سسکیان بہرتے ہین رو رو کے قسم دیتے ہین

ہم ازل سے ہین تری چشم کی بیمار نہین | مرض عشق پسند آیا ہے آزار نہین
آندہی آتی ہے گھٹا شور کی ہے منہ زور نہین | پہول اوڑتے ہین بہار آئی ہے گلزار نہین

رنگ پہولون نے کیا ماندہ ہے اوبہر لہون | ہمنے گلدستے نہ دیکھے کبھی رد نہین
مرگ دشمن پہ تجھے رشک ہے کیونکر آئے | وہ پریزاد ہے شریک اوسکے عزادار نہین

شور فریاد تہا زندان مین جو شبکو ہی شوخ | کس کے مرنیکا یہ ماتم تہا گرفتار نہین
تجہسے کیون بوہی وفا آئی ہے مجکو ہوس مرگ | میری تربت پہ کئی ہین کیا پہول ہے ترہار نہین
ملگئی عمر ابد ابروونکے کشتونکو | ای پری آب بقا ہے تری تلوار نہین

رخنہ بندی جو حضور آپکو ہے مد نظر | آنکھین بیشانونکی جڑ دیجئی دیوار نہین
ڈر یہ ہے ریش مبارک نہ گلابی ہوجائے | شیخ آتے ہوئے گہبراتے ہین میخوار نہین
سرخ پوشاک پہنتے ہین جو اتنا گلچین | رنگ لایا ہے لہو کس کا یہ گلزار نہین
دشت مین غل ہے مری دیدہ پیمائی کا | شور ہے آبلہ پائی کا مری خار نہین

حالت گریۂ غم پوچھیئے ای بجز جمال | جوش ایسا کبھی دیکھا نہین فوارو نہین

کوئی جز حسرت و حرمان نہین سنتای بزم
یہی دو ایک ہین مجھ زار کے غمخوار و نہین

سن لیا ہی جب سی نام قیصر ہندوستان | گوہر تاج فلک ہی اختر ہندوستان

کیون دوبالا ہو نہ قدر کشور ہندوستان | جب کو ہین دکنڈیا ہو قیصر ہندوستان

جب سی سکہ قیصر ہندوستان کا ہو گیا | صرف منہ سی ہی سوا سیم و زر ہندوستان

سکہ شاہنشہ آفاق کا اللہ ری فیض | کیمیا گر بنگیا ہی زرگر ہندوستان

ہو گیا گوہر فشان تہنیت دربار مین | آنکے ہر سردار والا گوہر ہندوستان

قیصری دربار کی تصویر زیبا کھینچکر | طعنہ زن مانی پہ ہی صورتگر ہندوستان

ہین سر پر حکمرانی پر جناب لیسٹری | زینت دربار ہی ہر سرور ہندوستان

ہین گورنر آفتاب آسمان برتری | لشکر انجم سی بڑھکر لشکر ہندوستان

وصف کرتے ہین شجاعان ولایت مدام | یکزبان ہو گئی تیغ و خنجر ہندوستان

قیصر ہندوستانکے آئینہ دار و نہین ہی | ہو کوئی بالفرض اگر اسکندر ہندوستان

نظم کرکے لائی ہین اس بزم مین ای زخم
شاعرانہ نذر جشن قیصر ہندوستان

اگر اصلاح تحریر مقدر پر وه مائل هو | تو حق یه هی که خط تقدیر بهی خط باطل هو

انهین منظور هی یه آج مقتل رشک محفل هو | چلین ساغر شراب هو نکی اور رقص بسمل هو

امید وصل کیا هو اوس سی ای دل آرزو کیسی | بهلا حسن رشک لیلی کا حجاب شرم محمل هو

نظر آتا هی جسم اضطراب تیری گرد و پیش | گمان هوتا هی شاید یه مری بیتابی دل هو

نگاه شوخ سی دیکهون شهیدی ابرو کو | کبهی یه طائر قبله نما بهی مرغ بسمل هو

طلب وصل نی کیا بیک اجل آیا هی لینی کو | سفر هی پر خطر دیکهین کهان آج اپنی منزل هی

سهی لاکهون ستم تیری همارا ضبط بهی دیکها | جو هم آه آتش کر بیٹهین تو پهر چرخ مشکل هی

بجز دو قرص نان هی مه و خورشید اور بهی کچهه | کوئی دنیا مین ای گردون دون کیا شامل هی

کیا قتل اوس نی مجهکو اور عمر جاودان بخشی | الهی تا ابد آباد دنیا هو وه قاتل هو

کسی کی دست بوسی سی حنا بهی رنگ لائی هی | کهو اوس سی لگا کر خون شهیدون مین داخل هو

لگایا هی وه کاری زخم دل سی بزم کی اچهو
ترقی پر الهی زور دست قاتل هو

نه مین وحشی هون تو هوش سی بیگانه هو | جسکو تسلیم کری عقل وه دیوانه هو

مین هولن یا غیر تری عشق مین دیوانه هوا | قابل سیل بلا کوئی تو ویرانه هو

هجر مین صورت مقتل مجهی میخانه هوا | چشم مریخ فلک نظر مین پیمانه هو

طالب بنیت اگر زلف کا دیوانہ ہو
بالو نہین پنجۂ مژگان پری شانہ ہو

دلکو ہے نشو و نما کشت شہادت مین بسنا
سبز آب دم خنجر سے مرا دانہ ہو

لب شیرین کا تصور جو ہو زندان مین مجھے
دہن مور مین زنجیر کا ہر دانہ ہو

مین ہون اسمین کہ کوئی اور ہی ہو اسمعر خوان
جسکو بانو نہین اوڑا وہی پروانہ ہو

جوش وحشت مین خموشی کی جو تعلیم کرون
خار صحرا کی زبان پر مرا افسانہ ہو

دشت عرفان مین نہین خاک اوڑانا آسان
کوئی بہلول سا دانا ہو تو دیوانہ ہو

ہند کے زلف بتان ہی ہو برہمن جسکا
یا الٰہی دل آشفتہ وہ بتخانہ ہو

تم جو لکھواؤ مری حق مین بھلا ہو کہ برا
صاف نقل خط تقدیر وہ پروانہ ہو

سخت جانی جو مری لیکے سو ڈھونڈین ہاتھ
سانپ کا دانت ہو خنجر مین جو دندانہ ہو

نازنینون کا جو قبضہ ہو دل حیران پہ
ای فلک شیشہ محل آئینہ کا خانہ ہو

نالۂ درد جدائی جو کبھی سن پائین
سبزۂ گوش بتان رنگ سے بیگانہ ہو

آبرو ہو گئی اس عہد مین ایسی بیقدر
نہ چگے ہنس بھی موتی کا اگر دانہ ہو

شیشۂ چرخ جہان توڑین ہم ای پیر مغان
پھر بیابان ازل ہو تو وہ میخانہ ہو

اپنے آنے سے وہ بھیجے پہلے مری پاس
ای شب غم جو ترا موت سے یارانہ ہو

جان بلب ہین شب ہجر کی تاریکی سے
کاش بجلی ہی سے روشن سیہ خانہ ہو

قیمت وصل نہین نقد شہادت لیدا
ہو اگر گنج شہیدان بہی تو بیعانہ ہو

حشر مین کاش مجہے اونکے حوالے کردین
دادخواہی کی خطا پر بہی جرمانہ ہو

دل بیتاب کو روکے ہوے رہنا للہ
بزم جانان مین جو ای بزم آرا جانا نہ ہو

(ردیف ہای ہوز)

تیرا جلوہ دیکھکر رہجا ہی ششدر آئینہ
بیخودی مین ہوا ہی جامے سے باہر آئینہ

ہی غبار رشک کے باعث مکدر آئینہ
اوسکو منہ دکھلائیگا کیا خاک تہر کر آئینہ

دیکھ لے اوس ماہ کا گر روے انور آئینہ
آرسی ہو جوشش غیرت سے گھٹ کر آئینہ

آبرو کہوئی بنا کر ای سکندر آئینہ
کوڑیون کے مول اب بکتا ہے در در آئینہ

ہو گیا میرا رقیب اب ای ستمگر آئینہ
تیرے آگے سے نہین ہٹتا گہڑی بہر آئینہ

کہلگیا اس سے یہی مطلب جواب صاف ہے
لاتا ہے خط کے عوض میرا کبوتر آئینہ

دہو ہی ہے اشک ندامت نے مری فرد گناہ
صاف ہو کر بنگیا عصیان کا دفتر آئینہ

ہر کے اہل زر کی کب دست ہوس کوتاہ ہو
ہے سر اک پر قبضہ دست سکندر آئینہ

سبز خط اونکا اگر دیکھے نہ لائے تاب ضبط
مثل طوطی بول اوٹھے اے دل اسقدر آئینہ

روز خودبینی کا پڑہتے ہین سبق اس سے حسین
ہے مگر استاد انکا ای سکندر آئینہ

یہ صفا کاری بہی اک دہوکے کی ٹٹی ہی فقط
قلعی کہل جائیگی جو نکلیگا گہر سے باہر آئینہ

اس بہانے مین بہی ہین پیچ چرخکی آرائشین
ہر ستارہ آرسی ہی ماہ بنو رد آئینہ

وہ عجب صورت ہے خلوت مین مجھے آئی نظر
ہاتھہ مین کنگہی تہی اور رخ کی برابر آئینہ

وہ سکندر کی ہی صنعت اور یہ جم کا طلسم
ہر تہیے مین ہین برابر دونون ساغر آئینہ

جلوہ کو ہین مثل جام جم آتا نظر
دل کا عاشق کے بنا تا گر سکندر آئینہ

رشک آیا دیکہکر اپنی برابر کا حسین
توڑ ڈالا یار نے غصے مین آکر آئینہ

جام مین بادہ ہے اور بادہ مین عکس روئے یار
ماہ مین ہے آفتاب اور اوسکے اندر آئینہ

دیکہکر گیسو و رخ اوسکا یہ ہوتا ہے گمان
رکہہ گیا ظلمات مین شاید سکندر آئینہ

سیر کو نکلے ہی اسد رجبہ ہے ہو دفن اسی مین
ہو گیا شہر خموشان مین بہی گہر گہر آئینہ

اپنی اس حیرت زدہ صورت پہ اترائی نہ وہ
سامنے اوسکے آئے منہ کو دہو کر آئینہ

دیکہہ لیتا آرسی تیری اگر ای ماہرو
چور ہی کر ڈالتا اپنا سکندر آئینہ

دل مکدر ہی صفا ظاہر مین ہی لوگونکا حال
گہر کے اندر ہے خس و خاشاک باہر آئینہ

ہی یہ صورت اور پہر لب پہ نہین دعوے کا ذکر
آج ہم سمجھے کہ ہان ہے اہل جوہر آئینہ

کسکے گہر جا کر رہی شبکو پریشان گیسوون مین بال
دیکہئے صورت تو اپنی آپ لیکر آئینہ

اپنی صورت پر سے ہین گم یہ وہ عاشق اندنون
کیون جدا ہوتا نہین آنکہ کی سمجہ بہر آئینہ

جس نے دیکھا عکس شمشیر علی دو سو گیا
بنگیا تھا سایہ تیغ دو پیکر آئینہ

اوسکا جلوہ دیکھکے کیونکر چھپاتا پھرتا ہے سکا
تیری پہلو مین تو ہی بہتر سی بہتر آئینہ

عدل کا بازو احمد کی کہون کیا حال تم
سے ہے ہر اک پر قصہ باز و کبوتر آئینہ

(ردیف یای)

سجدہ کا عوض پاؤنکی ٹھوکر تو نہین ہے
سر ہے تری دروازہ کا پتھر تو نہین ہے

کیون اسمین ہو جاتے ہین دیوانے گرفتار
زنجیر جنون زلف معنبر تو نہین ہے

کیون زیر لحد جلوہ جاناںکا ہو مشتاق
چھاتی پہ مری طور کا پتھر تو نہین ہے

بلبل جو بنا ہے دل بیتاب اسی کا
داغ غم احباب گل تر تو نہین ہے

کس طرح مری آئینہ دلکو وہ چھپین
حاصل مجھے اقبال سکندر تو نہین ہے

آپسمین کٹے مرتے ہین عشاق زنخدان
اس چاہ مین آب دم خنجر تو نہین ہے

ہر روز جواب وصل کی ٹھہرے ہے الٰہی
خورشید مرے بخت کا اختر تو نہین ہے

ادنی سے اشارے مین ہو جاتے ہین سب ذبح
ابرو جسے کہتے ہین وہ خنجر تو نہین ہے

کیون سوے حرم سجدہ کیا کرتے ہین زاہد
سر پھوڑنے کو کعبہ کا پتھر تو نہین ہے

فرقت مین گلا کاٹنے سے منع کرے کون
منظور مجھے وصل تن و سر تو نہین ہے

مانا کہ ہے کچھ کچھ قد موزون سے مشابہ
پر سرو چمن تیری برابر تو نہین ہے

کسطرح اوٹھے روز شب ہجر کی سختی
ایجان یہ دل ہے کوئی پتھر تو نہین ہے

دیوانہ نہین چاہو جو اون دشمن جانکو
کچھ زندگی اپنی مجھے دوبھر تو نہین ہے

رنج آگے رہے اسمین کہ غم اسکا گلہ کیا
ایجان مرے دل مین ترا گھر تو نہین ہے

کیا دور فلک ہو تری رفتار سے ہمسر
فتنہ ہے مگر فتنۂ محشر تو نہین ہے

ساقی مری آنکھون مین بھر آئے ہین کیون اشک
خالی کوئی میخانہ مین ساغر تو نہین ہے

دامن جو بچاتا ہے مری خاک سے ہر بار
وہ آئینہ رو مجھسے مکدر تو نہین ہے

موجود صراحی بھی ہے ساغر بھی ہے می بھی
کیا لطف کہ پہلو مین وہ دلبر تو نہین ہے

آزردہ ہوے جاتے ہو کیون بیٹھے بٹھائے
کچھ خیر ہے منظور نہین شر تو نہین ہے

دل میرا کہا مانے نہ مانے تجھے کیا کام
ایجان تری حکم سے باہر تو نہین ہے

دریا سے سرشک اسکو بہا دے تو عجب کیا
کچھ خانۂ تن سد سکندر تو نہین ہے

خود چاہتے ہین ہم دل مضطر کو دبانا
پر صبر کی سل ہم کو میسر تو نہین ہے

کوہکن نے گلا کاٹکے دی جان پر ایدل
احسان کسی کا مری سر پر تو نہین ہے

اعجاز کا چلتا ہے چلن نامہ بر یار
لایا ہے صحیفہ یہ پیمبر تو نہین ہے

کیون خواہین ہی تنا کیا کرتی ہوی برہم

کیسہ مین پر مرغ نوا گر تو نہین ہے

مر کے دیوانہ سرو قد دلدار رہے — طوق مین قمری کی مانند گرفتار رہے

جان اور دل سے مرا اک تیرا خریدار رہے — بڑھ کے یوسف سے تری گرمی بازار رہے

آدمی موت سے غافل نہ ہو ہشیار رہے — خوب ہے گور گڑھا سے پہلے سے تیار رہے

لطف دیدار و شہادت کا تبا ای یار رہے — سینہ زانو کے تلے حلق پہ تلوار رہے

سرخرو تا بہ ابد خلق مین ای یار رہے — خون عشاق سے رنگین تری تلوار رہے

ایک گردش مین سدا صورت پرکار رہے — چین سے ہم نہ تہ گنبد دوار رہے

تیری امت کی سدا گرمی بازار رہے — یا نبی حق انہین بندونکا خریدار رہے

رات بہر سینہ پہ یہ مصحف رخسار رہے — ای صنم وصل مین اخلاص سے پیار رہے

بار غم نے پس مردن بہی پیچھا چھوڑا — خاک حسرت کی مری قبر پہ انبار رہے

جامہ جسم ترا لوہی وفا بس جا کر — تیر سے ہو لو نکا گلے مین جو تری ہار رہے

طور پر حضرت موسی کو دکہایا جلوہ — ہمین محروم تری دید سے ای یار رہے

رند لیجائینگے زاہد اسے صافی کرلیے — ہاتہ کٹوا دین جو کل سر پہ دستار رہے

یا مرادل ہی برا جو نہ کسینے پوچھا — یا نہ اس جنس کی دنیا مین خریدار رہے

وہی ناداں ہے دنیا مین رہا جو غافل — وہی عاقل ہے جو اس خواب مین بیدار رہے

دور ہون پر ہے خیال آپکا مجھسے نزدیک
آپکو بھی تو ذرا پاس دل زار رہے

جب تو خاصان خدا دیا دنیا کو طلاق
نہ ہی ہوکے کسی کی نہ یہ مردار رہے

تشنہ کامان شہادتکو جو کردے سیراب
آب اتنی تو تری خنجر خونخوار رہے

وار گردن پہ کرو وہ کہ نہ تسمہ بھی لگا
کچھ اوترتی ہوئی سینہ سے بھی تلوار رہے

کس طرح آئے یقین خلد کی ملنے کا ہمین
جبکہ دنیا نہ ملی لاکھہ خریدار رہے

ناتوان عشق ہین اوس گل کے ہوے ہم سرچند
دیدۂ دشمن بدبین مین مگر خار رہے

رشک کی آگ مین ہمسے نہ جلا جائیگا
ہم نہ آئینگے اگر بزم مین اغیار رہے

بے نقاب آج سر بزم وہ شوخ آتا ہے
اب خدا رکھے تو پہلو مین دل زار رہے

توڑ دے رشتۂ جان بھی مرا دست جنون
جامۂ جسم مین باقی نکوئی تار رہے

حسرت دید مین جھپکین نہ ہماری آنکھین
تارونکی طرح شب ہجر مین بیدار رہے

پوچھو عصیانکا مری کاتب اعمال سے حال
ایکدن کو بھی محرر نہ یہ بیکار رہے

گلشن حسن مین رکھے نہ قدم بیگانہ
سبزۂ خط نہ قریب گل رخسار رہے

دختر رز کی محبت مین چلی جان بھی چرخ
دامن ابر کفن کے لیے تیار رہے

نہ چھپا کاتب اعمال سے احوال بشر
ہیں یہ ایک ایک کی دو دو یہ خبردار رہے

چرخ نے باندھی تو تیرے ستانے پہ کمر
ذرا آہ دل سوزان سے خبردار رہے

ہم کب آئے ہیں کہ بازار جہان خالی ہے
کوئی یوسف ہی رہا اب نہ خریدار رہے

آج دو تیر وہ لاتے ہیں نگاہوں کی ہمراہ
دل سے کہدو کہ جگر سے بھی خبردار رہے

دختر رز نہیں آسیب پری سے کچھ کم
بند شیشہ میں یہاں بہتر ہے ہشیار رہے

چھین لے ای دل بیتاب مزہ ہیں آنکھو
ہوش میں بھی کوئی کہدے کہ خبردار رہے

حشر کو کیون نہ تمنا ہو تری ٹھوکر کی
پڑ رہے جب صور پازیب کی جھنکار رہے

جیتے جی گلشن جنت کی فضا حاصل ہے
جا کے جو باغ نجف میں کوئی بیدار رہے

کوئی منصور سے حق کہنے کی پوچھے تعزیر
جو کہے منہ سے انا الحق وہ سر دار رہے

بعد مردن بھی ہو اوج نہ کم یارو نکا
چار کے کاندھے پہ تا گور بھی اسوار رہے

نشتر صبر و خرد کیون نہ ہو جب دل جائے
بے سری فوج ہی قائم جو نہ سردار رہے

نوک مژگان کی خلش دل میں مزا دیتی ہے
ای کماندار نہیں تیر ونکی بوچھار رہے

سر و بازار سو نقد سخن کا افسوس
جب نہ اس جنس کے دنیا میں خریدار رہے

دل کو آسیب شب ہجر نہ پہونچائے ضرر
پیر سینہ پہ جو وہ مصحف رخسار رہے

ایک حالت میں نہ رہنے دیا گردون نے ہمین
کبھی ثابت رہے ہم اور کبھی سیار رہے

اب تو وحشت کا مکان دشت و جبل ہے گہر
عرش پر لا کو کہیں ایسے اگر بار رہے

ہون وہ بدبخت کہ دنیا میں نہیں جسکا نظیر
کیا عجب مجھسے اگر ننگ کو بھی عار رہے

سو کے ٹکڑونکو بھی سونیکے نوالے سمجھے | ہم تو ہر حال مین خوش ای مرے غفار رہے
ڈال دو پیار سے اگر روز گلے مین باہین | میری گردن مین کبھی تو یہ بنیا ہار رہے
تیرا دیوانہ جو ٹکرای سر اپنا ای بت | در نظر آئین نہ ثابت کوئی دیوار رہے
وہ بھی دل ہو گئے جو آرام سے در رہتے ہونگے | اک مرا دل ہے جسے سیکڑون آزار رہے
کم نجانے کوئی انسانکو بڑے شخص ہین تیغ | جانے کیا کرتے مگر موت سے ناچار رہے
کیا کہین دس محبت مین جو اوٹھاتا ہے مزا | ہمکو آزار رہے بھی تو یہ آزار رہے
کسطرح ہمکو یقین ہو کہ نہ موت آئیگی | دار فانی مین نہ جب احمد مختار رہے
قصد ہے گور غریبان کیطرف اونکا آج | پیشوائی کے لیے حشر بھی تیار رہے
دل مین آتے تو مجھے کیا یہ خدا کا گھر تھا | میرے گھر آؤ تو احسان ای یار رہے
ہم ہوئے یا کہ ہوئے حضرت یوسف ای عشق | کبھی دو چاہ مصیبت مین گرفتار رہے
کیا حسین ملک عدم مین بھی دیکھا ہے آئے | جن سے ملنے کو بشر مرنے پہ تیار رہے
دیکھے اوس طفل برہمن کو جو تو ای زاہد | بدلے تسبیح کے پھر عاشق زنار رہے
اس اشارہ اوٹھاتا ہے مجھے وہ بد خو | آج بیٹھا نکوئی بزم مین زنہار رہے
جب سے لین آپکی زلفونکی بلائین مین نے | جلسے آسیبونکی سر پر مرے ای یار رہے
شیشۂ دل مرا رہنے کے لیے اچھا ہے | جو پری بن کے ترا سایہ دیوار رہے

کشور دل پہ صف آرا ہوئی ہے فوج غم کی
تیر آہون کے چلین نالہ علمدار رہا ہے

بزم کو چھیڑ نہ دینا جو یہ رہے چل پھر
پھر نہ در کوئی رہی اور نہ دیوار رہا ہے

ہمراہ ہو نہیں سوز جگر دیکھتے چلئے
رستہ مین ذرا رقص شرر دیکھتے چلئے

کہتا نہیں مین خون جگر دیکھتے چلئے
دامن کو بچائی ہوئی گر دیکھتے چلئے

بند آنکھین کئے جائیے کیون ملک عدم کو
یہ راہ ہے پر خوف و خطر دیکھتے چلئے

ڈر ہے کہین بن جنبش دامن سے نہ پڑ جائے
ہر دم طرف تار کمر دیکھتے چلئے

ای جذبہ دل کھینچ لے آ دم آخر
حسرت ہے او نہیں ایک نظر دیکھتے چلئے

کانٹا نہ چبھے راستہ مین آنکھین بچھی ہین
سوئے مژہ دیدہ تر دیکھتے چلئے

عشاق کا رونا نہیں کچھ سیر تماشا
پھیلے نہ کہین پای نظر دیکھتے چلئے

ہمراہ سواری ہین گوشہ نشین بھی
للہ کن آنکھیون سے ادہر دیکھتے چلئے

گو قبر سے کچھ کام نہین راہ عدم مین
پر سوت کی خاطر سے یہ گھر دیکھتے چلئے

تاکید حیا کی ہے یہ اون سے دم رفتار
جس سمت ہو کوئی اودہر دیکھتے چلئے

اعضای بدن کہتے ہین ای دم نزع
ہم صحبتون کو وقت سفر دیکھتے چلئے

تیرہ بختی کی شب بسر نہوئی — دوسری رات عمر بھر نہوئی

درد دل کی تو نہین خبر نہوئی — آہ منت کش اثر نہوئی

برق رخ دل مین جلوہ گر نہوئی — نبض موسیٰ رگ جگر نہوئی

پس گیا کون کچہہ خبر نہوئی — کبھی نیچی تری نظر نہوئی

یار کی دید عمر بھر نہوئی — آنکھہ شرمندہ نظر نہوئی

کیا ہنر تجھکو کج کی ہی شاگرد — مجھسے سیدھی تری نظر نہوئی

تیر سے آنکھونکا پڑا الزام — مین ندیدہ ہوا نظر نہوئی

روز کھائے ہزار دلنے زخم — کبھی اس کھانیکو نظر نہوئی

تیری چتون بھری ہی مجھسے — میری قسمت ہوئی نظر نہوئی

نگہہ لطف کی ہی تاب نہین — لنترانی ہوئی نظر نہوئی

گو کہ قلعی کھلی شب غم کی — پر ہوئی چاندنی سحر نہوئی

وعدہ جلوہ کب ہوا پورا — جسکے دن تم تھی وہ سحر نہوئی

کفن آیا نہ جبتلک ای شب غم — شرم سے روبرو سحر نہوئی

مرنسے آر لگے نہ ای شب غم — پھر ہوا کیا اگر سحر نہوئی

شب فرقت نے بسکہ تنگ کیا — گھر مین گنجایش سحر نہوئی

بیخود و نکو کسی کی کیا پروا — تم بہی آئے ہمین خبر نہوئی

حال کہلتا مرا کسی پر کیا — مجہسے واقف مری خبر نہوئی

گالیان دیکے پوچہتے ہو حال — بدزبانی ہوئی خبر نہوئی

چہپ کے یون ہمنے جان دی تجہپر — کہ فرشتونکو بہی خبر نہوئی

دلمین چہپ چہپ کے آگ رہتی ہو — پہر مری تمکو کیون خبر نہوئی

گو نزاکت ہزار کہل کہیلی — پہر بہی ظاہر تری کمر نہوئی

ای پریرو طبیعت شاہان — ہوئی نازک مگر کمر نہوئی

ہوئی باریک بال سی بہی نگاہ — مگر اوس شوخ کی کمر نہوئی

ہو گئی زیست چہاتی کا پتہر — مگر اوس بت کا سنگ در نہوئی

رنج اوٹہانیکے کام تو آئی — سخت جانی مرا جگر نہوئی

زخم دل نے ہزار کی تدبیر — مجہمین اونمین ہنسی مگر نہوئی

توجو ای مہر نیمروز نہ تہا — حشر کے دنکی دوپہر نہوئی

قبر نے سانچے مین بہت ڈہالا — سیدہی قسمت مری مگر نہوئی

لیگئی خاک بہی نسیم اوس جا — ای ہوا تو کبہی ادہر نہوئی

پس کے تنگی سی سرمہ ہو جاتی — قبر کی رات میرے گہر نہوئی

تیری دزدیدہ نگاہون سے عیان ہوتا ہی
ہین یہی چور مرے دل کے چرانیوالے

ناز بردار اوٹھے جاتے ہین سب دنیا سے
زندگی سے ہین خفا تیری منانیوالے

کیا مزا دیتا ہے قاتل تری تلوار کا پہل
سیر ہوتے ہی نہین زخمونکے کہانیوالے

بعد مردن ہے عیان چہرہ سے حسرت ایسی
روئے دیتے ہین مری لاش پہ آنیوالے

جز غم و رنج ہے اس عالم ایجاد مین کیا
دہوکا کہاتے ہین عدم سی لو ہر آنیوالے

بحر ہستی مین نہین مثل حباب انکو ثبات
دل مین کیا سمجھے ہین محلونکے بنانیوالے

کرنہ ای واعظ مکار ریا کی باتین
دام تزویر مین کب ند ہین آنیوالے

یہ کوئی جہوٹی قسم ہی کہ جو کہا جاتے ہین رقیبا
زہر غم کے ہمین دنیا مین ہین کہانیوالے

مثل دنیا ہی عدم ہی کوئی آ کر چھپ کے دیکھے
نام آپکا نہین لیتے ہین جانیوالے

آپکے تیر نہ ٹھہر ینگے مری پہلو مین
دلمین گہر کرتے ہین کسواسطے جانیوالے

جان جبتک کہ بدن مین قبر نہین آتی تہی
خود اوجڑ جاتے ہین اس گہر کے بسانیوالے

دیکھتا حشر عدم والو نہین برپا ہوگا
آج وہ گور غریبان مین ہین آنیوالے

تیرے رخسار کے نظارہ سے ہوتے ہین خشک آنسو
آگ پانی مین یہ شعلے ہین لگانیوالے

دیکھین خورشید قیامت سے لڑے کسکی آنکہ
بے نقاب آج وہ ہین بزم مین آنیوالے

تیرے ارمان مانتے ہین باہر اے دل
یہ نہین عالم امکان مین سمانیوالے

پہلوے غیر مین جا بیٹھے سر بزم ای بزمؔ
درد دے لگے مری سینہ مین اوٹھانیوالے

ہنگام رقص زلف کو چہوڑا نچاہیے
ناداں سمند برق پہ کوڑا نچاہیے

مرجایئے لٹکے یہ ہے زندگی کا لطف
قابو مین یار آئے تو چہوڑا نچاہیے

دیکہو تجہے کہ آئینہ مین ہے تیرے عکس کو
یکجا ہمای حسن کا جوڑا نچاہیے

قلقل کی راہ روکی ہوئی ہے حباب می
ساقی گلوی شیشہ مین پہوڑا نچاہیے

دیر و حرم کے سجدون سے کچہہ فایدہ نہین
پہوٹے ہوی نصیب کو پہوڑا نچاہیے

رنگین میری خون سے کرو دہر اک کفن
سادہ عروس مرگ کا جوڑا نچاہیے

جب رات بہیگ جائیگی سوئے گی کسطرح
شبکو نہاکے بال نچوڑا نچاہیے

ہر گت پہ آپ لوٹتے ہین نقد دل ہزار
کہتا ہے کون ناچ مین توڑا نچاہیے

وہ نقد دلکو لیجکے اب چہینے سی کیا
نازک ہی اونکا ہاتہہ مروڑا نچاہیے

صاحب سوال بوسہ پہ ایسا جواب سخت
یون دل کسی غریب کا توڑا نچاہیے

جب آنکہہ بند ہو گئی ترکی تمام ہے
راہ عدم کیواسطے گہوڑا نچاہیے

ای بزمؔ اضطراب ہے بے سود عشق مین
دامان صبر ہاتہہ سے چہوڑا نچاہیے

بسیں نکلے جو اوس بیوفا کی آئینگی
قسم لون اپنی جوانی سی جا کے آئینگی

خوشی ہے نکہت زلف رسا کے آئینگی
رچی ہے پر تو نہین شادی بلا کے آئینگی

خیال زلف کی آمد کا رتجگا ہے آج
خدائی رات ہے شام بلا کے آئینگی

شب فراق مین مر کر بجائینگے نغلین
ہزارون رکھینگے نوبت قضا کے آئینگی

سفر اوتری ہوئی تھمسی اونکی آتی ہے
خوشی ہے طائر رنگ حنا کے آئینگی

مٹھائی بانٹینگے فرقت مین جانشین انکی
نیاز مانی ہے پیک قضا کے آئینگی

ہماری آہ کی شہرت ہے گھر گلشن اونکا گلکے
ہوا بندھی ہے چمن مین صبا کے آئینگی

ہنسی و لہسن کے بھی گھونگٹ مین تیغ رفتار ہین
غضب ہے چال تری منہ چھپا کے آئینگی

دوہائی دینگے تری اوسطرف کو جا
خبر کدھر ہے سے روز جزا کے آئینگی

سنا ئینگے ہین پیک نفیس یا طلب
یہی تو ڈاک ہے حکم خدا کے آئینگی

ہما پاس وہ تشریف لا ئینگے ای مرزا
گدا کے گھر ہے خوشی بادشا کے آئینگی

چشم نرگس کو ادب حسن کی مستانہ سے دور رہے
مصحف رخ سے ذرا پاس نگہ دور رہے

لینے پائے نہ بلائین تری تعویذ دور رہے
سیکڑون ہاتھ مرے دست ہوس دور رہے

نا نما جو سلاطین نے اوٹھایا سر پر
پادشاہ ہوکے بھی ہم دور سے ہم دور رہے

عرق شرم کے قطرے ہون ستارے شب کو
اپنے جوڑے مین جو تو سلک لآلی باندھے

کھونٹ شربت کی سمجھکر پئے جاتا ہے دل
کوئی کیا اپنی گرہ مین تری گالی باندھے

وعدۂ وصل اگر عالم رویا مین کرو
صدقے ہونے پہ کمر جسم مثالی باندھے

ایک جا کس سے ہون آب دم شمشیر کے وصف
کون شیرازۂ دیوان زلالی باندھے

تیری تیوری کی گرہ کھول سکے کیا معنی
جو شعید نظر سا فکر عالی باندھے

کیون کرے ضبط فغان کوئی تہ سیتی مین
فائدہ کیا جو سر کیسۂ خالی باندھے

تیری آنکھونکا اشارہ ہو تو ہرنون سے سوا
جست کا تار سیری نبض غزالی باندھے

دیکھی نوکر سے جو بیکار کی ہمت افزون
ہاتھ ہر طرفی کینچہ مٹھین بحالی باندھے

لائی ہے لکھنو سے آگرہ مین نکہت زلف
کیون نہ آج اپنی ہوا باد شمالی باندھے

ایک نالے مین پتا بھی نہ لگے گا ای نرم
غیر کسواسطے پھرتا ہے دونالی باندھے

دل نے اک بوند لہو کی جو چھپا رکھی ہے
یہ امانت تری ای دزد حنا رکھی ہے

گرد غم سینے مین ای چرخ لقا رکھی ہے
آتش عشق تہ خاک دبا رکھی ہے

دیر کیون موت نے فرقت مین لگا رکھی ہے
بغل یار مین کیا تیغ قضا رکھی ہے

پاسبان شرم نگہبان حیا رکھی ہے
بیچ مین آپنے دیوار اوٹھا رکھی ہے

دولت عیش ابد بھی وہین کیا رکھی ہے ۔ نگہہ لطف جہان تونے چھپا رکھی ہے

کم نہو نعمت دیدار یہان بھی جو بڑے ۔ تمنے کیون روز قیامت پہ اوٹھا رکھی ہے

روز کچھ ڈھونڈھتے ہین تیر تمھارے آکر ۔ سیری پہلو مین امانت کوئی کیا رکھی ہے

دل خون گشتہ کو للہ ذرا ٹھکرا دین ۔ لاش ہمنے تری دروازہ پہ لا رکھی ہے

آمد یار ہے ای حسرت و حرمان ہٹ جاو ۔ سیری دروازہ پہ کیون بھیڑ لگا رکھی ہے

سانس کو روکے ہو کیون ہے جناب لب جو ۔ کس کے دم دیکھو اتنی سی ہوا رکھی ہے

باغ مین لالہ شفق چرخ پہ دل مین تپ عشق ۔ ہر جگہہ تمنے نئی آگ لگا رکھی ہے

بحر فانی مین ہو کیا قالب خاکی کو ثبات ۔ خام دیوار کی پانی پہ بنا رکھی ہے

دل مین طوفان حوادث کی نکیون ہو آمد ۔ اس محل مین رہ سیلاب فنا رکھی ہے

بادہ خوارون کو ستایا نکرا ای واعظ شہر ۔ پانی پینی کی سزا تونے روا رکھی ہے

گوشہ چشم سی دیکھا تو ہوا دل ٹکری ۔ کیا اسی کونے مین شمشیر ادا رکھی ہے

خواب مین کسنے قدم آکے لیے چوری سے ۔ تیری پازیب نے کیون دھوم مچا رکھی ہے

ملک اغیار سے وہ خون کرینگے میرا ۔ عید کیواسطے منہدی سی لگا رکھی ہے

رکھدیا ساغر می طاق مین توبہ کرکے ۔ آنکہہ ڈرنے کے لیے ہمنے اوٹھا رکھی ہے

صحبت غیر مین گھونگٹ نہ دوپٹہ نہ نقاب ۔ کون سے پردہ مین شرم آج چھپا رکھی ہے

وصل مین یون ہی ساتھہ لپٹکر کیونکر — قبر کیواسطے نیند آج اوٹھا رکھی ہے

پیٹ خالی ہو تو بخت اور جلاتا ہے مجھے — آگ دوزخ کے لیے اسنے لگا رکھی ہے

ذبح کر شوق سی کبتک مین جھکا رہون سر — گردن اسواسطے کیا مینے لگا رکھی ہے

مانگتا ہون جو مین آنکھہ چرا لیتے ہین — چور پہرے مین امانت دہری کیا رکھی ہے

سیج جاوگے جو تم دو دو جگر رو کی گا — اسی دنکے لیے یہ رات لگا رکھی ہے

مانی ہے ایکے محرم مین شہادتکی نذر — جھوٹی منہدی تری یارونے اوٹھا رکھی ہے

تشنۂ حسن کا ہر بار تقاضا کیون ہے — قبر کے پاس امانت کوئی کیا رکھی ہے

پہلے ہی جسنے کیا نقد دل و جان مجھسے — وہ نگہہ اپنی آنکھونے چرا رکھی ہے

غیر تک پہونچی گی کیونکر تری تلوار کی آنچ — ہمنے یہ آگ کلیجے سی لگا رکھی ہے

خم ابرو سی تری سیر نہین ہوتی آنکھہ — تیغ کے گھاٹ پہ یہ ناو لگا رکھی ہے

دولت وصل ملیگی کسی تدبیر سے کیا — میری تقدیر ہی ہمنے چھپا رکھی ہے

سجدے کرتا ہی جبا سایۂ دیوار بتان — اپنی گلی مین ہی ظل ہما رکھی ہے

انکھی ہر اک کو ہی جس سے نہین جنکی نسبت — حق نے اوس سر مین عاشق کی سفار رکھی ہے

یہ بلا کیون نکرے خاکنشینون سے دماغ — آپنے زلف سیہ سر پہ چڑہا رکھی ہے

خضر کیا آپنے اوس تیغ سی گر ذبح کیا — جسنے قبضہ مین ہانتے کی قضا رکھی ہے

عشق ابرو مین توجہ کی ہو کیونکر امید
طاق نسیان پہ مری یاد اوٹھا رکھی ہے

غیر پہلو مین ہین مین عالم تنہائی مین
دل مین اوس شوخ نے خالی مری جا رکھی ہے

بےزبانی کا یہ صدقہ ہے جو وہ چھیڑتے ہین
کچھ خموشی نے مری بات بنا رکھی ہے

چپ نہو باتین کیے جاؤ مزے لیتے ہین
تمنے کیون تہوڑی سی مٹھائی یہ اوٹھا رکھی ہے

وصل کا راز ہے نسیان کے حوالے بالکل
اپنے دل سے بھی تری بات چھپا رکھی ہے

بوسہ مانگا ہے خدا کے لیے کچھ تو کہیے
کیون زبان اپنے دانتون مین دبا رکھی ہے

صبر کی سل نہ ہٹا سینہ سے اے بیتابی
وقت بد کے لیے یہ چوٹ لگا رکھی ہے

جان جب جسم سے گذری تو ملا زاد سفر
موت کے پاس گرو ہمنے قبا رکھی ہے

پیچ زلفون کے ہوئے صرف رقیبون مین تمام
میرے حصہ کی بھی کچھ تمنے بلا رکھی ہے

کس تپ سے یہی پا گئی قیامت کے دن
عمر رفتہ نے نشانی مری کیا رکھی ہے

بنکے تصویر جنون بھی نہین آنے دیتے
کہیے پہچان مری آپنے کیا رکھی ہے

قتل کرنیکے لیے بانکی ادا کیا کم تھی
ٹیڑھی ٹوپی جو اب اے مہر لقا رکھی ہے

دلکو دی آنکھونکی سرمہ نے خموشی کی نوید
باڑھ تلوار پہ کیا نام خدا رکھی ہے

برہم کہتے ہین وہ مدح در دندان سنکر
آب گوہر کی سبیل آپ نے کیا رکھی ہے

وہ گل جو گرم سخن اپنے نیمجان سے نہ تھے
جلے ہوئے تو کچھہ آہ شرر فشان سے نہ تھے

گل بہشت تھی جن روز اونکے نقش قدم
ہمارے داغ بھی کم لالہ جنان سے نہ تھے

اسیر دام محبت نہ ہم تھے جن روزون
شکستہ حال سوا گیسوے بتان سے نہ تھے

ملے ہین خاک مین ہم ضعف کی رفاقت سے
وگرنہ پیچھے کبھی گرد کاروان سے نہ تھے

نئے مزے ہین تمہاری گالیونکے کھانے مین
یہ ذائقے کبھی واقف مری زبان سے نہ تھے

عدو کی ٹھوکرین کھاتے ہین اب خدا کی شان
وہ سر جو دور ترے سنگ آستان سے نہ تھے

پہونچ گئے تری خدمت مین کیونکر اے ہوش
بلند نالے اگر بام آسمان سے نہ تھے

چمن مین پہولے تھے گلہاے ارغوان لیکن
مقابلہ مین سوا چشم خونفشان سے نہ تھے

نظر مین ہین خس و خاشاک کو بھی تول چکا
سبک زیادہ مری جسم ناتوان سے نہ تھے

غرق اب تو ہین دریاے اشک مین اے بزم
ہم آشنا کبھی اس بحر بیکران سے نہ تھے

تصور رخ و گیسوے پرشکن مین رہے
کبھی حلب مین رہے ہم کبھی ختن مین رہے

ترا گلا جو نہان لف پرشکن مین رہا
ہمیشہ طوق کا چاندری گہن مین رہا

مذاق بوسہ جان بخش ہر سخن مین رہے
تری زبان جو مہر مری دہن مین رہی

سوائے دم کوئی رگ مری بدن مین رہی
رہی تو ایک ہی تار پیرہن مین رہی

غبار وادیٔ غربت نکالو دل سے اگر
قبای صبح نہ اوجلی مگر وطن مین رہے

نہ آئی قبر مین بھی نیند بیقرارون کو
فنا کے بعد تڑپتے ہوئے کفن مین رہے

فراق یار دکھائی اگر در اندازی
موافقت کبھی ہم نہ جان و تن مین رہے

پتا ملا نہ کہین ورنہ ڈوب مرتے ہم
تمام عمر تلاش چہ ذقن مین رہے

جلا کے بھی نہ چمکنے دیا زمانے نے
بجھے چراغ کی صورت ہم انجمن مین رہے

ہماری بات نپوچھی کسینے دنیا مین
برنگ سبزہ بیگانہ اس چمن مین رہے

رہین ہمیشہ مین رطب اللسان شکر جفا
لعاب اگر تری تلوار کا دہن مین رہے

بدل لے شیخ رگ جان سے رشتۂ زنار
اگر وہ بت کبھی آغوش برہمن مین رہے

ہمارے دلکو یہ اوجھن کہان سے ہاتھ آئی
بلا کے پیچ تو اوس زلف پرشکن مین رہے

اگر حسینونکو نفرت ہو شوخ چشمی سے
برائے نام نہ وحشت کسی ہرن مین رہے

ہوا نہ آپ سی یا ہر بہار مین کوئی
گل اپنے جامہ مین ہم اپنے پیرہن مین رہے

تم اپنے دست نگارین سے دو اگر مٹی
حنا کے عطر کی خوشبو مرے کفن مین رہے

اگر کسی کے دست بقبضہ ہو تو کیا حاصل
جو دلمین چبھتی وہ نوک بانکپن مین رہے

برنگ بو گل کر ریاض عالم مین
رہے تو ایک ہی رات اپنی پیرہن مین رہے

مٹا دیا مجھے افلاس نے زمانے مین
مرے کمال نہان جامۂ کہن مین رہے

وہ آج باغ مین سو رہینگے دیکھہ ای گلچین
شکن نہ بستر گلہای یاسمن مین رہے

برنگ گرد کدورت تھی شہر مین ای بزم
غبار خاطر صحرا ہو چمن مین رہے

وہ سینہ تنگ اور یہ شفاف ہی بلور سے
یار کے سینہ کو کیا نسبت ہی کوہ طور سے

بار یہ اوٹھتا نہین لب عاشق رنجور سے
ناز اپنے آپ اوٹھوائین کسی مزدور سے

کیفیت درد دل عیان ہو دیدۂ مخمور سے
بادہ کھنچوا جو ساقی زخم کی انگور سے

جلوہ حسن اوسکا افزون ہی چراغ طور سے
نور حسن شدہ کا مشتق ہی خدا کی نور سے

جلگیا یون شعلہ حسن بت مغرور سے
آج تک پھوٹی نہ کونپل کوئی نخل طور سے

عالم ارواح مین تھی آرزوی دید یار
یہ تمنا دل مین لیکر آئے ہین ہم دور سے

سیمتن نقد دل و جان و جگر سب لیگئے
مال مفلس نے زیادہ دید یا مقدور سے

وادی ایمن مین تیری جا کیا ہو کلیم
سیکڑون ٹیلے ہین اوس بت کی گلی مین طور سے

ہجر کی شب کیون نہ جاون سو یکہ ہمراہ مین
میر لینے کو غریب آئی ہی کتنی دور سے

تیری افشان کے ستارے شب کو جب کرتا ہون یاد
انجم چرخ آنکھین ملاتے ہین مجکو دور سے

سنکے درد دل کی کیفیت تشر و کیون ہو
ہی نہی سرکہ جبینی زخم کے انگور سے

چال اوڑائی ہی فلک نے آپکی غماز کی
سیکھی ہی بجلی نے تڑپ سیر دل محرور سے

ایک بوسہ دو تو ہم بھی بار اوٹھائین ناز کا
کام دل خوش کر کے لینا چاہیے مزدور سے

خال ہو حبشی کی چہرہ کا اگر آئے چراغ
ہجر کی شب کو بھی نسبت کیا شب دیجور سے

نیش غم نے سیکڑون سوراخ پیدا کر دیے
دل ہمارا کم نہین ہے کچھہ خانہ زنبور سے

آگے نالونکے مری ہے کیا حقیقت صور کی
ڈھول کی آواز آتی ہے سہانی دور سے

جب نہ پاس آئے تو کیونکر ہم نہ سمجھین لطف یار
جو بڑی شی ہے نظر آتی ہے چھوٹی دور سے

اوسکے رخکا سامنا خورشید محشر کیا کرے
ساق پا جس شوخ کی بہتر ہے ساق حور سے

وہ بھی دن تھے اپنے پہلو مین بٹھا کرتے تھے وہ
اب نہین ہوتی کبھی صاحب سلامت دور سے

باغبان ناسور کے پانی سے سینچا کیا اسے
زخم کی آتی ہے بو ہر خوشہ انگور سے

راہ صعب سلطنت کو لنگ بھی کر دیتے ہین طے
فضل شاہ دو جہان ہو تو چکے کوئی تیمور سے

ہاتھ رکھہ لیتے ہین کانون پر وہ منہ کو پھیر کر
اسقدر اب اونکو نفرت ہے مری مذکور سے

تیری دیوانے تجھے کو دیکھتے ہین ای حسین
کچھہ غرض انکو پری سے ہے نہ مطلب حور سے

مجکو بھیجا جب جہنم مین خدا نے روز حشر
مانگی دوزخ نے امان میرے دل محرور سے

ٹھوکرین کہاتا ہے تیرے تاج فرق عاشقان
تیری نقش پا کو کیا نسبت سر فغفور سے

روز منبر پر کیا کرتے ہین ذکر خلد و نار
دیکھیے زاہد کی صحبت ہے ملینگے حور سے

نوح کا طوفان اوٹھی گا سینے کی تنور سے

خانۂ عیش شب وصل مین جو دل ٹھہرے — حیف فرقت مین خرابی کی وہ منزل ٹھہرے

جلوہ گاہ صنم العشق اگر دل ٹھہرے — گھر خدا کا بت بے پیر کی منزل ٹھہرے

حسن و عشق آج تو ای شوخ مقابل ٹھہرے — تو اگر پہلو مین ٹھہرے تو ہمارا دل ٹھہرے

سر دھری سے تری بزم مین ہم شبکو جلے — بنکے پروانہ چراغ سر محفل ٹھہرے

فرقت اوسکی ہی عذاب اپنے لیے ای محشر — عین دوزخ ہی جو جنت کی بھی قابل ٹھہرے

عقل اور عشق مین ہو ربط بہت مشکل ہے — کیسے مل جل کے رہین تو یہ انمل ٹھہرے

شرر و شعلہ و سیماب ٹھہر جائین مگر — کب یہ ممکن ہے کہ عاشق کا ذرا دل ٹھہرے

دار دنیا مین ہر انسانکا اتنا ہی قیام — جسطرح آکے مسافر سر منزل ٹھہرے

ابتو شوخی سے سوا ہو گیا اونکا حجاب — ایک پل خواب مین بھی آکے یہ مشکل ٹھہرے

روح کو اسکے تڑپنے کی سبب سے ہی سکون — جان قالب مین نہ ٹھہرے جو ہمارا دل ٹھہرے

جان بخشی کبھی عاشق کو کبھی قتل کیا — رشک عیسی کبھی ٹھہرے کبھی قاتل ٹھہرے

تم جو دکھلاؤ ذرا روے کتابی اپنا — چشم تر مصحف رخسار کی منزل ٹھہرے

دیکھیے جسکو تری ابرونکا بسمل ہے — اک نہ مانے کے ہی نیمچے قاتل ٹھہرے

غیر نے تمسے اشارون مین کیا باتین کین — کہین جھگڑے کی نہ ایجان سر محفل ٹھہرے

اپنی عمر اور گناہوں کا کیا جبکہ حساب
جرم انفاس کی گنتی سے بھی فاضل ٹھہرے

آئے دلمین مرے ہیکے جو کسی کا جلوہ
کوئی لیلی ہو کہین پر بھی محمل ٹھہرے

جانیوالون نے عدم کے نہ لیا دم بھی کہین
یہ جو ٹھہرے بھی تو جاکر سر منزل ٹھہرے

مین نہ کہتا تھا جگر تھام کے بیٹھا کیون ای صبا
سیر ہی نالے کوئی فریاد عنادل ٹھہرے

جو ہے کعبہ مین وہی ہے بت مین ای زاہد
کیا تماشا ہے یہ حق ٹھہرے وہ باطل ٹھہرے

صدمہ عشق کا عاشق کو ہے شکوہ ممنوع
درد اعضا مین جو ہو وجع مفاصل ٹھہرے

خال رخسار ترے جلوہ ہو اگر آنکھون مین
ای قمر اختر تابندہ ہر اک تل ٹھہرے

غیر کو گاڑو جو تم مجھکو گرانا ری ہے
مٹھی بھر خاک بھی چھاتی کی لیے سل ٹھہرے

ہو اگر قصد سفر ضعف مین تو صورت نبض
پاؤن جس جا سے اوٹھاؤن وہی منزل ٹھہرے

ہے جہان مین جا انسا ہمدم جو تری ساتھ ای نوح
کون ایسا ہے کہ دم بھر وہ مشکل ٹھہرے

کس صاحب نشور کے منہ مین زبان نہ تھی
اک مجھ ہی پر قصور کے منہ مین زبان نہ تھی

کہتا کچھ اہل حشر سے بیشک اپنا حال
افسوس ہے کہ صور کے منہ مین زبان نہ تھی

دعوی اشتباہ ہی ہے یہ نہین لنترانیان
اور لطف یہ کہ طور کے منہ مین زبان نہ تھی

کیا کیا نہ اور حشر مین آئین قیامتین
اچھا ہوا کہ صور کے منہ مین زبان نہ تھی

کیا چپ ہوئی تو داور محشر کے سامنے ‌ ‌ گویا کہ وان حضور کے منہ مین زبان نتھی

اوس شوخ نے دیا نہ جواب سلام شرم
شاید کہ بر غرور کے منہ مین زبان نتھی

صف محشر مین سارے انبیا اندوہگین نکلے ‌ ‌ شفاعت کو خدا امت کی ختم المرسلین نکلے

بجز سختی اوٹھائی نام تمکین سے کہین نکلے ‌ ‌ تراشا جا جب سے پتھر بار تو پتھر نگین نکلے

یہ حسرت ہے صحیح و صلت یا الہ العالمین نکلے ‌ ‌ اوسے ہر پہلو وہ چاہین او ہر عاشق حزین نکلے

جنہین دانا نہ جانا تہا ہم نے وہ عزلت گزین نکلے ‌ ‌ جنہین نابیجا سمجھتے تھے وہ انجام بین نکلے

ہزار آتش مین ساقی جو بھرا آیا پانی کی ‌ ‌ کسی کا جا کہ ہو اوس کی آستین نکلے

فلک پہونچا گرا ہی وہ سوز اس سے گیا حاصل ‌ ‌ ہزار اہل مضطرب ہو کر جو وہ دلنشین نکلے

عدم مین بھی نظر آئے کسی کے چاہنے والے ‌ ‌ ہزارون عاشق خستہ جگر زیر زمین نکلے

ہزارون آفتین جہلین اوٹھا سیکڑون صدمے ‌ ‌ مگر از حضرت دل آپ پہلو نشین نکلے

وہ رند بادہ کش مین جو حوض کوثر کو دیا خالی ‌ ‌ بڑی مے پینے و آخر مین بھی اک ایمین نکلے

بہار لالہ تھی نکری گئے قاتل جب لیکر ‌ ‌ ہزارون سینہ سوزان مین داغ آتشین نکلے

جلایا خوش دل میرا بہت رسوا کیا اونکو ‌ ‌ خداوندا رقیب روسیہ اپنے کمین نکلے

جو یاد آیا بھی قرقیق تم ہی تو شیخ کا دیوان ‌ ‌ زبان سے اپنی نکلے بھی تو اشعار حزین نکلے

کدورت خاکساروں سے بہلا یہ بہی کوئی ضد ہے
جہاں ہم الفلک جا بیٹھین وہین یہ سرزمین نکلے

گمان تہے ہمکو کیا کیا لیکن اے بت سب غلط ٹہرے
غضب ہے ہم کشتہ دل سے بحر ہم بدخو بد یقین نکلا

نہ پایا دیر و کعبے مین ملے وہ خانۂ دل مین
بہٹکتے ہم رہے اب تک کہین ڈہونڈہا آگے کہین نکلے

پسند آیا ہے غصہ اسقدر اوس شوخ بدخو کو
وہ ٹانکے اپنی چولی مین اگر ماتہے کی چین نکلے

کسیکے عشق مین قلب و جگر پر بہی نہین قابو
ہماری جان نکلے دشمن ہمارے ہمنشین نکلے

خوشا طاقت یہی قوت اوکہاڑے وہ در خیبر
کہ جسکے گہر مین کہانیکو نہ اک نان جوین نکلے

پسند آیا ہے مجکو اسلیے یہ رخت عریانی
کہ آنسو بہی نہ میرے اشکبار آستین نکلے

جگر سے پہول سینہ سے اشک آنکہون سے نالے لب سے
شب فرقت مین سینہ سے نکلے مگر ارمان نہین نکلے

لباس نو پہنکر وہ تجہے خلعت شہادت کا
لہو سے میرے افشان ہو تو حسن آستین نکلے

دل وارفتہ شیدا ہے اک طفل مغنی کا
کرون نالہ اگر وقت سحر تو بہر دین نکلے

بت مغرور کی کوچہ کی رفعت تو اگر دیکہے
فلک تیری بلندی سے بہی کچہ اونچی زمین نکلے

ملے آرام جب ہی ہم زہر دون دار فانی مین
فلک سا کی جہاؤ بہی حسین جان ہو نیسی مین نکلے

غیرت ماہ کی ابرو کا خیال اچہا ہے
الفلک بدر سے تیری یہ ہلال اچہا ہے

غیر کے ساتہہ مسیحائی کو آنا کیا تہا
جاؤ جاؤ کہ برا ہی مرا حال اچہا ہے

دل اگر اپنا بتاو نہین بدلکر دل غیر
شرط ہارن جو وہ کہدین کہ یہ دل اچھا ہے

مرغ دل اوڑ تو نجائیگا جو پہینکین گے وہ تیر
صورت زاغ کمان لیے پر و بال اچھا ہے

ظلم گلچین پہ پری سنگ ستم سے محفوظ
پہول پہل جسمین نہ آئین نہال اچھا ہے

جسکے ماہ رمضان مین ہو مرض مانع صوم
میکشون کے لیے ساقی وہی سال اچھا ہے

نہ تو کچھ کہنے کا موقع ہے نہ کچھ سننے کا
نہ جواب اچھا ہے اونکا نہ سوال اچھا ہے

رنج و ایذا ہی مری واسطے یا راحت ہو
آپ جس حال مین کہدین وہی حال اچھا ہے

خیر و برکت نہین ہوتی جو ملے بے محنت
ہاتھ آتا ہے جو محنت سے وہ مال اچھا ہے

چاندنی دہوپ رخ یار کے پرتو سے ہوئی
ماہ کامل نے صدا دی یہ کمال اچھا ہے

کوئی مرتا نگڑی ہو کے کوئی پہوڑ کے سر
کون کہتا ہے محبت کا مآل اچھا ہے

دل بہی کثرت سے نہ پہنسے نظر آتی ہے جو
دام گیسو سے اک بال کا جال اچھا ہے

کوئی بہی حضرت یوسف سے لگاتا نہین دام
اونکو سب شوق سے لیتے ہین کہ یہ مال اچھا ہے

مجھسے وہ پوچھتے ہین وصل مین کس شوخی سے
اتنوا ہی ہجر کے مارے ترا حال اچھا ہے

رخ روشن سے ہٹایا نکرو زلف سیاہ
طائر دل کے پہنسانے کو یہ جال اچھا ہے

شیخ صاحب کو پلا دیتے ہین گر مفت شراب
کہتے پہرتے ہین ہر اک سے کلال اچھا ہے

پرتو خاک شہیدان سے ہی گلرنگ جہان
غازہ رنگ شفق سے یہ گلال اچھا ہے

الفلک ہم سے بلے دیکھیے گردش روز وہ ماہ
دن پہرین جسمین ہمارے وہی سال اچھا ہے

خوف فرقت سے امید آمد جانا نکی ہی خوب
تجھسے ان ہجر کا ہی شام وصال اچھا ہے

وصل سے دولت حسن اور ہوی اونکی زیاد
صرف سے جو نہ کبھی کم ہو وہ مال اچھا ہے

چڑہکے سینہ پہ مجھے قتل کیا غصہ مین
مہر سے اوس بت قاتل کا جلال اچھا ہے

خاکساری نے دکھائی چمن خلد کی سیر
جام جم سے بہی میرا جام سفال اچھا ہے

بزم اک بوسہ کا سائل ہے نہ کیجیے انکار
صرف جو راہ خدا مین ہو وہ مال اچھا ہے

گردن کا جوڑ ایک ہی ضربت مین گر کھلے
خنجر کا جو ہنر اور تمہارا ہنر کھلے

ای حنا بند محرم زرین اگر کھلے
ہو گی یہ دہوم سونیکی چڑیا کی پر کھلے

کیا کاتب عمل نے لکھا کچھ خبر نہین
تحریر دیکھین دفتر قسمت اگر کھلے

تنگ آگیا ہون ظلم حسینان سے دہر مین
جلدی کہین عدالت محشر کا در کھلے

تابوت میر التحت سلیمان سے کم نہ تہا
تھے سیکڑون حسین جنازہ پہ سر کھلے

زیبا ہے سنہری رنگ پہ چنپئی لباس
پوشاک وہ پہنیے کہ جو جسم پر کھلے

صیاد جا ہی رحم سے احوال عندلیب
فصل بہار مین بہی نہ بلبل کے پر کھلے

پردہ مین خامشی کے چھپا ہو نکا حال
کھلکر کرین جو بات تو عیب و ہنر کھلے

مضمون کمر کا اونکی نہایت دقیق ہے
کہولو سخنورو یہ معمہ اگر کہلے

پردہ نشین ہے عشق مین لازم ہے ضبط ہی
ایسا نہو کہ دل پہ جگر کی خبر کہلے

اندہیر ہو رہا ہی زمانے مین سربسر
بال اونکے جب سے رہتے ہین آنکہون پہ آن کہلے

تربت کی جستجو مین نہ ہو کب سے جہان نورد
منزل اگر نصیب ہو رخت سفر کہلے

رونے مین چشم تر بہی کی تجہسے کم نہین
برسے مقابلہ مین تو ای ابر تر کہلے

ای بزم دل گرفتہ ہمیشہ رہا کیے
افسوس ہے کہ مجہسے نہ وہ عمر بہر کہلے

محو بتان اپنا دل زار رہا ہے
تار نفس رشتہ زنار رہا ہے

ورد زبان وصف خط یار رہا ہے
نغمہ سرا طوطی گفتار رہا ہے

عسرت و افلاس وہ آزار رہا ہے
جسکی دوا شربت دینار رہا ہے

جنس سخن اندنون بیکار رہا ہے
کون بہلا اسکا خریدار رہا ہے

راز شب وصل ہین اسمین نہان
دل نہین یہ مخزن اسرار رہا ہے

آتش فرقت ہے یہ بہڑکی ہوئی
سینہ سوزان کرہ نار رہا ہے

عاشقون مین وہ سیہ بخت ہون
روشنی خانہ شب تار رہا ہے

سبزہ خط آپکے رخ پر نہین
آئینہ پر جدول زنگار رہا ہے

بھول گیے وصل کا وعدہ حضور / کس لیے اقرار سے انکار ہے

دیکھیے داغوں کی ہماری بہار / سینہ ہے یا تختۂ گلزار ہے

ٹھوکریں اُس شوخ کی کھاتا ہے دل / کیا کہی وارفتۂ رفتار ہے

روئے ہیں یاد دُردندان میں ہم / سلک گہر آنسو کا تار ہے

تیر ستم کھا کے میں کب رو دیا / خندہ زنان کیوں لب سوفار ہے

فیصلہ ہو جائیگا مقتل میں آج / سیر اگلا ہے تری تلوار ہے

تم جو چلے کٹ گیے لاکھوں گلے / تیغ ہے یا شوخی رفتار ہے

ملتی ہے کوچے میں تری سلطنت / ظل ہما سایۂ دیوار ہے

فکر ہے کیا آئی جو وحشت میں موت / بہر کفن دامن کہسار ہے

ڈنکے ہیں صحرائے جنون میں مرے / طبل و علم آبلہ و خار ہے

بزم میں یہ ہو بیت یہ ممکن نہیں
مصرعہ یکتا قد دلدار ہے

مخمس بر غزل اماموں مرزا علی حسین صاحب مرحوم
اکبرآبادی متخلص بہ قیصر شاگرد خواجہ آتش لکھنوی

نہ بدہیان ہین نہ زخمونکے ہار کچھ بھی نہین
لہو سے فرش زمین واغدار کچھ بھی نہین
جگر کے ٹکڑے نہ جسم فگار کچھ بھی نہین
شہید غم کا تری یادگار کچھ بھی نہین
نشان قبر نہ سنگ مزار کچھ بھی نہین

زمانہ مین جو فروغ آفتاب کا ہے یہ
کسی حسین کا ادنی سا نقش پا ہے یہ
نہ شام ہے نہ سحر ہین تبادون کیا ہے یہ
کسی کی چشم فسونگر کا شعبدہ ہے یہ
وگرنہ گردش لیل و نہار کچھ بھی نہین

حسین جو ہین ستمگر وہ اسکے مالک ہین
کہو ہزارون مین کھلکر وہ اسکے مالک ہین
ہزار ظلم کرین پر وہ اسکے مالک ہین
برا و بکا ہیں زہے زر وہ اسکے مالک ہین
تجھے تو دل پہ بھی اختیار کچھ بھی نہین

جو لالہ زار ہو تو قابل تماشا ہو
وہ باغ کیا کہ جہان پھول ہون نہ سبزا ہو
یہان وہ شی نہین جس سے کہ دل شگفتہ ہو
ہمارے سینہ کے داغونکو دیکھئے کیا ہو
یہ وہ چمن ہے کہ جسکی بہار کچھ بھی نہین

نہ چرخ کو تشبیہ کیا ہے ذرون سے
کیا حساب تو لا انتہا ہے ذرون سے
خدا سے ہم انکو جو یکسان کیا ہے ذرون سے
تری گناہونکی گنتی سوا ہے ذرون سے
تری کرم کا خدایا شمار کچھ بھی نہین

ڈرا نہ حشر سے واعظ کر اپنا منہ کالا
کہ پڑ چکا مجھے شبہائے ہجر سے پالا
ہزار بار ستارون کو مین نے گن ڈالا
مین ہون فراق کی راتون کا جاگنے والا
حساب مین مری روز شمار کچھ بھی نہین

مدار زیست ہو کس پر کہ سب کو رو بیٹھے
تمام فرش زمین اشکون سے بھگو بیٹھے
بہا کے خون دل آنکھون سے ہاتھ دہو بیٹھے
ہماری پاس ہا کیا جو تھا سو کھو بیٹھے
شکیب طاقت و صبر و قرار کچھ بھی نہین

تخمیس غزل مرزا خادم حسین صاحب رئیس اکبرآبادی

ابر گیسو سر بازار لیے پھرتے ہین
شفق سرخی رخسار لیے پھرتے ہین
خواب خوش مردم ہشیار لیے پھرتے ہین
نشہ آنکھون مین طرحدار لیے پھرتے ہین
داروئے قوت بیمار لیے پھرتے ہین

نہ صدف مین در شہوار لیے پھرتے ہین
نہ کسی آبلہ مین خار لیے پھرتے ہین
سچ بتا دین جو ہم اے یار لیے پھرتے ہین
جسم لاغر مین دل زار لیے پھرتے ہین
قفس مرغ گرفتار لیے پھرتے ہین

اونکے پیغام مگر تیر ستم لاتے ہین
اے بلبل گوش برآواز چلے آتے ہین

ایلچی ہو کے یہ کسواسطے شرماتے ہین
راز کھلتا نہین کچھ کہتے ہین کچاتے ہین
بات ناستہ مین لب سوفار لیے پہرتے ہین

اونکے بیساختہ پن پر ہین تصدق ادین
جب سے ہے حسن خداداد تو کیسی تزئین
ہم نہین مانتے کے لاکہ کہین ظاہر بین
نرگسی آنکھون مین سرمہ کا یہ دنبالہ نہین
اک عصا مردم بیمار لیے پہرتے ہین

قصر جانانکے جو پہلو مین رہے ہون برسون
ظل طوبی کے قیامت مین طلبگار ہون کیون
کسطرح جاکے تنکے چلین کافر نعمت کیون ہون
بار احسان سے جہکے ہین سر و گردن دونون
منت سایۂ دیوار لیے پہرتے ہین

ای پری طاق نہین عیار یونہین گو آنکہین
مگر اسد رجہ نہین پہلے جفا جو آنکہین
پہینکسکر اشک عدد نظر ابتو آنکہین
خود بخود کہینچتی ہین تند دلونکو آنکہین
تند رستونکو یہ بیمار لیے پہرتے ہین

مضطرب نزلہ سی لاکہ ہو سبع مسکون
صورت نقش قدم اپنی جگہ سے نہ ہلون
جستجو کسکی کرون ضعف کا خود پتلا ہون
یہ سکت مجھ مین کہان ہے کہ جو دو گام چلون
وعدۂ وصل کا اقرار لیے پہرتے ہین

ہو گیا خشک جو تہا حصۂ خنجر کا لہو
بلکہ باقی نہ رہا دعوت نشتر کا لہو

کیسی ٹہر گی کہ چہوڑا دل مضطر کا لہو | پی لیا غم نے سراپا تن لاغر کا لہو

فقط اک بوند کا بار لیے پہرتے ہین

عشق کو کوستے ہین جینے سے ہم تنگ آ کر | کیونکر آسودہ ہون سر دیکے گلا کٹوا کر
مصلحت یہ ہے کہ اک مرتبہ قابو پا کر | بار سر تیغ پہ قاتل کی ٹپک دین جا کر

کیون سبکدوش یہ بیگار لیے پہرتے ہین

کسکو معلوم تہا کہ یہ تہا اور کہین | تہا یہان رنج زیادہ کہ سوا اور کہین
اپنے گہر مین نہ سراغ اسکا ملا اور کہین | دلکا پہلو مین پتا تہا نہ پتا اور کہین

اب کہلا حال کہ سرکار لیے پہرتے ہین

حیلہ قتل کو ہے عشق ہمارا کافی | جان لینے کو ہین مژگان صف آرا کافی
سر شگافی کی لیے ناوک کا آرا کافی | قتل کرنیکو ہے ابرو کا اشارا کافی

آپ کیون ہاتھ مین تلوار لیے پہرتے ہین

خیر خواہی سے نہین زعم جو سمجہاے رہین | طبع نازک پہ مبادا کہ ملال آے رہین
پر حسینونکو نہین عشق کی بے پرواے رہین | شیشۂ دل کو کہین ٹیس نہ لگ جاے رہین

دیکہو وہ شوخی رفتار لیے پہرتے ہین

بطرز دیگر

بیا بیا که دگر عام شد صلای شراب
مخور مخور همه خون جگر بجای شراب

ز جلوهٔ رخ ساقی حوروش بنگر
که رشک کوثر و تسنیم شد صفای شراب

بود خود از سر سودا مدام خشک دماغ
هر آنکه تر نکند دامنش هوای شراب

حلال و طیب و طاهر بد اندیش واعظ
بگوش دل شنوی گر تو ماجرای شراب

ز فرط حرص قناعت بجام جم نکنی
شوی چو بر در میخانه گدای شراب

بگو بسا فع آن نیز واعظ ظالم گو
گناه گر تو نمودی بیان برای شراب

خوش است قلقل مینا ز لحن داودی
بیا به بزم طرب گوش کن صدای شراب

قطره زن یار چو از محفل رندان برخاست
از سر شک دل عشاق چه طوفان برخاست

جامهٔ هستی مارا چو کتان تنگ درید
شب پی سیر چو آن ماه زخشان برخاست

سرو استاد بیک پا ز سر رفعت او
بهر گلگشت چو آن رشک گلستان برخاست

روز محشر چو مرا سوی جهنم بردند
بهر تعظیم ز جا شعلهٔ نیران برخاست

قیس بنگر اثر آمد لیلی پیداست
گوش کن بانگ جرس گرد بیابان برخاست

گردش ساغر می برد به یغما تقوی
منفعل محتسب از صحبت رندان برخاست

شعلهٔ حسن تو پروانه صفت سوخت مرا
شمع بر حال من از بزم تو گریان برخاست

سرد شد ز آب خجالت که نارامی بزم
شعلهٔ عشق چو از سینهٔ سوزان برخاست

مرا نه عشق بجوش بهار شد باعث
بهانه‌ایست که آن گلعذار شد باعث

جنون نکرد مرا زینهار دیوانه
بدشت هجر پریچهره یار شد باعث

ز کوی تو چو نه رفتیم عذر ما بپذیر
قرار رفت دل بیقرار شد باعث

به بزم رشک جنان بود چو دیو رقیب
گل نشاط مرا زخم خار شد باعث

دل چو بسمل می‌طپد یارب شکار کیستم
کشتهٔ تیر نگاه دلفگار کیستم

اشکباری شور طوفان کرد در عالم بپا
شد جهنده برق از من بیقرار کیستم

خاطر پژمرده و شوریده چو سنبل صفت
با همه تن همچو نرگس انتظار کیستم

چون صدف چشمم ست در بحر گرامی گوهر ناب
جوش طوفان آب آب است اشکبار کیستم

صد نگاهان شبنم خورد از باد گل ضعف بین
فکریم یارب که با این باز بار کیستم

هر سر و هر ذره عرش غرور ما بود
با همه رفعت که دارم خاکسار کیستم

وادی ایمن ز بزم پر صفایم جلوه‌گر
شیر تم چون آینه یارب غبار کیستم

تقریظ عطیہ جناب سلالۃ الاطیاب حاوی فروع و اصول جامع معقول و منقول مولوی سید محمد صاحب متخلص [illegible]

جناب معلی القاب زبدۃ العلماء و عمدۃ الفضلاء مولانا مقتدانا مفتی سید محمد عباس صاحب مدظلہ العالی

شاہ بیت دیوان کلام حمد ایزد منعام کہ برباعی عناصر زیب حواس خمسہ بخشیدہ و طغرائے ایوان اسلام نعت سید انبیاء کرام کہ ارکان بیت ایمان مستحکم گردانیدہ درود نامحدود بر ذات پاکش و اولاد الامجاد الی یوم التناد اما بعد چراغ بزم کہ برگزیدہ عین الانسان و انسان العین ذاکر سبط رسول الثقلین جناب مرزا عاشق حسین صانہ اللہ عن کل شین ست کہ تجلایش کبدر الدجی و شمس الضحی بل نور افروز اہل بصیرت و چشم فرقدین ست ۔

بو حسّن اللہ عجب کلام متین	زینت بزم عاشقان ست این
بشنود ہر کہ شعر پاکش را	ہی برآرد ز صدق دل تحسین

تقریظ از محمد احسن اللہ خان صاحب ثاقب خلف جناب

مولوی محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر صدر الصدور پنشن یافتہ و رئیس اگرہ من تلامذہ جناب افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان صاحب شہیر نزیل بھوپال و جناب مولوی محمد محسن صاحب محسن کاکوروی ٭

راقم التقریظ ــ خدایا آتش برقی بخرمن ٭ کہ ہست و نیست تا پا بسوزد ٭ یارب این ساقی لاابالی خرام کہ چراغ بزم نام دارد چہ مائیہ بادۂ پرزور بجام دارد کہ تا بادہ پرستان میخانہ نوش ازان قطرہ بکام کنند از ہای وہوی مستانہ جہانے بہم زنند شرابی وارد مرد افگن کہ رنگ بر روے آذر کدہ ہا شکند و رحیقے دارد ہمہ آتش کہ لب دوزخ فریاد زند دانی کہ ساقی لاابالی خرام کنایہ ایست از دیوان بہار عنوان و بادہ پرزور اشارہ است باشعار آن چہ دیوان بہار گلستان معانی ــ وچہ اشعار ازہار بستان نکتہ رانی سخن شناس شناسد کہ این کتاب دفتر فصاحت ست و مجموعہ بلاغت و چون نباشد کہ نخلبند این چمن شاعری ست رنگین طبیعت و سخنور یست بلند فکرت مرزا عاشق حسین بزم کہ از ارشد تلامذہ منشی منیر مرحوم ست

و عدیلش درین جز و زمان معدوم غزلش سرمایۂ ناز و نیاز ست و تضمینش مجموعۂ سوز و گداز میخواستم که در فهاد و ستایش کلام آن مجمع خوبیهای بیکران سیاه کنم و سخن شناسان را از پایۂ شاعری او آگهی دهم اما دو دلی و پریشانیم نگذاشت که چیزی برین دو سه سطر که تحریر یافت افزوده باشم مشتاقان سخن را چنانکه دل میخواست حال نامه و نامه نگار باز نموده باشم و بالله که این عذر آسیمه سریم بجای خویش ست لراقم التقریظ کسی چون می تواند شد و را اندو هیکه من باشم * بسان شمع بسوزم مگر در پیرهن باشم * یارب این چراغ بزم نور افزای انجمن سخنوران معنی آفرین باد *

خاتمہ بطور تقریظ ریختۂ کلک جواہر سلک منشی محمد فیروز شاہخان صاحب فیروز ساکن رامپور شاگرد رشید نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی مدظلہ

ہون شاہ کشور سخن دل پذیر کا * کرسی عرش پایہ ہے اپنے سریر کا
خمخانۂ سخن کے متوالو ـ معنی پروری کے داد دینے والو ـ تمہین

کچھ خبر بھی ہے کہ دنیا مین آج کل کیا ہو رہا ہے۔ اگر سیر دیکھنی ہے تو اگر طرے تلنگے جھوستے ہمارے ساتھ چلے آو۔ آج ہم تمکو اوس باغ کی سیر دکھاینگے کہ جسکو قیامت تک خزان کا خوف نہین۔ اس کے باغبان نے اپنی عمر عزیز کا ایک بہت بڑا حصہ صرف کرکے اسکو تیار کیا ہے۔ باغ کیا ہے ایک طلسم ہے کہ جسمین عاشقان خستہ جگر بلبل کا درد آمیز نالہ سنکر کبھی تو کلیجہ دونون ہاتھون سے تھام لیتے ہین۔ اور کبھی بے اختیار رو دیتے ہین۔ کبھی چہرے پر اداسی چھا جاتی ہے اور یہ شعر زبان پر ہوتا ہے ؎ بیدل وہ ہون کہ یاد نہین کچھ سوا ے دل ہر دم پکارتا ہون یہی کہکے ہاے دل ٭ اور کبھی یاس بھری نظرون سے آسمان کو دیکھکر آہ جگر سوز سینہ سے کھینچکر حالت مایوسی مین چپ رہجاتے ہین (وہ کیا ہے سوز و گداز کے بھرے ہوے مضمون کبھی کبھی حسین مہ جبین نازنین لوگ بھی اسکی سیر کو آتے ہین اللہ اللہ وہ عجب وقت عجب سمان ہوتا ہے۔ نئے نئے شباب کی امنگ ہر ایک کا نرالا ڈھنگ پھولونکی بہار دیکھکر اور غنچون کی چٹک سنکر ہنسے دیتے ہین بات بات مین شوخیان کرتے ہین

ہردم نیا انداز ہوتا ہے قدم قدم پر ناز ہوتا ہے۔ کسیکا خرام مستانہ کسیکا گرتے گرتے سنبھل جانا۔ وہ کیا ہے۔ وصال کے مضامین عیش کے ذکر کبھی انقلاب حوادث سے ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے کہ اسمین مست الست لوگ بھی آنکلتے ہین۔ عجب تماشہ ہوتا ہے سب ساتھ ہوتے ہین۔ لیکن کسیکو کسی کی خبر نہین ہوتی کوئی اودھر روش پر گرا پڑا ہے۔ کوئی تاک کے سایہ مین اینڈ رہا ہے کوئی نعرہ والشرب سے بیہوش ہے اور کوئی نشہ مین بیہوش کوئی جھوم جھوم کر یہ شعر بار بار زبان پر لاتا ہے ؎ بہار آئی ہی بھر دی بادۂ گلگون سے پیمانہ ۔۔ وہ رہے لاکھون برس آباد ساقی تیرا میخانہ ۔۔ وہ کیا ہے ساقی مہوش کے کرشمے۔ پینے پلانے کی چیز کے مضمون۔ آج خوب جی بھر کے اسکی سیر کر لو دل بشاش نہو جائے تو ہمارا ذمہ اگر نجانتے ہو تو اب یہ بھی جان لو کہ اس باغ کا باغبان کون ہے اور اسمین کسکی قلم ندرت رقم کی گلکاری کی ہوئی ہے بنانیوالے اسکے جناب مرزا عاشق حسین صاحب بزم تلمیذ ہ اوستاد جاد و تقریر جناب منشی سید اسمعیل حسین صاحب منیر

مغفور ہین - اور تمام اس باغ کا چراغ بزم سے فیروز اب خاتمے پر دعا کو ہاتھہ اوٹھاؤ - الٰہی جبتک مشعل مہر و ماہ فلک پر جلوہ گر رہین یہ چراغ بہی بزم شاعری اور انجمن سخنوری مین روشن رہے

مصرع - این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد *

قطعہ تاریخ

دیوان جناب بزم کا مطبع مین چہپ گیا	روشن ہوا جہان مین چراغ ہر اوج بزم
فیروز فکر مجکو جو تاریخ کی ہوئی	آواز آئی غیب سے باغ ہر اوج بزم ۱۲۹۷ ہجری

تقریظ رنگین خامہ عنبر شمامہ نواب رستم علیخان صاحب متخلص بہ رستم رئیس اکبر آباد شاگرد بزم

ناظم دیوان کائنات کی حمد اور بشر ضعیف البنیان لاحول و لاقوۃ الا باللہ طغرا نویس کتاب رسالت کی نعت اور انسان کج مج بیان استغفر اللہ

محمد حامد حمد خدا البس * خدا مداح مدح مصطفےٰ بس * بس اے زبان سر سخن کو تاج حمد و نعت سے سرفرازی مل چکی اب کچہہ اوستاد شفیق چراغ بزم نظم جناب میرزا عاشق حسین صاحب بزم کے دیوان کی مدح سرائی ضرور ہے حق حق کہنا چاہیے دعوےٰ باطل عقل سلیم سے دور

ای حضرت رستم سچ لکھنا اس لطف کا دیوان تمنے کبھی خواب مین بھی دیکھا
تھا طبیعت کی جودت مضمونکی جدت بندش کی صفائی فکر کی رسائی
رنگین بیانی طلاقت لسانی دیکھکر طبع مذاق پسند کو وجد آتا ہی آج
انوری ہوتا تو اس سخن کی داد دیتا خاقانی ہوتا تو اس کلام کا لطف
اوٹھاتا ہین کیا اور میری تعریف کیا ہے صائب دو چیز میشکند رونق سخن
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس - ای چمن آرایان معانی
دیکھو یہ وہی باغ ہی کہ جس مین خزان کا گذر نہین وا ای نخلبندان
گلشن نکتہ دانی نظر کرو یہ وہی گل ہے جسکو باد سموم کا ڈر
نہین بادہ سخن کے مستو یہ نشئی ہے مگر شراب نہین شعلہ عشق نظم
کے سوختہ دلو اس مین مزا ہے مگر کباب نہین روشن ضمیرو یہ روشن ہے
مگر چراغ نہین رنگین خیالو یہ رنگین ہے مگر باغ نہین زمین شعر
معشوقان سخن سے آباد ہے پرستان لکھنا اسکو زیبا ہے کہ پھر
شاہد مضمون غیرت پریزاد ہے چمن آرایان کن فکان اس
دیوان کو رنگ قبول اور مصنف کو عمر صد و سی سال عطا فرمائے
اور مقاصد دینی اور دنیوی بر لائی اللهم آمین ثم آمین +

تاریخ و تقریظ نتیجہ کلک گہر سلک حکیم سید فخر الدین صاحب
فخر شاگرد حضرت محمد مرحوم اکبرآبادی

کیا ضمیر صافی گہران صبحدم پر مکتوم نہین اور قلب روشن نفسان
سخنجل مشرب پر مفہوم نہین کہ مبدء فیاض نے تیغ سخن کو کیا فرستہ
عطا فرمایا ہی نہ دست وہم مسیحا ملازن اعلی نے اوسکے ارتفاع کو کسی
تلاش بالغہ سی پایا نہ عقل سلیم محمد سان معلی نے ہوش پرور گام خیال
تفحص سے پا پایا نہ اوسکی وسعت کو چشم سنجیدگان خرد مقیم نے مکیال فہم
مین تولا ماشاءاللہ معدن فیوض ظاہری مخزن علوم باطنی ملا نظامی
صاحب مغفور نے نسخہ مخزن اسرار مین مقام علو مدارج شعرا
خوب بیان فرمایا چنانچہ اوسکا حوالہ صرف دو شعر پر اکتفا کرکے یہ نیاز مند
ہرزہ گو خوشہ چین خرمن شعرا حلہ بیانمین لا بانظم پردہ راز کہ سخن پرور
سایہ از پردہ پیغمبریست پیش و پس وصف کبریا پس شعر آمدہ پیش انبیا
ای فخر طول سخن مین کچھ ہنر نہین کیا آگے ناظم و ناثرین نے کچھ کہا نہین
کار دنیا کسی تمام نکرد - ہر چہ گیرید مختصر گیرید - گرفتم طریق تحریر
و گذاشتم جادۂ تقریر افصح فصحای شیرین کلام ابلغ بلغای معجز نظام

رشک سلمان ساوجی غیرت سحبان وائلی معدن جواہر آبدار
مخزن اسرار ہر نکات نثر و نظم اعنی میرزا عاشق حسین صاحب المتخلص بہ
بزم متوطن بلدہ بہشت سرشت فیض بنیاد دار الخلافہ اکبرآباد جبکہ
بوستان نظم کیطرف خیال بلند مثال کو لائے تو ہر شائقین اور سامعین کے
دماغکو اوس باغ پر فضا کی نکہت و گل ریاحین سے ہزار ہزار طرح معطر فرمایا
اور چمن چمن اور روش روش مرغان نواسنج نے مضامین پر لطف کو سنکر
غلغلہ شادمانی کا مچایا یعنی نتایج طبع گرامی اور جوہر فکر عالی سے عمدہ
عمدہ اور چیدہ چیدہ نکات منعقد کرکے ایک دیوان تصنیف فرمایا کہ
نام جسکا چراغ بزم قرار پایا جو کہ در نیو لاز یور طبع سے آراستہ و
پیراستہ ہوکر ناظرین پر تمکین کی نظر فیض انور سے گذرتا ہے لہذا
اس نیازمند ہیچمدان کفش بردار کہین و مہین بندہ حکیم سید فخر الدین
متخلص بہ فخر شاگرد رشک مہر سپہر گلہر حضرت اوستاد مخزن جود و احسان
معدن الطاف بے پایان نجم شوکت چرخ ہمت ثریا بارگاہ شرافت
و خدا فت پناہ جناب میرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر مغفور سے جو
مصنف ممدوح والا شوکت کا ارشاد واسطے تقریظ و تاریخ کے ہوا

اوسکو الاسر فوق الادب جانتا اور طول سخن سمجھکر زبان کلک تیز ہوشان
سخن پرور کو تقریر سے باز رکھا پس مصوران زبان اور نکتہ چینان جہان
پر مخفی اور محتجب نہ رہا کہ ہر شخص جسوقت فکر سخن کرتا ہے بیشبہ لخت جگر
اور خون دل کھاتا اور پیتا ہے نظم ہر کہ سخن را بسخن ضم کند * قطرہ از خون
جگر کم کند * سخن گفتن و بکر جان سفتن ست * نہ ہر کس سزائے
سخن گفتن ست * سبحان اللہ مرزا صاحب کیسی عالی طبیعت اور
کیا فکر بلیغ رکھتے ہین کیسی کیسی نکات مشکلہ کو کس کس صنائع اور
خوبصورتی کے ساتھ انواع اقسام طرح سے آسان اور سہل کر دکھایا
اگرچہ حضرات ناظرین خود پسندی کو کام نفرماوین تو یقین ہے کہ
مشاہدہ نسخہ جدید سے تعجب لطف اور حظ اوٹھاوین ای آفرینندہ
ارض و سماوات پیدا کنندہ ہر دو سرا جبتک یہ دیوان کائنات
رہے مصنف سخن کی ہر محفل مین بات رہے میان فخر لب
کرو زیادہ مت ہوس کرو طبع آزمائی اور قافیہ پیمائی کہانتک
تک اب سخن کو انجام کرو اور قطعہ تاریخ پر اختتام کرو گر قبول افتد

قطعہ تاریخ

ہی ہے یہ دیوان لکھا بڑھم سے
کہ جسکے چمن مین اوڑ ہی چھپے

ہوا گلشن مطبع مین طبع جو
کھلا ہر روش پر شگوفے نئے

معطر ہوا سامعین کا دماغ
عجب نگہت انگیز ہین گل کھلے

بہار اس چمن کی ہی نگہت فزا
تو ای فخر دل مین آ اٹھے و لوے

کہ ہو فکر تاریخ کی اب ضرور
نسیم سحر گل سے دامن بھرے

بس اتنے مین بلبل ہوئی نغمہ سنج
لکھو اب یہ رنگین مضمون چھپے

تقریظ و تاریخ ریختہ قلم جواہر رقم شاعر بی نظیر محمد واجد حسین خانصاحب ظہیر اکبر آبادی —

منم کہ سوختہ دل از شرار خویشتنم
منم کہ دور ز یار و دیار خویشتنم

منم کہ در چمن خود بہار خویشتنم
منم کہ والہ نقش و نگار خویشتنم

آہوی طرز رم بباد دادہ و

طائر بدام صیاد افتادہ کہ چشم دوختہ و بال و پرم سوختہ ہر چند دامن فرسودہ و جور قفس ہا آزمودہ لیکن ہمان سر شکر با صیاد وز بان از شکایت آزاد و ساقی روزگار خود بجام من اندوختہ و طبیب تجربہ کار

معجون خاموشی برای من ساخته قدر بیهوشی دماغ حال من واندوخته
خاموشی زبان لال من - زبانم سوخته آتش بیدود - و دهانم دوخته
سوزن زهرآلود - چشم نرگس وار حیرانی من - و زبان سوسن صورت
نگار بی زبانی من - باغ من داغ من - و داغ من چراغ من
گل جامه دریده من - شبنم اشک چکیده من - زنجیر موج روانی
دریا من - و خیمه حباب گردان جای من - لاله کوهسار چراغ افروز
شرار آهم - و سینه ماهتاب داغ سوخته دود سیاهم - گوشه صحرای
من و هان پلنگ - کشتی دریای من پشت نهنگ - نخلی از برگ و ثمر آزاد
و مجنونی چون بید مجنون مادرزاد - بهارم رنگ بر رو شکسته - و
غبارم نا برخاسته و نه نشسته - کارم نفس در سینه سوختن - و افکارم
لب از تمنا دوختن - درین چمن اگرچه نرگس وار خاموشم - لیکن همه تن چشم
و سراپا گوشم - تا تو آخر اشک آسا از جا نخیزم - و نکته دانی که به گوهر فشانی
ابر بی دریا ریزم - آبله پای پایه من - و شکسته لب نان پایه من - بی سر و
سامانیم داغ سرمان - و سرگردانیم حسرت گنبد گردان - قلقل مینا گره
در گلو - و جام تمنا یم تشنه بی باده گفتگو - آرزو یم بلبم نارسیدن -

وهرادم گل خاموشی چیدن - چیر تم آیینه ساز جوهر - و غیر تم پرده طراز گوهر
سخن پر از نغمهٔ بی نوای - و کمند من شکستهٔ نارسائی بهارم سراپا زرد
و درد و ماتم همه درد - سینهٔ من چاک چاک - و آیینهٔ من زیر خاک - ای ظهیر زه
پذیر تو که متاع کاسد داری و ظن فاسد - من صد دل کجا - و سر سخن گفتن
کرا - چون قلم و زبان در دست داری چرا وصف آن یگانهٔ زمان نگاری اعنی
دیباچه کتاب فصاحت خاتمه بیاض بلاغت مطلع دیوان سخن فرازی و
مقطع غزل بی نیازی صورت پیمای معنی ایجاد و معنی پیمای لفظ ایجاد
مقبول داربن میرزا عاشق حسین بزم خلف اکبر میرزا عباس مرحوم ملیح که
نثرش نثری نثار و نظمش نظامی وقار فی الجمله از سخنوران زمان و ناظمان جهان است
چرا که ارشد تلامذهٔ افضل المحققین مستند المتاخرین سر دفتر دیوان فصاحت طغرا نویس
فرمان بلاغت سرخیل سخنوران ممتاز کلام معجز نظام مشتمل سراپا اعجاز خاقانی
و دراسعدی زمان فخر تجلی و هلالی رشک افزای دردی و زلالی افصح الفصحا
ابلغ البلغا ناثری بی عدیل ناظم عدیم النظیر سیدی سندی منشی سید اسمعیل
حسین صاحب المتخلص به منیر اللهم اغفر و ارحم رب قدیر ظهیر ساکت باش سامع
نوازش فقره چند از طبع نیاز پیوند حبت پسند آن دانش بلند طرز پسند

قلمبند گردانید۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف ؛

قطعہ تاریخ

کلمہ پڑھا دیکھکے دیوان بزم — خاک ہوا اوج دماغ کلیم
خار کی صورت سی کھٹکتا ہی خار — بلبل شیراز کو باغ کلیم
مہر کی تنویر ہے ہر شعر میں — داغ دل ماہ ہے داغ کلیم
اہل نظر آئے نظر کس طرح — دیدۂ عنقا ہے سراغ کلیم
مصرعۂ تاریخ لکھو ای ظہیر — طور پہ روشن ہے۔ چراغ کلیم ۱۳۰۰

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر عدیم المثال ناظم بی نظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی

شمع بزم اہل معنی میرزا عاشق حسین — از کلام برترش شد بالا شان بزم
خواست چون تاریخ دیوان خود از احبا امیر — گفت۔ بزم آرائی ارباب سخن دیوان بزم ۱۲۹۷ ہجری

قطعہ تاریخ من تصنیف نیر سپہر علم و کمال حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

اللہ اللہ کیا کلام بزم نے پایا فروغ — جلوہ گستر ہے شاہد معنی کہ شمع انجمن
خوب ہاتھ آئی نسخۂ دیوان ای جلال — بزم کا دیوان بھی ہے رونق دہ بزم سخن ۱۲۹۷ ہجری

قطعۂ تاریخ من تصنیف شیوا بیان جناب صاحب منشی سید محمد حسن قمر متوطن قصبۂ داعی پور صانہ اللہ عن الشرور شاگرد جناب منیر مرحوم

میرزا بزم ماہ اوج کمال — شمع بزم کلام رنگین ہے

وہ ہے سلطان ملک نظم سخن — اوس کا دیوان شہ دواوین ہے

دیکھکر حسن بندش و معنی — نکتہ دانون مین شور تحسین ہے

سلک گوہر سے کم نہین بیتین — لفظ ہر ایک عقد پروین ہے

ای قمر لکھہ یہ مصرعۂ تاریخ — بیگمان مصحف مضامین ہے

۱۲۹۷ ہجری

دیگر

بنگر قمر حقیر دیوان بزم — زیباست چو مصحف فصاحت خوانی

تاریخ بطرز نو ہویدا گردد — گر سحر و فسون چہار نوبت خوانی

۱۸۸۰ء

قطعۂ تاریخ ترتیب دیوان ریختہ کلک گہر سلک ذوی الخلق فی المکارم خواجہ قمر الدین خان صاحب راقم مترجم بوستان خیال

خوب ترتیب پائی دیوان نے — نام بھی خوب ہے چراغ بزم

دیکھہ لینگے سخنوران جہان — ڈہونڈہتے تھے بہت سراغ بزم

واہ دیوان ہی اور کیا دیوان — ہر نظارہ ایک باغ بزم

آفرین شوخی طراز زبان — مرحبا گرمی دماغ بزم

رنگ گفتار انجمن آرا — می سخن ہے زبان ایاغ بزم

معنی و لفظ کی ریاحین سے — بنگیا ہے چمن سے باغ بزم

سال ترتیب اسکا لکھہ راقم — خوب ہے جلوہ چراغ بزم

قطعہ تاریخ مولوی سید راشد علی صاحب ضیا شاگرد منیر

خوشا فیض تعلیم منشی منیر — زہے حسن تکمیل دیوان بزم

جو ہے نام و تاریخ ہجری کی فکر — ضیا تم بھی لکھدو چراغ بزم ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ حکیم سید کریم الزمان صاحب فرخ اکبرآبادی

پیشتر بھی تھا یہ دیوان دلفریب — چھپ گیا جب اور جوبن ہو گیا

کلک فرخ نے لکھی تاریخ یہ — لو چراغ بزم روشن ہو گیا

قطعہ تاریخ مرزا غلام امیر صاحب جلیس شاگرد ریاض

وہ چہ خوش گفت بزم این دیوان — شاعر خوش بیان بلیغ و فصیح

از گلستان نظم یافت جلیس — حسن اول گل ریاض ملیح

قطعہ تاریخ سید اعجاز حسین العابدی اعجاز

از پی سیر گشت چون مطبوع — گنج اشعار بزم شاعر ہند

گفت اعجاز با نشاط و سرور | طبع کا سال نظم نادر ہند ۱۳۰۴ ہجری

قطعہ تاریخ سید نیاز علی صاحب عزم شاگرد مصنف

ایسا فصیح ہے مری استاد کا کلام | مطبوع ہو جہان کو نہین اسمین اختلاف
تاریخ طبع کی جو ہوی فکر عزم کو | آواز غیب آئی کلام بلیغ صاف ۱۳۰۴ ہجری

قطعہ تاریخ حکیم سید بشارت علی صاحب فنا شاگرد بزم

یہ دیوان ہے میری استاد کا | نہ کیونکر کہون اسکو مین تاج نظم
رسول سخن ہین جو وہ ای فنا | کہی مین نے تاریخ معراج نظم ۱۳۰۴ ہجری

قطعہ تاریخ سید نذر حسین صاحب بدر شاگرد مصنف

ای زہے اوج نظم حضرت بزم | دید کے آسمان چنین دیوان
فکر تاریخ طبع کردو چو بدر | گفت دل بے نظیر این دیوان ۱۳۰۴ ہجری

قطعہ تاریخ منشی فقیر محمد خان صاحب انور مہتمم مطبع انوری آگرہ

انور کلام بزم نے پایا عجب فروغ | مضمون آبدار چمکتے ہین مثل ماہ
ہی روشنی طبع تاریخ دلفروز | کیا جلوہ شمع بزم سخن کا ہی واہ واہ ۱۳۰۴ ہجری

تمت

بعنوان دانای حقائق نہانی صحیفہ عقائد کشای دقائق معانی

نسخۂ حیرت افزای جہان مجموعۂ ہوش ربای نکتہ سنجان

گلدستۂ مضامین احسن آئینۂ زیب انجمن

موسوم بہ

مثنوی تصویر سخن

من تصنیف

مخزن علم و کمال شمع افروز فانوس خیال

مرزا عاشق حسین صاحب بزم اکبرآبادی سلمہ الہادی

در مطبع انوری محسنی بسعی فقیر محمد خان انور طبع زیب ہمرہ و تجلی گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معراج ہے چشم حوصلہ کی / رویت ہے ہلال بسملہ کی

دل شکر خدا کا معترف ہے / نالہ الحمد کا الف ہے

ہر موئی بدن اگر زبان ہو / ممکن نہین حمد کا بیان ہو

کچھ بول سکے زبان کیا ذکر / پر بستہ ہو جب فرشتۂ فکر

کیونکر نہ پھر آئین ہاتھ خالی / کوتاہ کمند بام عالی

سبحان اللہ خدائے بیچون / از چون و چرا سے عقل بیرون

وہاب قوی قدیر و دانا / خلاق و مقدر و توانا

حنان و حلیم و عدل منان / حی و قادر رحیم و رحمان

حصے ہین سب کے نعمت اوسکی / زیبندہ اوسی کو قدرت اوسکی

تارے ہین فلک کے زیور زین / ہین شرح دو حرف کن کے کونین

لالی سے بہار ہے شفق پوش / شبنم گل تر کو گوہر گوش

سجدے سے ہین سر حباب دریا / اونگلی کلمہ کی خار صحرا

ہر بزم کی روشنی وہی ہے / ہر شمع کی اوس سے لو لگی ہے

قاصر ہین سب اصل مدعا سے / پوچھو یہ زبان مصطفیٰ سے

نعت

کیا نعت رسول کا ہو اثبات
چھوٹا سا منہ بہت بڑی بات

شاہنشہ انبیا محمد
ہے عرش بریں پہ جسکی مسند

گلزار دو کون میں ہے وہ گل
ہے طائر سدرہ جس کا بلبل

وہ دُر یتیم بحر عرفان
وہ اوج کلیم طور ایمان

معراج ہے اوج پایہ عالی
قوسین حشم رکاب عالی

غائب جو وہ نور ہو نظر سے
صاد صلوات آنکھیں مانگے

یارب صلواۃ بھیج اوس پر
اور آل پہ اوسکی تابہ محشر

منقبت

اے ساقی غیب دیر کیا ہے
دے مجھکو خُم غدیر کی مے

جس مے کے ملائکہ ہیں مشتاق
جس مے کا ہے شیشہ زیب طاق

جس مے کے ہیں جام ماہ و خورشید
جس کا نشہ سرور جاوید

جس مے کا سبو ہے دور آسمان پر
اک موج ہے جسکی آب کوثر

اوس شیشہ کے پھول کا ہوں بلبل
اوصاف علی ہیں جس کے قلقل

کیا وصف خدیو لافتا ہون
جس کے مداح مصطفا ہون

اشجار جہان اگر قلم ہون
لکھنے کو بھی انس و جن بہم ہون

دریا بھی مداد کی ہون تصویر
اوراق شجر براے تحریر

شمہ نہ ہو مدح مرتضا کا
پھر حوصلہ ہو کسے ثنا کا

وہ نور خدا امام اول
وہ بعد رسول سب سے افضل

داماد رسول نور ایجاد
جبریل امین کا خاص استاد

دنیا مین کلیم سے ہم آغوش
عقبےٰ مین لواے حمد بردوش

راکب ہے وہ دوش مصطفا کا
مولود ہے خانۂ خدا کا

فرمان علی سے کس کو انکار
نکلا خورشید چھپ کے دوبار

زہرا و علی ہین دونون یکتا
بحرین جواہر تجلا

چودہ معصوم ہین جو مشہور
ہر ایک مہ دو ہفتہ نور

سب نور مجسم الہی
سب آیہ محکم الہی

سب حجت حق ہین وحی مطلق
کونین کی جن سے زیب و رونق

تسلیم درود بے نہایت
حق کی صلوات اور رحمت

ہر لحظہ ہر آن ہر دم اونپر
صدقے مری جان ہر دم اونپر

نام و حال مصنف

اللہ کرے جو فضل و امداد | منظوم کرون کچھ اپنی روداد
عاشق مین حسین کا ہون مشہور | اس نام سے ہو گیا ہون مشہور
ہرگز نہین حاجت تخلص | وہ نام ہے بزم سے ہے تخلص
یکتاے جہان فصیح مغفور | مداح حسین سب مین مشہور
تھے اونکے حقیقی ایک بھائی | آگاہ ہے اون سے سب خدائی
تھے نام بلیغ سے وہ معروف | جد ہین مرے وہ جناب موصوف
مرزا عباس میرے والد | روشن دل و متقی و عابد
اون کا جو بلیغ ہے تخلص | ہم وزن فصیح ہے تخلص
اون نامور و نکا ننگ ہون مین | وہ آئینے اور زنگ ہون مین
دس سال سے کم تھا کچھ مرا سن | والد ہوے جب جنا مین ساکن
گذرے ہین اسے کل آٹھ نو سال | آشفتہ ہے آجتک مرا حال
بچپن مین یتیم ہو گیا مین | دل سے کے دو نیم ہو گیا مین
غم کے جو گرین پہاڑ سر پر | حاصل کرون علم و فضل کیونکر
یہ صدمہ جان خراش ہر وقت | سودای غم معاش ہر وقت

راحت مین نکوئی شب بسر کی
گہیرے رہی فکر ساری گہر کی

جا و ادنہ ہاتہہ آئی کوئی
میراث مین پائی شعر گوئی

پڑ جاے جو ان مصیبتون مین
گہر جاے جو ایسی آفتون مین

جمعیت حال وہ کرے کیا
تحصیل کمال وہ کرے کیا

ای بزم یہ ذکر کسکو ہی شاق
اب لوگ ہین مثنوی کے مشتاق

آغاز مثنوی و خطاب بہ ساقی

ای ساقی سیم بر ادہر دیکہہ
صدقے ترے اک نظر ادہر دیکہہ

دکہلا دے ہمین گلابی آنکہین
وہ نیند بہری شرابی آنکہین

لچکا کے کمر کو پاس کہینچے تہام
دست نازک سے بہر کے لال جام

ہنس ای لب جام صورت گل
ای شیشۂ می ہو گرم قلقل

ای ابر سخن گہر فشان ہو
ای طوطی دل شکر فشان ہو

ای صبح ورق دکہا د خورشید
ای شام رقم چراغ امید

ہان اے نے کلک ہو شکر بار
بن بلبل دل کی تو ہی منقار

دولہن کے یہان عروس شام آئے ساغر مہ چاردہ کا بھر لائے

اسطرح ستارے ہون نمایان ماتھے پہ دولہن کے جیسے افشان

فانوسون سپہر کی ہون روشن جو شمع ہو زہرہ کی ہو گردن

پیاری پیاری ہے روشنی آج نکھری نکھری ہے چاندنی آج

مستانہ خرامش صبا ہے فرش گل تر بچھا ہوا ہے

ستھری سی کسی ہوئی پلنگڑی پھولون مین بسی ہوئی پلنگڑی

اک سمت چنگیرونکی قطارین گلدستونکی خوشنما بہارین

اوٹونپہ پڑے ہین پھولونکے ہار خوش قطع سٹک ہوئی ہے تیار

تمباکو کا دہوان ہے خوشبو حور جنت کا جیسے گیسو

ہین چوگھڑے عطردان گلدان چاندی کے ورق لگے ہوے پان

سامان خوشی کا ہے مرتب آئی ہے آج وصل کی شب

مہکا ہوا ہے مکان ہرسو بھینی بھینی ہے پھولونکی بو

آمد آمد ہے اوس پری کی جس مین کہ ہے شان دلبری کی

آغاز سراپا شروع تعریف زلف وموی سر وزیور

وہ حسن وہ نور کا سراپا
سانچے مین ڈھلے ہوئے سب اعضا

گھونگروالے وہ عنبرین بال
فتنہ پس جامی جسکے وہ چال

مصرع زلفونکے چست وموزون
بیتین دلکش بلا کے مضمون

بالون مین موتیون کا جوبن
ہر روزن در مین ایک ناگن

طول شب زلف ہو جو معلوم
تو شام مین رتجگے کی ہو دھوم

ڈھونڈھے سے نہ تا ملے شب وصل
جوڑے مین وہ باندہ لے شب وصل

ان بالونکے چھلے ہاتھ اگر آئین
پریونکی طرح بلائین گل کھائین

ان گیسوون کی بلائین لیکر
پریون سے ہوئین بلائین ہمسر

چوٹی مین کرن کا بھاری موباف
ہر پیچ مین کہکشانکے اوصاف

ہیرے کا جو سیس پھول چمکا
سب بولے گگن سے چاند نکلا

افشانکی چمک جو دیکھ پائین
آنکھین تارون کی چوندھیائین

چمپکا یاقوت کا ہے پیارا
یا سر پہ یہ خون ہے ہمارا

کیا وصف ہو گیسوؤنکا ہیہات
کل وہ ہی پہر کی آج ہے رات

چوٹی کی ہے پاؤن تک طوالت
پہونچی یہ رات تا قیامت

اوصاف پیشانی

چمکے جو سخن کی کچھ بھی تقدیر
ماتھے کا کرون مین وصف تحریر

کیا ماتھے کا چاند چھو سکین ہم
گو ہے یہ بلند قد آدم

ٹیکے کا جو دیکھ پائے جلوا
سورج بھی کلنگ کا ہو ٹیکا

تشبیہ جبین یہ ہاتھ آئی
قرآن کی لوح ہے طلائی

ہے مثل سکندر اوج اقبال
آئینہ ہے اوس جبین کی تمثال

ماتھے کی شکن سے سب ہین ششدر
جا پہونچی حلب مین چین کیونکر

کچھ عذر جو درد سر کا تھا آج
صندل کو ہوئی حصول معراج

تعریف ابرو

ایک ایک ابرو جو ہر طرف ہے
اس چاند کو قوس مین شرف ہے

رشک ماہ مبین ہے یہ چاند
گھٹتا بڑھتا نہین ہے یہ چاند

زیور کی ہے اوس جبین سے توقیر
ٹیکا ہے مہر خط تقدیر

جتنی وہ بھوین خدا کی قدرت
بسم اللہ مصحف صباحت

کیون ہو نہ دوچند عمر زینت
دو چاندونکی ہر مہینے رویت

سرسبز ہو کس کی کشت ہستی
تلوار برستی ہے دو دستی

دریائے جبین کی موج دیکھو
ان دونون بھونکا اوج دیکھو

پیغمبر حسن کا ہے زین
پایا ہے مقام قاب قوسین

کٹ جاتی ہے انکے خم سے شمشیر
غمزہ ہے کڑی کمانکا تیر

تعریف چشم و مژگان

دنیا مین جو نور کی ہین آنکھین
اوس غیرت حور کی ہین آنکھین

وہ رخ جو ہے مصحف خداداد
آنکھون سے کیے ہین حسن نے صاد

بادام یہ ہون جو نور افگن
لے ان سے چراغ طور روغن

کرتی ہین یہ آنکھین شہریاری
سکہ سے ہے پتلیون کا جاری

کیونکر ہو چراغ داغ سے میل
ایدل نہین ان تلون مین وہ تیل

مردم نہون کسطرح شرابی
ڈورے ہین اون آنکھونمین گلابی

کیا تیغ نگہ سے بچ سکین ہم
سرمہ دیتا ہے باڑھ ہر دم

آنکھونکا ہے وصف مثنوی مین
کاجل کی کوٹھری ہین بیتین

پلکون نے لگائے زخم کاری
ہے دل سے مری چھری کٹاری

قسمت نے یہ مجھسے کی برائی
برگشتگی ان سے سیکھہ پائی

کیونکر نہ ہدف بنے دل زار | تیرافگنونکی صفین ہین یہ چار

تعریف حسن بینی

بینی سے ہے شان رخ دوچند آن | گویا ہے الف بیان قرآن
بینی جو الف بنی سراپا | یہ ہندسہ ایک کا ہے گویا
ہیرے کی جو کیل جلوہ گر ہے | نقطہ یہ صفر کا ادھر ہے
اے دل یہی رمز اسکی پہچان | دہ چند ہوئی ہے حسن کی شان
بینی اونگلی اوٹھا کے اک سو | تبلا رہی ہے ہلال ابرو

۱۹۵

تعریف لب و دہن و دندان

نازک ہین وہ ہونٹھ پتلے پتلے | بوسہ کے خیال سے ہون نیلے
عیدین کے چاند ہونٹھ ہین صاف | خالی دونون ہین جای انصاف
شیرینی لب کا سنتے ہی حال | بوسہ کی ٹپک پڑی ابھی رال
باتون ہین نمک لبون مین ہے قند | نعمت نہین کوئی انکی مانند
اعجاز سے ہے دو کا ایک ہونا | ملتا نہین میٹھے سے سلونا

سرخی نظر آئی ان کی افزون — یاقوت کا دل ہے غم سے پر خون

سودی مین لبونکے ہین جو حیران — نشتر کی ہے منتظر رگ پان

دل لینے کی ہین لبونمین گہاتین — اعجاز ہین پیاری پیاری باتین

ہو تشنہ لبونپر انکا احسان — رکھدین جو سبیل شربت جان

لب دانتونکے وصف مین جو کہولون — منہ آب گہر سے پہلے دہولون

کچھ عقدۂ مدح ہم جو کہولین — سب نظم کو موتیون مین تولین

دیکھے جو یہ گوہر جہانتاب — الماس نجوم بھی ہوے آب

زاہد بیتاب ہون نہ کیونکر — ان موتیون مین ہے آب کوثر

ہونٹون مین ہین دانت پیارے پیارے — چھٹکے ہوے ہین شفق مین تارے

یہ ہیرے سمائے ہین نظر مین — کنیان سی کھٹکتی ہین جگر مین

ہو چوس لے وہ زبان شیرین — فرہاد ہوا وس پہ جان شیرین

ہنسنا اوسکا جو دیکھے دم بھر — بجلی گرے منہ کے بہل تڑپ کر

ایسا نہین حور کا تبسم — گویا ہے نور کا تبسم

از بسکہ ہوئی وہ سخن تنگ — تنگی سے ہے اپنی وہ دہن تنگ

ہے اس منہ کی نبات پاے غنچہ — ہر مرتبہ منہ کی کہاں سے غنچہ

اس سمت یقین او دہر کو ظن ہے
کیون تار نفس کو ہو نہ رشتا

ان دونونکے درمیان دہن ہے
ہے چشمہ سوزن مسیحا

اوصاف زنخدان

اس چاہ ذقن کا وصف کیا ہو
اس چاہ سے جب ہو آب زہرا

جس مین آب بقا بھرا ہو
پھر کس سے ہو اختلاط گہرا

اس سیب کا وصف اگر بیان ہو
یا تو نہین جو شاخین نکلین ای یار

قوت دل کی ہو قوت جان ہو
ہر شاخ سے سیب ہو نمودار

تعریف حسن رخسار

دیکھے جو فروغ روی پر نور
زلفین ہین جو دو طرف پریشان

آنکھین جہپکے تجلی طور
ہے ہندو نکی بغل مین قرآن

کی خال سیہ نے یہ خرابی
گالون کا ہے مجرہ نمایان

ہندو ہوسے کا فر کتابی
دیکھا نہین دو ورق کا قرآن

گالو نکی ثنا کرون مین تا کے

کیا راہ دو ماہ جلد ہو طے

اللہ ری اوس کا چلبلی رنگ
کندن بھی نہیں ہے جس سے ہمسنگ

چکنے چکنے ہین بسکہ رخسار
کیون پائے نگہ نہ پھسلے ہر بار

ہے پھول تو کیا چمک ہی ہر سو
سونا ہے تو اوس مین کیون ہے خوشبو

تعریف گوش وزیور گوش

پیارے ہین وہ اوس حسین کے کان
ہمسر ہو صدف نہین یہ امکان

ہالہ سے سوا جڑاو بالے
زیبندہ ہین موتیون کے جہالے

کانون کی صفا پہ ہو کے حیران
موتی ہوئے انتیون کے غلطان

بالون مین شوخ چھلیان ہین
شاگرد تڑپ مین بجلیان ہین

تا لون کا رسا جو ہو سقدر
لیجائین وہ بجلیان لپک کر

کانون کی چمک جو دیکھہ پائی
ہر شمع نے ان سے لو لگائی

تعریف گلوی مصفا و گردن زیبا

اوس غیرت حور کا گلا ہے
یا شیشہ نور کا گلا ہے

ہاتھہ آئے جو مجھکو شمع ایمن
شب کو پڑے ہون وہ بیاض گردن

خم ہونے مین شرم سی ہی جوبن
بنتی ہے ہلال عید گردن

خورشید ہے جنکے سامنے ماند
الماس کے طوق مین ہے وہ چاند

لعنت ماقی تھی طوق نے کیا
اوس حور نے جو گلے لگایا

تعریف سینہ و پستان و لوازم آن

آئینہ سینہ ہے جو شفاف
جوبن کا عکس ہے عیان صاف

اس آئینہ کا ہو وصف کس سے
محرم نہوی نگاہ جس سے

جوبن کی امنگ کی نئی شان
دل لٹوہے اوسپہ جان قربان

طوبا کے دو ثمر یہی ہین
کسری کے ترنج زر یہی ہین

ہے جوش مین آب آئینہ پر
گویا ہین حباب آئینہ پر

ہے حسن کا شہریار جوبن
انگیا سے ہے تاجدار جوبن

انگیا مین ہے موتیونکا مجمع
ہین دونون کٹوریان مرصع

ہے برج قمر بھی جس سے حیران
انگیا کے ہے بنگلہ کی نئی شان

اس بنگلہ کو دیکھین جب صبا ہوش
ہین اس مین فرنگ کے کلہ پوش

منظور نظر وہ چھاتیان ہین
دو حصرہ زر وہ چھاتیان ہین

انگیا پہ کرینگے کیا نچھاور
ہوی جان جو ایسی چھاتیون پر
انگیا کو ہے قتل عام آسان
انگیا سے ہما نہ کیون ہو ششدر

ہین مٹھیون مین لیے ہوی زر
تربت پہ ہوا اوس کی قبۂ زر
بیڑا اوس کا اوٹھاتے ہین پان
چٹر یا سیتی ہے بیضۂ زر

تعریف شکم و ما یتعلق بہ

صندل کی ہے تختی خوشنما پیٹ
کرتی جو کرے بہ کی ہو آبی
کرتی ہین شکن تہ شکن ہے
اونچی کرتی جو ہے نرالی

مخمل سے بھی نرم ہے سوا پیٹ
ہو پیٹ کے رنگ سے گلابی
دریا سے لطیف سو جزن ہے
کیون پیٹ کی شان ہو نہ عالی

پھولو نمین بسی ہوی ہو کرتی
دل لوٹ ہے جلوۂ شکم پر
اوس پیٹ کی سیلی اللہ اللہ
اوس پیٹ پہ ہے کمال زیبا
ثابت جو کرون مین عفت اوسکی

کیا ٹھیک پھنسی ہوئی ہو کرتی
کچھ ابر مین چاند کچھ ہے باہر
لاکھون ہین لکیر کے فقیر آہ
آڑی ہیکل کے ساتھ کٹھلا
قرآن اوٹھا لے ڈھولنا بھی

تعریف شانہ و بازو و دست نازک

وہ نور کے شانے خوشنما گول
اونچے اونچے سڈول انمول

زیبندہ ہین نور تن مین بازو
یکتا ہے جہان پھبن مین بازو

زیور مین ہے انکا اور جوبن
اکثہ مین ہے شمع طور روشن

بازو جو ہین اس قدر صفا
مچھلی ہے جو شیر کی کیا

جلوہ جو کلائیان دکھائین
شاخ گل تر بھی لے بلائین

ہیر سکے وہ پیارے پیارے کنگن
خود رنگ کا طالب اون سے کندن

شاخین یہ نئی بلور کی ہین
یا شمعین خدا کے نور کی ہین

پنجون سے ہین سکتہ مین سخن بس
اک مصرعہ قد مین دو مخمس

اونگلی ہے ہر اک کلید گویا
ناخن ہین ہلال عید گویا

ان چاندنی کی دیکھکر تجلی
ناخن پہ جگر ہو ماہ نو بھی

اوصاف کمر و ناف وغیرہ

کیون ہو نہ کمر عزیز دلہا
تار رگ جان کو جس سے رشتا

اوس گل کی کمر سے وہ لپٹا جائے
جس شخص کو دست غیب ہاتھ آئے

سیکھے جو لچک کمر سے بجلی
سنبھلے نہ پھر ابر تر سے بجلی

چھلا سی کمر جو دیکھیں پیچان
یاد آئے نہ خاتم سلیمان

چوٹی نے عبث کمر کو تاکا
اک بال پہ بوجھ ہے بلا کا

حیران ہیں کہ وہ ہنسی سے آنکھیں
سوزن کا حصار ہے عدم میں

کیون ناف نے کی ہے بے محل جا
نقطہ لفظ کمر میں کیسا

نیفہ کا ہے رنگ سرخ مطلق
لپٹا ہے کمر سے خون ناحق

کولے ہیں کمر کے پاس موزون
جن پر خورد و کلان ہیں مفتون

یہ معجزہ حسن کا ہے الحق
دو کوہ ہیں تار میں معلق

اوصاف ران و زانو و ساق پا

ہیں لوح بلور دونون رانین
آئینۂ نور دونون رانین

پاجامہ کی چین رانون کے پاس
گویا ہے موج دار قرطاس

اون رانون کو باعث نزاکت
چٹکی کی ہے گلبدن سے نفرت

تکیہ اون رانون کا جو پائے
خواب راحت کہیں نہ جائے

ہے رکن نماز حور ہر ساق
غیرت دہ شمع طور ہر ساق

اون ساقون کا وصف ہے یہ مجمل
حورون کی کلائیون سے افضل

ان پنڈلیون نے اوڑائے کیا ہوش
فانوس مین شمع کیون ہے روپوش

کیا کر سکے دعوی صباحت
ہے شمع کی آب روئی صورت

ترشح جو عرق مین ساق پرنور
ہین چھاگلین آب زر سے معمور

ہین پاؤن پہ مہر و ماہ گرتے
کس طرح پھرین نہ گرد پھرتے

نازک رخ حور سے کف پا
ہر نقش قدم پری کا چہرہ

چھپ کر کہین جائے جنبش بدخو
پھر بول سکین نہ ڈر سے گھنگرو

تسلیم کو ماہ نو ہے پیہم
ہر ناخن پا کے سامنے خم

تعریف قبا و لباس [illegible]

ٹھوکر آفت کی قہر کی چال
دل فتنۂ حشر کا ہے پامال

خونریز ہوا ہے طریق سو سو
تلوار کی چال جن کی [illegible]

لیون پاینچون پہ نہ خلق ہو لوٹ
ہے اطلس خون تازہ کی گوٹ

پاجامہ گرنٹ کا ہے بہاری
کلیون کی بہار دل کو پیاری

قبا [illegible] پاین
کلیان خوش ہو کے ہوئی [illegible]

وہ پائنچے تاز سے اوٹھاتا | وہ سوسی کمر کا پیچ کھاتا
گستاخیون سے جو آنکھین لڑجائین | پھٹ جائین ابھی پائنچے نئی پڑجائین
گر دست ہوس نبت کو چھولے | چٹکی مرے دل مین گو کھر دلے
لوزات کی گوٹ اگر نظر آئے | پستہ کی بھی لوز زہر کھا جائے
گنگا جمنی کرن کا وہ روپ | لپٹی ہوئی چاندنی سے جو دھوپ
جلوہ کو ہے ہر گھڑی نئی دھن | تازہ شب و روز ہے تلون
کیون بدلے نہ صبح شام کا روپ | ہے چاندنی چمپئی ہری دھوپ
ململ کا دوپٹہ تحفہ سر پر | باریک کریپ سے بھی بڑھکر
گوٹ اوسی گرنٹ کی دل افروز | توڑا لچکے کا برق جانسوز
ٹیکی سے چپنا ہوا عطر | ہر چین سنے ہے اوسکی موج کوثر

تعریف قد و قامت

سوزون بت اوسکا قد بالا | سانچے مین ڈھلا ہوا سراپا
پڑجائے جو سایہ اوسکا اکدم | فتنہ برپا ہو قد آدم
ہر عضو بدن سڈول سوزون | خوبی و نزاکت اوس پہ مفتون

تعریف ادا و غمزہ و ناز

شوخی وہ وقار دوش بر دوش | رنگینی و سادگی ہم آغوش
دل تیغ نگہ سے کیون نہ کٹ جائین | اولٹے جو مژہ صفین اولٹ جائین
بانکا انداز ترچھی چتون | ہر عضو مین طرفہ چلبلاپن
گستاخ نظر جو دیکھ پانا | دانتون مین وہ ہونٹ کا دبانا
کیا دید کی تاب ہو کسی مین | غصہ ہے ملا ہوا ہنسی مین
مستانہ نظر سے بیخودی ہو | پلکون سے دل مین گدگدی ہو
بیباکیون مین عیان حیا تھی | گرمی نرمی غرور شوخی
کیون صاحب وضع ہون نہ غارت | اک ساتھ ہی تمکنت شرارت
وہ عین ملاپ مین رکاوٹ | ہنگام عتاب بھی لگاوٹ
غمگین مجھے دیکھکر ہنسانا | پھر غصہ کی آنکھین بھی دکھانا
بوسہ کے سوال پر وہ لڑنا | کچھ بات بناؤن تو بگڑنا
اظہار وہ بھولے پن کا کرنا | اپنے سایہ سے آپ ڈرنا
غش دیکھکے مجھکو بھول کھانا | وہ گیسوئے عنبرین سنگھانا
صدمہ مری بیخودی کا سہنا | قسمین دے دیکے مجھ سے کہنا

روئے ہمین گرنہ آنکھین کھولے ۔ سہمے سے ہے کرتے ہمکو گرنہ بولے
وہ پان مری لیے بنانا ۔ سو طرح محبتین جتانا
وہ منہ مین مرے اوگال دینا ۔ پر وقت پہ صاف ٹال دینا
خود پیار سے دوڑ کر لپٹنا ۔ مین قصد کرون تو پیچھے ہٹنا

نازک خیالی در ذکر موسم برشکالی

برسات مین منہدیونکا ملنا ۔ پکوان مزے مزے کے تلنا
وہ کالی گھٹا مین گھر کر آنا ۔ بادل کی گرج سے ہول کھانا
بجلی کی چمک سے پیچھے ہٹنا ۔ ڈر کر مری چھاتی سے لپٹنا
بگلے اوڑتے وہ بولتے مور ۔ غل کو یلونکا پپیہونکا شور
وہ باغون مین مجھکو لیکے چلنا ۔ کپڑے نئے رنگ کے بدلنا
جھولے مین وہ پینگونکا بڑھانا ۔ بڑھجاے جو پینگ غل مچانا
گانے مین غضب صدای رنگین ۔ اونچے سرون مین ملار ساون
لیتی ہین ہزار طرح لہرین ۔ وہ جھیلین وہ ندیاں وہ نہرین
پروائی کے جھونکے جو گلگشت ۔ جنگلا گاتے مین طائر دشت

طاؤسونکا ناچ چار سو ہے — رقصان ہر اک حباب جو ہے

سرسبز تمام جھاڑیان ہین — لالے مین نہان پہاڑیان ہین

سبزہ کا خضر کو آسرا ہے — جنگل کیسا ہرا بھرا ہے

فیروزہ ہی کا ہے جو شجر ہے — ہریل ہر طائر نظر ہے

پڑتی ہین جو ننھی ننھی بوندین — سوتی ہین وہ دامن نگہ مین

چیتل پاڑے ہرن چکارے — بھرتے ہین خوشی مین سب طرارے

اک سمت گھٹا اوٹھی ہے گھنگور — اک سمت ہے آبشارونکا شور

دامن گل دشت کا ہے پرزر — کمخواب کی بوٹیون سے بڑھکر

فیروزہ سو وہ دشت کی ریت — سرسبز تمام دہانونکے کھیت

پانی آئینہ سان مصفا — پینے کا چو کہا ہے سبزا

نکلی ہے دہنک جو پیاری پیاری — ہے دامن ابر مین کناری

ہر رنگ کی بوٹیان ہین خوشبو — کیا چنبریونکا ہے فرش ہر سو

ہر سمت جو ابر ہے شفق گون — رنگریزونکی ہے دکان گردون

تعریف دریائے جمن و خوبی ہائے وطن

مغرور ہے حسن پر نمک پر
جمنا کا دماغ ہے فلک پر

ہر ایک حباب ہی فلک اوج
چھو لیتی ہے کہکشانکو ہر موج

پر نور ہزاروں کشتیاں ہیں
ہمشان ہلال آسمان ہیں

تیراک بلا کے ہیں فسون گر
پانی کے بھی دل مین کرتے ہیں گھر

دریا ہے کہ حسن کا مرقع
ہر قصر حباب مین ہے مجمع

دریا کی ہے نیلی نیلی رنگت
تیراک ہین اوس مین خوبصورت

بیٹھے ہین تماشبین سارے
چمکے ہین سپہر پر ستارے

دریا کے کنارے جمع میلا
ہر گھاٹ پہ رنڈیونکا ریلا

خونریز ہوں سنکے وہ اشارے
تلوار کے گھاٹ ہین کنارے

یوسف ہے نظر مین ہر پریزاد
ہے غیرت مصر اکبرآباد

رکھتے نہ عزیز اسکو کیون ہم
جمنا نہین رود نیل سے کم

لوہے کا جو پل ہے زیب دریا
پانی پیتا ہے ابر گویا

جال اوس مین جو لوہے کا نظر آئے
عنقا ہی نگہ قفس مین پھنس جائے

وہ قلعہ سرخ سحر ہاروت
دریا کے کنارے قصر یاقوت

اسٹیشن اودھر ہے جلوہ افزا
گویا ہے طلسم حیرت افزا

لیکر جو مسافر آتی ہے ریل | دنیا نئی ساتھہ لاتی ہے ریل

توجہ فکر نکتہ سنج در ذکر روضہ تاجگنج

اب چھوڑون خیال کعبہ و دیر | منظور ہے تاجگنج کی سیر
وہ سنگ رخام کا ہے گنبد | یا نقرۂ خام کا ہے گنبد
اللہ رے صفائی سنگ مرمر | بے آب ہے جسکے آگے گوہر
وہ برج ہے تو سپہر کا ہے | موتی ہے تو تاج مہر کا ہے
اس روضہ مین طرفہ روشنی ہے | ہر وقت نظر مین چاندنی ہے
کیون دیکھین یہان نہ انس و جن صبح | موجود ہے اسمین رات دن صبح
دیتی ہے بہار پچہے کاری | فردوس کی ہے جڑاؤ کیاری
ہر غنچۂ گل یہان مرصع | گلزار ارم کا ہے مرقع

در ذکر کوچہ دلبر و ہجوم عاشقان مضطر

یہ شہر نہ کیون ہو جان عالم | ہے مسکن بادشاہ بیگم
جس کوچہ مین وہ پری ہے ساکن | صدقے ہین بشر جسے لیکے تاجن

رکھتے ہین فغانکا ورد عاشق
پھرتے ہین محل کے گرد عاشق

دس بیس کے چاک ہین گریبان
بعضون کے لہو سے سرخ دامان

بعضے تہامے ہوے جگر کو
تکتے ہین اوسکے بام و در کو

بعضے افتادہ روز و شب ہین
بعضے سر خاک جان بلب ہین

سر پھوڑتے ہین بعضے سنگ در سے
برساتے ہین خون چشم تر سے

کھڑکی سے جو کوئی زیب دیوار
سب کی ہے نظر اودہر کو ہر بار

محو رخ بے سبب ہین آنکھین
خود خاک پہ بام پر ہین آنکھین

حسرت یہی بات بات مین ہے
ہر روز نگاہ گھات مین ہے

کس وقت ملے نظر سے وہ چاند
دیکھین نکلے کدہر سے وہ چاند

سب شوق نظر ہین حسرت اندوز
دیدار کے منتظر شب و روز

دن بہر بہی بیقراریان ہین
شب بہر اختر شماریان ہین

دربانون کے دل مین بغض بیحد
ظاہر مین پہر اونکی ہی خوشامد

کناسے سے پوچھتے ہین احوال
منت کرتے ہین دیتے ہین مال

کعبے سے فزا ہین اونکے وہ گھر
ہر وقت طواف اور چکر

ماماؤن کی کرتے ہین غلامی
بعضے ہین اصیلون کے سلامی

نقد دل و جان ہین و نو خاطر ۔ دن رات کہاریون کی خاطر

گفتار زنانہ از زبان پرستاران جانانہ

وہ کہتی ہین پہلے منہ تو دہو آو ۔ بیگم کا زبان پہ نام پہر لاو

کیا بکتے ہو جاو گہر مین بیٹہو ۔ شامت آئی ہے ہوش کی لو

گل کہاو کہ خاک اوڑاوگے تم ۔ پر اون کی ہوا نپاوگے تم

کرتے ہین یہ ہمسے کیون اشارے ۔ خبطی ہین موئے نگوڑمارے

ڈیوڑہی پہ یہان نہ جان کہوئین ۔ گہر وائے ہین اپنے جاکے روئین

کیا کہوینگے ہم سبہو نکی روٹی ۔ کٹوائینگے کس کی ناک چوٹی

ہمکو نہ کہین نہ گالیان کہائین ۔ اپنے موئے جیتے کو نہ پنوائین

بدنام ہون پہلے تو یہ پہر جا ۔ پہر کرتے ہین دوسرونکو رسوا

جب اپنی ہی آپ اوتار پہینکی ۔ عزت پہر دوسرے کی کیسی

بدنام جو پہر کسی کو کردین ۔ ہان ہمنونکی اپنی تو خبر لین

کتنا پیسے کرتی ہین جو گوڑی ۔ ہوونگی وہی کشنیان نگوڑی

طوفان جو گرستون کو لگائین ۔ وہ پہر وہی ہنسالین یہان توائین

جب کام کو کوئی پاس آیا — لیتے ہین بلا کی طرح پیچھا

دلوائینگے یہ نگوڑے الزام — کیون پڑتے ہین پاؤن ہم سے کیا کام

ایلو کوئی مانتا نہین ہے — بے غیرتون کو حیا نہین ہے

کچھ ہاتھ نہ سٹھی اور یہ سودا — چاہینگے سوئے فقیرٹے کیا

کیا جانے کوئی امیر ہین یہ — اڑنے والے فقیر ہین یہ

لو کوئی چھیڑے والیکو لاؤ — ان کھوج مٹونکی قصدین کہلو

امان خالہ ہین بنائین — کٹناپے کا کام پھر بتائین

مان بھنین بناکے دیتے ہین دم — سے انکا نرالا باوا آدم

سمجھائین ہزار دوست دشمن — کس کام کا ایسا مرحڑاپن

ایک آدہ کو مارتی ہون مین بھی — چلاکے پکارتی ہون مین بھی

یہان خانگیان نہ کسبیان ہین — اشرافونکی بہوئین بیٹیان ہین

کتوال ہے یہ خطر نہین ہے — حاکم کا بھی انکو ڈر نہین ہے

ایلو وہی غل مچاتے ہین پھر — اپنی ہی یہ گا بجاتے ہین پھر

نیچی کرو آنکھین بے حیاؤ — ہو دفع دفان یہان سے جاؤ

دیتے نہین راتکو بھی یہ چین — ہوتے نہین یہان سے وہ الفی ہین

سر پھوڑنیکا بس ان ہین ہے زور	مرتے نہین دور پار در گور
ہر اک کو اسی کا جھینکنا ہے	یہ کھوج مٹا ہے عشق کیا شے
کیا آہ نگوڑی نالہ کیسا	ملجائے تو مین لگادون لوکا
کیا شے ہے نگوڑی چشم پرنم	یہ فارسی انکی سمجھین کیا ہم
لاکھون یوہین جان کھو گئے ہین	تقدیر کو اپنی رو گئے ہین
پھوٹون ہی جو بی بی ہے کہتے ہین	ان آگ لگونکے منہ کو جھلسین
کیون دیکھتے رہتے ہین ادھر یہ	صدقے ہوئے ایڑی چوٹی پر یہ
بیگم ہین ہماری ایسی جلاد	سنتی ہی نہین کسیکی فریاد
گھٹ جائین جو ہم بھربور سے کے	سر مونڈین کورے استرے سے
کچھ بولے جو بڑھکے منہ ہی گس کا	نوچ آئے او نہین کسی پہ غصا
کم سن تو ہین پر سلامتی سے	لگ چلتی نہین ہین ہر کسی سے
تعریف کرونگی پھر مین انکی	ایڑی دیکھون مین پہلے انکی
تلوون سے ہی اونکے چاند بے نور	ماشا اللہ چشم بد دور
بکتی ہین اصیلین ہوتی ہین دق	سنتے نہین اونکی بات عاشق
جاتے ہین محل کے پاس ہر بار	ڈرتے ڈرتے قریب دیوار

پہلو رہو ڈالتے ہین آنکھین ‌ ‌ روزن بھی نکالتے ہین آنکھین

مانع جو ہوون منڈیر دنکے غبار ‌ ‌ نالے ابھی پہاند جائین دیوار

بعضون منہ صبا کی ہین راہین ‌ ‌ بعضون کی ہیا سپر ہین آہین

پیش نگہ دل آہ وہ حسین ہے ‌ ‌ چکہ رحم کو دخل ہی نہین ہے

ہے شرم و حیا مین بسکہ یکتا ‌ ‌ آئینہ سے بھی ہے اوس کو پردا

اس ڈر سے نہ دیکھے جانب باغ ‌ ‌ پہولون مین ملے نہون گل داغ

اس وہم سے چہوڑے پہولونکے ہار ‌ ‌ ان مین نہ نگہہ کا ہو کوئی تار

ہے موتیون سے خفا وہ بدخو ‌ ‌ شاید کہ ہوان مین کوئی آنسو

پردہ کبھی غرفہ کا جو ہلجائے ‌ ‌ ہر غنچۂ دل خوشی سے کھلجائے

کہلتی ہے جو گاہ گاہ کھڑکی ‌ ‌ دیتی ہے نظر کو راہ کھڑکی

ہوتا ہے وہ بام ہمسر طور ‌ ‌ غرفہ بنتا ہے مطلع نور

سب شہر مین پہیلتا ہے جلوہ ‌ ‌ ہوتا ہے زمانہ بہر کا جلوہ

غل ہے کہ یہ کیسی روشنی ہے ‌ ‌ کس چاند کی ایسی چاندنی ہے

پروانے گمان شمع کرکے ‌ ‌ جویا ہوتے ہین اوسکے گھر کے

آتے ہین چکور یہ سمجہکے ‌ ‌ طالع کوئی چاند ہے بقرب

موسائی اس آرزو مین ہین غرق ۔ کیا طور یہ پھر چمک اوٹھی برق
بتخانون کو چھوڑ کر برہمن ۔ کرتے ہوئے آتے ہین یہ شیون
جس بت کی تلاش مین جہان ہے ۔ وہ موہنی مورت اب کہان ہے
کہتی ہے یہ بلبل چمن آہ ۔ بتلا دے تو اے نسیم للہ
وہ پھول کہان تہ فلک ہے ۔ جسکی یہ جہان مین مہک ہے
چلاتے ہین عاشقان مضطر ۔ اے سنگدل اس طرف نظر کر
عرقی ہے ترے لیے خدائی ۔ اللہ رے تیری بیوفائی
کیا دل مین گذر نہین وفا کا ۔ کیا خوف نہین تجھے خدا کا
گھر مین نہ بلا ہمین نہ پاس آ ۔ پردہ سے اپنی شکل دکھلا
کھو بیٹھے ہین نقد جان ہزارون ۔ دم توڑتے ہین یہان ہزارون
یہ نخوت جان گداز توبہ ۔ اس درجہ غرور و ناز توبہ
یہ سنکے جو رحم اوسکو آیا ۔ کچھ جلوہ رخ کبھی دکھایا
اپنے تن و جان کا پھر کسے ہوش ۔ ہو جاتے ہین اک نظر مین بیہوش
بیخود ہین مگر وہی فغان ہے ۔ غش مین بھی صدائے الامان ہے

ذکر رسائی مصنف ہیچمدان در بزم آن جان جہان

پر کرتے ہین ہم ہزار ہا شکر — ہر دم ہے جناب عشق کا شکر

از بسکہ ہے مجھکو عشق صادق — ہے بخت بھی یار بھی موافق

اعجاز ہے شوق کی نظر مین — تاثیر ہے نالہ سحر مین

اغیار کے گھر گئی شب ہجر — کالا منہ کر گئی شب ہجر

مہمان ہے میرے گھر بلا فصل — یا روز وصال یا شب وصل

ممکن ہی نہین کہ ہو وہ مغرور — آغوش سے دل سے آنکھہ سے دور

نظرو کے حضور ہے شب و روز — ہر آنکھہ کا نور ہے شب و روز

اب گریہ ہجر سے غرض کیا — آنسو ہوے دانہ ہر عنقا

اب نالہ سے آشنا کہان لب — بوسے سے ہوے شکر فشان لب

سرمست وصال ہین نگاہین — گلچین جمال ہین نگاہین

شکوی سے نہ کچھہ گلے سے مطلب — لڑتی ہے زبان سے زبان اب

خود چاہ ہمین جتاتے ہین وہ — ہم روٹھتے ہین مناتے ہین وہ

اوقات گذرتی ہے مزے سے — نیت نہین بھرتی ہے مزے سے

مائل دل تہا نہ مثنوی کا — تہا حکم مگر یہ اوس پری کا

گفتار در مفارقت وطن و مصائب سفر پیش آمدن

ہر چند کہ وصل ہے میسر — کچھ رشک عدو نہ ہجر دلبر

لیکن ہون اسیر دام افکار — دنیا کے بکھیڑون مین گرفتار

آغاز شباب اور یہ رنج — یہ کیف شراب اور یہ رنج

یہ آمد نشۂ جوانی — یہ فصل بہار زندگانی

اوس پہ غم روزگار افسوس — یہ آئینہ پر غبار افسوس

دن رات سفر مین اب ہون بیتاب — چھوٹا وطن اور دوست احباب

ہر دم ہون مقام بے محل مین — مین ریل مین ہے بیگ بغل مین

ہم بزم ہون قوم تبدل سے — وہ صحبتین اب کہان وہ جلسے

پر شوق سخن بری بلا ہے — اب بھی ہے یہ دھن یہ مشغلا ہے

رستے مین ہوئی یہ مثنوی نظم — تکلیف سفر مین کی یہی نظم

انصاف سے سوچ لین سخنور — شاعر کے حواس جب ہون ابتر

سامان ہون رنج کے نرالے — مضمون سنئے وہ کیا نکالے

اغلاط سے کس طرح ہو محفوظ — اوس نظم سے کوئی کیا ہو محظوظ

ذکر موانع اصلاح مثنوی بپاس آداب حضرت استاد و لحاظ با دیگر وجوہ

ہے نظم جو اوس پر یکا احوال — بالکل ہے خلاف وضع پر دال
اصلاح سے کیا ہو یہ شرف یاب — استاد کا ہے لحاظ و آداب
دیکھینگے تو سچ کہینگے وہ — ہرگز نہ اسے بنائینگے وہ
چھپوانے کے وقت ہے یہ بہتر — تاریخ طلب کرون مین لکھکر
استاد کو ہو گی گو شکایت — تاریخ کرین گے پھر عنایت
اصلاح نہ لینے کی یہ تھی وجہ — اک اور بھی اس سے تھی قوی وجہ
کچھ قیدین ہین التزام ہین چند — تھے حضرت رشک جنکے پابند
استاد کے جو ہی ہین مختار — آسان ہے یہ اونکو راہ دشوار
اون حکمونکے رہتے ہین مقید — ہے بعض مین کچھ خلاف شاید
شاگردون کو بھی تھی یہی تاکید — تا کر نہ سکین خلاف تقلید
بعضون نے کیا یہ سب گوارا — تقلید کی اور دم نہ مارا
بعضون سے جو اوٹھ سکا نہ یہ بار — اون سب کو کیا معاف ناچار
پہلا کوچہ اونہین بتایا — ناسخ کے طریق پر لگایا
دونون رہ مستقیم ہین پر — ہے اس مین بھی احتیاط اکثر
اس نظم سے کیا ہو دل مرا شاد — بندش ہے خلاف راہ استاد

اس وجہ سے دل نے خوف کھایا — اصلاح کو بھیجنے نپایا

عذر استعمال بعض الفاظ ولہجہ وزبان نسوان قابل التفات سخنوران

اک اور ہے عذر مجھکو واجب — اوس کا بھی ہے تذکرہ مناسب

آگاہ ہون اس سے بھی سخندان — جس جا ہے زبان خاص نسوان

لفظ اونمین ہین کچھ خلاف صحت — کیا کیجیے آپڑی ضرورت

تصحیح کا وہان ہوا نہ عازم — تطبیق محاورہ تھی لازم

مردونکا سخن جدا بیان اور — ربات حجال کی زبان اور

شرح نام و بعض اوصاف جناب سید و استاد اعنی حضرت سید محمد اسمعیل منیر

منیر ادامہ اللہ القدیر

استاد میرے وہ سید پاک — جن کا شہرہ ہے زیر افلاک

نقاد و محقق و مدقق — ہر بات مین ہمفنون فایق

آفاق مین بے نظیر ہین وہ — حقا کہ مہ منیر ہین وہ

فخر و شرف یگانگی ہین — استاد بھی ہین بزرگ بھی ہین

ہے نظم جو اوس بزم میں بخدمت سخنوران عالم بشرط لغزش

اصلاح

زبان دپاے قلم

اب خدمت اہل فن میں ہے عرض — جس کا کہنا مجھے ہوا فرض
جو سہو و خطا کہین ہوئی ہو — یا لغزش پا کہین ہوئی ہو
ستو جب تخطیہ نہ ٹھہرائین — للّٰہ مجھے معاف فرمائین

التماس بندۂ گستاخ دربارۂ مثنوی جناب ڈپٹی مولوی

عبد الغفور خان بہادر نسّاخ

گو مثنوی جناب نساخ — جس کا ناظر ہے بزم گستاخ
بے مثل ہے اپنے طور پر خوب — پر اوس کا جدا ہے سب سے اسلوب
اسجوبہ ہین اوسکے سر بسر لفظ — معنی سے سوا نیا ہے ہر لفظ
کیونکر نہ ہو وہ لطیف و زیبا — معشوق کا اوس مین ہے سراپا
بے شبہ کہ حضرت مصنف — ہین علم ادب سے خوب واقف
یون ابر قلم سے ہین گہر بار — لکھے ہین یہ خاتمہ مین اشعار

اشعار نساخ

اپنے جو لکھا ہے یہ سراپا | ایسا نہو کہ بیچنے نیا یا

مضمون لکھے ہین اس مین کیا کیا | تشبیہین نئی لکھی ہین ان

ڈھالے ہین عجیب ڈھنگ کے شعر | لکھے ہین عجیب رنگ کے شعر

انداز جو ہے مرا نیا ہے | جو طرز ہے سب سے وہ جدا ہے

مومن کا جو رنگ ہے وہ ہے اور | غالب کا جو ڈھنگ ہے وہ ہے اور

پر حیف کہ اوستاد نامی | وحشت وہ سخنور گرامی

وہ نیر برج خوش بیانی | وہ گوہر درج نکتہ دانی

والی قلمرو فصاحت | شاہنشہ کشور بلاغت

اس عہد سے پہلے اوٹھ گیا ہے | غم اوسکا جو ہو مجھے بجا ہے

اب میر نہین حسن نہین ہے | کوئی بھی اب اہل فن نہین ہے

خسرو ہین نہ حضرت نظامی | فیضی ہے نہ ہاتفی نہ جامی

مصحفی کا بھی وہ ہو گیا ہے | باقر بھی لحد مین سو گیا ہے

دکھلاؤن کسے مین یہ سراپا | ہے کون کہ اسکی داد دیگا

ہوتے جو یہ لوگ تو یقین تھا | ایک وجد کا حال سنکے ہوتا

بیساختہ منہ سے یہ نکلتا | کیا خوب کہا ہے یہ سراپا

لکھتا ہے یہ بزم ہو کے گستاخ
سبحان اللہ جناب نساخ

یہ فخر حضور کو روا ہے
دعوی جو کیا ہے سب بجا ہے

باقی نہین کوئی اہل فن مین
اک آپ ہین کشور سخن مین

علامۂ عصر اور ڈپٹی
مین تو ہون بلید طبع وحشی

شاہد ہر صاحب یقین ہے
بیشک کوئی آپ سا نہین ہے

شاعر ہین فقط جناب عالی
اک فرد مین منحصر ہی کلی

خسرو کے شرف ہین فخر جامی
غیرت دہ فیضی و نظامی

کب ایسے تھے مومن اور غالب
آپ اون پہ ہین فایق اور غالب

کیا معجزہ آپ نے دکھایا
للکار کے مردون کو بھگایا

ہین بعد فنا بھی میر غم مین
ڈرتے ہین حضور سے عدم مین

احسان یہ اجل کا ہے سراپا
بیچارے حسن کا پردہ رکھا

گو شرع سخن مین ہے یہ مسنون
فخریہ کا جس قدر ہو مضمون

پر یہ تو کذب و لاف ٹھہرے
حد سے بڑھ کر گزاف ٹھہرے

ہان اونکے لیے روا ہی کچھ
حاصل جنہین مرتبا ہی سب کچھ

اورونکو روا نہین ہے اصلا
حضرت ہی کیواسطے ہے زیبا

ہین صاحب رتبۂ خداداد — شاعر حاکم محقق استاد

دولت یہ خدانے آپ کو دی — ایسی ہے حکومت اور کسکی

جو مردے گڑے ہوئے اوکھاڑے — یون مرثیہ گویونکو لتاڑے

شاہد یہ کلام دلنشین ہے — کوئی بھی اب اہل فن نہین ہے

حاکم ہوئے آپ ہوت محکوم — سب شاعرون کو کیا جو معدوم

دہمکا کے گذشتہ شاعرونکو — اعجاز دکھائے منکرون کو

فرمان طلب کیا ہے جاری — مردون کی ہے ابتور و بکاری

استادونکی جب ہو قدر ایسی — کیا اصل ہے میری مثنوی کی

مجھکو نہین اپنی نظم پر لاف — پر سب سے یہ چاہتا ہون انصاف

وہ مثنوی اور نظم احقر — دونون کو ملاکے دیکھین یکسر

خود ہوگی تمیز سرکہ و مل — کھل جائیگا صاف درد بالکل

ہر چند مجھے ہے آپ اقرار — یہ نظم کہان کہان وہ اشعار

وہ دُر یہ خذف یہ خار وہ گل — یہ خاک وہ زر یہ زہر وہ مل

وہ معجزہ ہے یہ سحر ہاروت — یہ خون دل حزین وہ یاقوت

یہ دلق گدا وہ خلعت شاہ — وہ نغمۂ جانفزا ہے یہ آہ

وہ محفل عیش مین ہوئی نظم یہ رنج سفر مین مین نے کی نظم
جمع اونکا چھریون مین ہردم مین خاک نشین بزم ماتم
وہ زینت مسند حکومت مین بستۂ زلف شام غربت

عذرات صحیحہ در ذکر امراض و دیگر آلام صریحہ

ہین پیش نظر عجائب دہر ہر دم سنئے گانون ہین نئے شہر
بیگانون سے روز صحبتین ہین ہر وقت نئی اذیتین ہین
بیوجہ بھی الجھے پڑتے ہین لوگ تیور کی طرح بگڑتے ہین لوگ
ہو طبع علیل ہو گئی ہے ہر وقت آب و ہوا نئی ہے
دم ناک مین نزلہ نے کیا ہے کھانسی نے گلا پکڑ لیا ہے
مرطوب ہوائے دامن کوہ اللہ رے رطوبتون کا انبوہ
گو سمت شمال آگیا ہون اصحاب شمال سے جدا ہون
ہے فکر صحیح سخت مشکل بیماریون نے کیا ہے بیدل
فیضی کی صحیح ہے یہ گفتار بیمار بو و خیال بیمار
کرتا ہون جو کوئی شعر تحریر کھانسی ہو جاتی ہے گلوگیر

ابیات ہون آبدار کیا خاک
پرنالون کی طرح بہتی ہے ناک

مشکل ہو سفر مین جب مداوا
پرہیز کہان علاج کیسا

یہ نظم ہے چار دن کی محنت
گذری ہے بہی قلیل مدت

آلام سفر سے جو ہو محزون
افکار سے بہی جگر ہو پرخون

موزون کرے ایسے شعر دلخواہ
وہ ہو مرے دردِ دل سے آگاہ

خاتمہ در دعا بقائے ارباب سخن بہ کمال ضراعت بدون لاف و

تبختر در جواب جناب پٹی صاحب بہادر

یارب رہین اہل فن سلامت
جن سے ہے سخن کی زیب و زینت

خورشید سخن ابہی ہے پر نور
عالم ہے سخنورون سے معمور

کیا جوہری سخن نہین ہین
کیونکر کہون اہل فن نہین ہین

مجکو نہین تازگی کا دعوا
ہرگز یہ نہین نیا سراپا

تشبیہین اگر نئی ہین دوچار
ان پر بہی نہین وثوق زنہار

جو ہے وہ ہے نذر اہل انصاف
ہین ہیچمدان ہون کیا کرون لاف

خودبین ہون مین کچہہ نہ خودنما ہون
ہان اہل سخن کا خاک پا ہون

ایک بیت اگر پسند فرمائین
احسان سے بہرہ مند فرمائین

منظوم جو اس مین ہے سراپا
تصویر سخن سے نام اوسکا

ای سوختہ ضبط این نفس کن
بس کن زحدیث عشق بس کن

تاریخ اتمام مثنوی بفضل خداوند قادر قوی

ہے ختم کا سال بھی یہ زیبا
مضمون اعجاز ہے سراپا
۱۲۹۰ ہجری

قطعہ تاریخ عطیہ جناب مرحوم افتخار الشعرا افصح الفصحا کلیم طور سخن مقبول رب قدیر سید اسمٰعیل حسین منیر اعلی اللہ مقامہ

چشم بد دور ای مری نور نظر بزم عید
طبع رنگین ہے تری فردوس گویا چمن

تحفہ خوشنوا رنگین بیانی مین ہے تو
طائر فکر رسا طوطی شکر شکن

جس جگہہ ابر قلم تیرا گہر افشان ہوا
ہوگئے پانی ندامت سے وہان در عدن

خط جو لکھا ہے تاریخ ختم مثنوی
کیا کہون مین حیرت دل ہوگئی صد پیرہن

مثنوی اصلاح کو گو تونے بھیجی نہین
پر مین شہرت اوسکی سنتا ہون یہ چرچ

خبر اسمین مصلحت کچھ ہوگی پر چاہی غیور
سال بھر گذرا کہ مین ہون تارک شعر و سخن

ہان مگر فرمائیشی تاریخون سے مجبور ہون — دل بھی ہے ازروز پابندِ غمِ رنج و محن
بچ نہین سکتا ہون شاگردون کی اصلاح سے بھی — تیری ہی خاطر ہے مقدم ای نکونامِ زمن
حق تعالے تجکو عمر و رزق بخشے بیحساب — عزت و اقبال مین ہو سرورِ ہر انجمن
دین و ایمان مین بھی ہو اپنے بزرگون سے سوا — ہو فزون علم و عمل حاصل ہو اخلاقِ حسن
نام عالم مین ترا روشن ہو مثلِ آفتاب — شاعری مین بھی ہو تو محسودِ ابنائے زمن
اب مین تصویرِ سخن کی بھی تاریخ نظم کرون — کیا عجب جو ہو پسندِ خاطرِ اربابِ فن
سالِ ہجری و مسیحی دو نو یہ ہین ای منیر — باغِ عدنِ معنی - و پر نور تصویرِ سخن
۱۲۹۷ ہجری — ۱۸۸۰ عیسوی

قطعات تاریخ من تصنیف شیوا بیان صاحب ہنر جناب سید محمد حسن صاحب قمر متوطن قصبۂ واجی پور صانہ اللہ عن الشرور شاگرد جناب منیر

جلوہ دکھا کے لیلی مضمون نے ای قمر — دیوانہ اپنا کر لیا مجنون صفت ہمین
بے بیا احرفِ معجمہ سے ہین سنین ختم — اس مثنوی کا مثل نہین ہے زمانہ مین
۱۲۹۷ ہجری

تاریخ دیگر

وصف چہ گوید زبان ہست سراپا عجب — دیدۂ گردون نہ دید نظم چنین از ازل

مادہ عیسوی بخت زکلک قلم	زینت بزم سخن مثنوی بے بدل سنہ ۱۸۸۰ع

قطعہ تاریخ مصنفہ قوت بازوے بزم مرزا اشتیاق حسین نظم

بھائی ہمارے حضرت عاشق حسین بزم	ہر ذرہ جسکے فیض سے آج آفتاب ہے
ایسی کہی جناب معظم نے مثنوی	ہر بیت جسکی بے بدل و انتخاب ہے
اے نظم میں نے اسکی یہ تاریخ نظم کی	پاکیزہ آفتاب سخن لاجواب ہے سنہ ۱۲۹۷ ہجری

قطعہ تاریخ من تصنیف جناب حکیم ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

کہی ہے بزم نے کیا مثنوی سراپا کی	کہ آگے شاہد معنی نثار ہوتا ہے
لکھے جلال نے یہ ختم مثنوی کے سنین	یہی سراپا زیب سخن سراپا ہے سنہ ۱۲۹۷ ہجری

قطعہ تاریخ جناب نواب مرزا خانصاحب داغ ملازم ریاست رامپور

تصویر سخن کا سنکے شہرہ اے داغ	مشتاق ملاحظہ ہے ہر صاحب بزم
تاریخ یہ اسکی مجھسے لطف نے کہی	بے مثل ہے مثنوی پاکیزہ بزم سنہ ۱۲۹۷ ہجری

قطعات تاریخ جناب نصیر احمد خانصاحب سحاب شاگرد منیر

یہ مثنوی بزم ہے کہ یا نور کی تصویر — دیکھا نہیں اس طور کا بے مثل سراپا
تاریخ کا مصرعہ یہ سحاب آپ ہی کہدین — دلدار کی تصویر سراپا کہی زیبا
۱۲۹۷ ہجری

دیگر

سنکے تصویر سخن کی شہرت — نطق سے ہے طوطی گلزار کا بند
چشم زخم دل حاسد کے لیے — اسکے نقطے ہین بسان اسپند
مصرعہ سال کہو تم بھی سحاب — پاک مضمون ہین معنی بھی بلند
۱۲۹۷ ہجری

دیگر

ہے عجب مثنوی سحر طراز — لفظ لفظ اسکا ہے دلکو مرغوب
مصرعہ سال یہ کہتا ہے سحاب — واہ وا مثنوی سحر ہے خوب
۱۲۹۷ ہجری

دیگر

بزم والا جاہ گفت این مثنوی — جان نو در قالب معنی دمید
شہرۂ حسن مضامین بلند — تا باوج سدرہ و طوبی رسید
علیسوی تاریخ گفتم ای سحاب — بزم تصویر سخن اینک کشید
۱۸۸۰ ع

قطعات تاریخ جناب محمد رضا خان صاحب ناطق شاگرد حضرت منیر

مثنوی لطیف حضرت بزم
حسن مضمون نو سے ہے معمور
وہ سراپا لکھا ہے نورانی
جسکی ہر بیت بیت ابروی حور
ہے یہ تاریخ ختم ای ناطق
شعلۂ طور یا مرقع نور
۱۲۹۷ ہجری

دیگر

کیا حضرت بزم کی ہو تعریف
ہر شعر ہے جنکا نور افشان
ناطق یہ وہ مثنوی ہے جسکے
مداح ہین دل سے سب سخندان
یہ ختم کے سال ہین مسیحی
تصویر سخن مرقع جان
۱۸۸۰ء

دیگر

اس مثنوی لطیف سی ای ناطق
افزون ہوئی توقیر سخن رونق بزم
لکھتا ہون سنین عیسوی مین تاریخ
ہے جلوۂ تصویر سخن رونق بزم
۱۸۸۰ء

قطعہ تاریخ طبعزاد مرزا اصغر حسین صاحب تسنیم شاگرد بزم

صرف استاد کا دیوان چھپا جب
ہوا مین بھی سن طبع کا خواہان
نکالی فکر سے تاریخ تسنیم
چراغ صبح مین تاریخ دیوان
۱۲۹۷

قطعہ تاریخ طبعزاد مرزا قربان حسین صاحب کوثر شاگرد بزم

یہ استاد کا گلزار نظم	سیر سے جسکی ہے تفریح دماغ
ہجری کی جو تھی کوثر کو فکر	دی صدا ہاتف نے کہہ - طرفہ باغ ۱۲۹۷ ہجری

قطعہ تاریخ طبعزاد منشی تفضل حسین خان صاحب ارم شاگرد بزم

میرے استاد کا ہے وہ دیوان	نظم کا جسکی ہے نرالا ڈھنگ
سال تاریخ کی جو میں نے ارم	دل یہ بولا - کلام خوش بکرنگ ۱۲۹۷ ہجری

نقل تحریر دلپذیر عطیہ استاد مرحوم یعنی منشی سید اسمعیل حسین منیر غفر اللہ القدیر بسم اللہ و بحولہ و قوتہ تعالیٰ شانہ

الحمد للہ کہ برخوردار سعید و رشید مرزا عاشق حسین متخلص بہ بزم سلمہ اللہ
والبقاہ جو یہاں حسب اتفاق وارد ہوے اور اونکے عادات و اوضاع سے یہ
ہیچمدان کما ینبغی آگاہ ہوا تو بفضلہ تعالیٰ باوجود عنفوان شباب و آغاز
جوانی نہایت مہذب اور لایق و فایق پایا اور ماشاء اللہ ذہانت و
عی اور فکر رسا اور توغل فن شاعری لاسیما زود گوئی و
رہین بھی اچھا پایا ان اسباب ظاہری و علایم واقعی

سے یقین واثق ہے کہ انشاء اللہ بعد تکمیل مشق وا
لوازم فن بہت جلد شاعری کے اقصی معارج واعلے
پر فائز ہو جائیں ونعم من قال سے عام ست نمکپاشی
ایوای بر آنکس کہ دل ریش ندارد ۔ اور بعونہ تعالے
عالی و اسلاف صالح کے طریق پر سلوک کرکے ان سے زیادہ
ہون اگرچہ مابین احقر الناس و فرزند جگر پیوند عزیز دو
کی خصوصیت ظاہری و باطنی ہے یعنی اول قرابت قریبہ
دوسرے سلسلہ تلمذ و سررشتہ اصلاح کلام ابتدائی مشق
سے میرے مفوض رہا ہے اور تخلص بھی مجھسے حاصل کیا ہے لہذا
یہ تحریر بطور یادداشت محض بنظر اظہار واقع حوالہ قلم ہوئے
شب یازدہم ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ ہجری مقام رامپور کتبہ العبد المملوک
والفقیر الصعلوک اسمعیل حسین منیرادی کتابہ بعینہ فقط